سلسلہ فقہ حنفیہ مطابقِ احادیث نبویہ

# تحفہ حنفیہ

مُصنّفہ

مولانا ابو البشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

قادری رضوی کُتب خانہ ۔ گنج بخش روڈ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

---

مولای صل وسلم دائما ابدا

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہ

لکل ھول من الاھوال مقتحم

محمد سید الکونین والثقلین

والفریقین من عرب ومن عجم

فان من جودک الدنیا وضرتہا

ومن علومک علم اللوح والقلم

marfat.com

سلسلہ فقہ حنفیہ مطابق احادیث نبویہ

# تحفہ حنفیہ

جسمیں

فضیلت علم اور علماء، عقائد امام اعظمؒ (فقہ اکبر)، تدوین فقہ، مسئلہ تقلید اور
تذکرہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نیز امام صاحبؒ کے شاگردوں کا مختصر ذکرؒ ہے

مصنفہ

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا ابوالبشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

بن مولوی مست علی حنفی نقشبندی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

گدی نشین میتراں والی سیالکوٹ

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

marfat.com

نام کتاب ...-----... تحفہ حنفیہ

نام مؤلف ...-----... علامہ محمد ابوالبشیر صالح نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

پروف ریڈنگ ...-----... محمد نعیم اللہ خاں قادری ایم-اے

اشاعت اوّل ...-----... 2008

صفحات ...-----... 328

کمپوزنگ ...-----... عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور

تحریک ...-----... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ...-----... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت ...-----... =/165 روپے

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766


marfat.com

# فہرست


| | | | |
|---|---|---|---|
| دیباچہ، حمد باری تعالیٰ | 17 | فقہ کی بزرگی | 76 |
| نعت سید المرسلین ﷺ | 20 | سب سے بہتر عبادت | 76 |
| فضیلت ائمہ مجتہدین | 21 | سب سے بہتر عمل | 77 |
| حالات مصنف ابتدائی حالات | 22 | علم کے بغیر صفت ایمان کا نہ ہونا | 77 |
| اوصاف والد مولانا مست علی مرحوم | 22 | علم سے ہی چھ فضائل کا پیدا ہونا | 77 |
| بیعت کا ذکر | 25 | علم اور مال کی فضیلت کا مقابلہ | 78 |
| صفات مرشد | 26 | علم کا عمل سے افضل ہونا | 79 |
| باقیات الصالحات | 28 | علم کے حروف میں لطائف عجیبہ | 79 |
| اسلام کی نازک حالت | 32 | حصول علم کا حکم | 80 |
| لائق علماء کی کمی | 40 | علم کے بغیر عمل غبار کی طرح ہے | 80 |
| انگریزی دان علماء کی ضرورت | 41 | علم کے بغیر دل مردہ ہے | 80 |
| اولڈ فیشن اور نیو فیشن سے خطاب | 44 | علم حصول تقویٰ کا وسیلہ ہے | 81 |
| حنفی مذہب اور دیگر نو ایجاد مذہب | 48 | تقویٰ کی خوبیوں کا بیان | 82 |
| کامل مذہب | 53 | علماء و فضلاء کی بزرگی و عظمت | 86 |
| سبب تصنیف | 60 | عالم اور عابد کی عبادت میں فرق | 87 |
| التماس مصنف | 62 | میراث رسول ﷺ | 88 |
| مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات | 63 | عالم اور عابد کی عبادت کا مقابلہ | 89 |
| کتاب پڑھنے کا طریقہ | 64 | عالم اور عابد کا پل صراط کے وقت مقابلہ | 89 |
| مقدمۃ الکتاب | 66 | علم پڑھانے والے اور روزہ دار کا مقابلہ | 89 |
| نعت سید المرسلین | 67 | حکایات عالم و عابد اور شیطان | 90 |
| فضائل علم | 71 | انبیاء کے وارث لوگ | 93 |


marfat.com

| | |
|---|---|
| فرشتوں کا عالم کیلئے دعائے مغفرت کرنا | 94 |
| نبوت کے قریب تر لوگ | 94 |
| قیامت کے دن شفاعت کرنے والے لوگ | 94 |
| علماء اور شہیدوں کا مقابلہ | 95 |
| خاص چیزوں کے دیکھنے کا ثواب | 95 |
| علماء کی طرف دیکھنے کی عظمت | 96 |
| مجلس علماء میں بیٹھنے کی فضیلت | 96 |
| آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا باعث | 96 |
| دو جنتوں کے مستحق لوگ | 96 |
| ایماندار عالم کی شناخت کا طریقہ | 97 |
| ایمان کا ثمرہ | 97 |
| چالیس حدیثیں یاد کرنے والوں کو خوشخبری | 97 |
| اللہ تعالیٰ کا علماء کو دوست رکھنا | 98 |
| حکام اور فقہاء کی درستی پر لوگوں کا انحصار | 98 |
| اللہ سے قریب کرنے والا علم | 98 |
| عالم کی موت کے غم کا اندازہ | 99 |
| غم کرنے کا ثواب | 99 |
| علماء کو برا کہنے کا نتیجہ | 99 |
| قرب قیامت کے آثار | 100 |
| علماء سے بغض رکھنے والوں کو عذاب آخرت | 100 |
| امت محمدیہ سے خارج لوگ | 101 |
| علماء کے اکرام وتوقیر کرنے کا فائدہ | 101 |
| علماء سے متنفر ہونے کی وجہ | 102 |
| علماء کی ضرورت | 102 |
| چند عجیب وغریب سوالات کے جوابات | 103 |
| عقبیٰ میں علماء کی ضرورت | 104 |
| سب سے بہتر باپ | 104 |
| دنیا کے قائم رہنے کی چار چیزیں | 105 |
| رسول اللہ ﷺ کے جانشین لوگ | 105 |
| علماء کو مغفرت گناہ کی بشارت | 106 |
| علماء کو رزق کی کفالت | 107 |
| درود شریف لکھنے کا ثواب اور فضائل | 107 |
| عالم اور عابد کا مقابلہ | 115 |
| طالب علم کیلئے حشرات الارض کا دعا کرنا | 115 |
| پیغمبروں کی وراثت | 116 |
| علم دین سکھلانے کی بزرگی | 116 |
| علم کی مجلس میں بیٹھنا | 117 |
| باقیات الصالحات | 118 |
| کافر، منافق اور مومن کے پہچاننے کا طریقہ | 121 |
| مردود علم کی تشریح | 122 |
| ریا اور دکھاوے کے عمل کا انجام | 123 |
| دین پر مستقیم ہونے کا نسخہ | 127 |
| مومن کی نشانی | 128 |
| عقبیٰ میں چند عملوں کی پرسش | 128 |
| عالم بے عمل کو عذاب آخرت عمل کرنے کی تاکید | 129 |
| عمل کے بغیر حسب ونسب پر انحصار بے کار | 130 |
| مردود علم سے حضور ﷺ کا پناہ مانگنا | 131 |
| زمانہ کی نازک حالت بے دینی بے علم رواج | 132 |

marfat.com

جھوٹی اور وضعی حدیث بنانے کا عذاب 133
انگریزی خوان اور علماء اسلام 134
انگریزی خوانوں کی غلط فہمی 134
خدا شناسی کا طریقہ 135
حصول علم میں غفلت 136
اتباع شریعت کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی 137
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اہل وعیال 139
مفروضہ علم 141
اقسام علم مفروض 143
عوام کیلئے حصول علم دین کا سہل طریقہ 143
اختلاف علم مفروضہ 144
اقسام طالب علم 147
علم کے سکھلانے والوں کو بیشمار ثواب 149
ایک مسئلہ بتانے سے ساٹھ برس کی عبادت کا 150
علم کو بیچنے کا ثواب 150
مسئلہ نہ بتانے کا عذاب 151
نااہل کو علم سکھلانے کا حکم 152
علم کی خوبیاں 152
حصول علم کی تاکید 154
حصول علم میں ایک ساعت بیٹھنے کا ثواب 155
حصول علم کے باعث گناہوں کی بخشش 155
راہ بہشت کی آسانی کا طریقہ 157
فرشتوں کا طالب علم کیلئے اپنے پر بچھانا 158
جہاد کا ثواب 158
طالب علم اور انبیاء کا رتبہ 159
ستر صدیقوں کا ثواب 159
جزام فالج اور نابینائی کا مجرب علاج 160
علم کے سیکھنے اور سکھلانے کی مثال 161
موت کے وقت بھی حصول علم کا حکم 162
علم کی برکات 162
توصیف علم (نظم) 163
علماء کا کسب دنیانہ کرنے کا باعث 165
علم کی تحصیل 166
طالب علم کی امداد کرنے کا ثواب 166
طالب علم کی مدد کی وجہ سے ایک ظالم کا بخشا 166
علم دین کی تحصیل میں علماء کی محنت و کوشش 167
زمانہ سلف میں طلبہ کے گذارے کی حالت 168
طلبہ کی مدد کرنے کا ثواب از مکتوب مجددی 169
طریقت اور شریعت کا تعلق 172
شریعت طریقت حقیقت اور معرفت میں فرق 175
ناجائز غرض سے حصول علم کی ممانعت 176
نور علم کے ضائع ہونے کا باعث 177
علماء کو امراء کی صحبت سے نقصان 177
ایسے طاعات کے بیان میں جن کی محافظت 179
ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان کے بچنے 181
آداب شاگرد و استاد 182
علم کی آٹھ کارآمد باتیں 184


**دوسرا باب**

marfat.com

علم عقائد کا بیان 191
اقسام احکام شرع 191
مشروعات 191
اقسام علم عقائد 193
قسم اول 193
قسم دوم 194
قسم سوم 194
بہتر فرقوں کا حدود خوارج 196
شیعہ۔ قدریہ 196
جبریہ' معتزلہ' مرجیہ جہمیہ فرقہ ناجیہ 197
مسائل جزئیہ میں اختلاف کی وجہ 199
فقہ اکبر 201
ایمان مجمل کی تعریف 202
توحید ذات باری 202
صفت ذاتی 203
صفت فعلی 203
دیگر صفات 204
صفتوں کا مخلوق نہ ہونا 204
صفت قرآن۔ کلام خدا کا مخلوق نہ ہونا 205
اللہ تعالیٰ کا متکلم ہونا 205
اللہ کا مخلوق پیدا کرنے سے پہلے خالق ہونا 206
اللہ کی کلام اور مخلوق کی کلام میں فرق 206
اللہ کی صفات اور ہماری صفات میں فرق 206
اللہ کی کلام کے آلات اور ہمارے آلات میں فرق 206
اللہ کا جوہر۔ عرض اور جسم وغیرہ سے خالی ہونا 207
اللہ تعالیٰ کا شریک اور مثل نہ ہونا 207
اللہ تعالیٰ کے ہاتھ۔ منہ اور نفس کا مطلب 207
اللہ تعالیٰ کا علم 208
قضا و قدر 208
مومن اور کافر کی حقیقت 209
انبیاء کا معصوم ہونا 211
پیغمبر عرب کی تعریف 212
صحابہ کبار کی تعریف 212
مسلمان کا گناہوں کے سبب کافر نہ ہونا 213
دوزخ میں جانے یا نہ جانے کا حکم 214
معجزہ اور کرامت 215
دیدار ذات باری کی کیفیت 216
تعریف ایمانی 216
ایمان اور اسلام میں فرق 216
ثواب و عذاب گنہگاراں 218
شفاعت گنہگاراں 218
اعمال کا تولنا اور حوض کوثر کا برحق ہونا 219
بہشت اور دوزخ کا مخلوق ہونا 219
شیطان اور ایمان 220
سوال منکر نکیر اور عذاب قبر وغیرہ کا برحق ہونا 220
عجمی زبان میں اسمائے صفات 221
باری تعالیٰ کا جائز ہونا 221
اللہ کا بندہ سے قرب و بعد کا معنی 221


marfat.com

فضائل آیات قرآن 221
حضرت والدین وغیرہ 222
شبہ کے وقت اعتقاد کا حکم 223
معراج اور آثار قرب قیامت کا برحق ہونا 224
وصیت نامہ امام اعظم 224
بارہ خصائل مذہب حقہ کا بیان 224
پہلی فصل۔ایمان کی حقیقت 225
ایمان کی کمی بیشی کا بیان 226
دوسری فصل۔ایمان اور عمل میں فرق 226
نیکی اور بدی کا خالق اللہ کو جاننا 227
تیسری فصل۔اعمال بندگان کے اقسام 228
پہلی قسم۔دوسری قسم۔تیسری قسم 228
چوتھی فصل۔استوائے عرش کا بیان 229
پانچویں فصل۔قرآن مجید کا مخلوق نہ ہونا 230
چھٹی فصل۔صحابہ کبار کا سب سے بہتر ہونا 231
ساتویں فصل۔پیدائش اعمال انسانی کی حقیقت 232
اقسام انسان 232
آٹھویں فصل۔قدرت کا کام کے ساتھ ہونا 233
نویں فصل۔مسح موزہ اور قصر نماز کا حکم 234
دسویں فصل۔قلم کا لوح محفوظ پر لکھنا 235
گیارہویں فصل۔عذاب قبر اور جنت دوزخ 235
بارہویں فصل۔قیامت اور حشر ونشر کا برحق ہونا 236


**تیسرا باب**


علم فقہ کی تدوین 238
علم حدیث کی تدوین 238
زمانہ صحابہ میں حدیث دانی کا طریق 239
تابعین کے زمانہ میں حدیث دانی کا طریق 240
تبع تابعین کے زمانہ میں حدیث دانی کا طریق 241
معیار حدیث میں غیر مقلدوں کی غلط فہمی 242
قواعد واصول مذہب حنفیہ 244


**چوتھا باب**


تقلید کا بیان 247
تقلید کی ضرورت 249
سلف صالحین کی اتباع کی ضرورت 251
تقلید کے متعلق بعض اعتراضات کے جوابات 251
تقلید شخصی کے وجوب کا ثبوت 255
حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کے القابات کا ثبوت 262
تمام بزرگان سلف کا مقلد ہونا 262
مذاہب اربعہ کے ماخذ 263


**پانچواں باب**


مختصر حالات امام ابوحنیفہ سن پیدائش 266
امام صاحب کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا 267
حنفی اولیاء کے اسماء مبارک 267
قصیدہ امام اعظم کے مناقب میں 268
امام اعظم کی شان میں رسول اللہ کی بشارت 270
امام اعظم کا امام جعفر صادق کی گود میں پرورش پانا 271
تعریف صحابہ رضی اللہ عنہم 271
فرق مابین روئت اور لقاء 272


marfat.com

تعریف تابعی 272
تعریف تبع تابعی 272
امام اعظم کے تابعی ہونے کا ثبوت 272
بہتر زمانہ رؤیت رسول کا خاصہ 272
امام کے زمانہ میں کون کونسے صحابہ زندہ تھے 273
علامہ سیوطی کی تحقیق امام اعظم کی نسبت 273
حافظ ابن حجر کی تحقیق 274
خلاصہ مطلب 274
امام صاحب کا حافظ حدیث ہونا 275
امام صاحب سے ایک ہزار سات سو احادیث 275
ثبوت روایات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ 276
امام صاحب کے استادوں کی تعداد 276
داتا گنج بخش لاہوری کا رویائے صادقہ 278
امام صاحب کی نسبت 278
مجدد الف ثانی کی تقریر امام کی شان میں 279
عبداللہ بن مبارک کا قصیدہ امام اعظم کی شان میں 281
امام صاحب کا زہد و تقویٰ 282
امام صاحب کی خواب کی تعبیر 283
امام کا کعبہ کے دروازہ پر دو رکعت میں قرآن کا پڑھنا 284
۴۰ برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرنا 284
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دہریوں کا مناظرہ 284
امام صاحب کا قرأت سورہ فاتحہ خلف الامام 285
رفع یدین کے متعلق امام کا امام اوزاعی سے مناظرہ 286
امام ابو موید موفق کا قصیدہ امام کی شان میں 287
اجتہاد کی تعریف اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مجتہد ہونا 288
جواب شبہ عدم انقطاع صحیح کی تحقیق 289
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عہدہ قضا سے انکار کرنا 297
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات 298
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقام دفن وغیرہ 298
ائمہ اربعہ کی سن ولادت اور سن وفات 299
دعا 299
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری کی فہرست 299
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد 301
امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور و معروف شاگرد 302
امام کی عظمت وشان میں وکیع کی دلچسپ تقریر 302
امام کے نامور شاگرد قاضی ابو یوسف کا حال 302
قاضی صاحب کا نسب نامہ 302
رسول ﷺ کی دعا قاضی صاحب کے حق میں 303
قاضی صاحب کا حافظ احادیث ہونا 303
قاضی صاحب کا عہدہ قضا پر مامور ہونا 304
قاضی صاحب کی تعلیم وتدریس 304
قاضی صاحب کا ایک عجیب فیصلہ 304
نتیجہ حکایت 305
قاضی صاحب کی تاریخ ولادت و وفات 306
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات 306
امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم وتدریس 306
آپ کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے نکاح کرنا 306
آپ کا عہدۂ قضا 307

marfat.com

| | |
|---|---|
| امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات | 307 |
| آپ کی پیدائش اور وفات کی تاریخ | 308 |
| امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات | 308 |
| امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ | 308 |
| پیدائش و وفات کی تاریخ | 308 |
| شاگردوں کی لیاقت سے استاد کی قابلیت کا اندازہ | 308 |
| قصیدۂ فارسی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں | 309 |
| نماز حنفی مدلل کے اگلے حصوں کے دلائل | 310 |
| فقہ حنفی کے مسائل کا حدیث کے مطابق ہونا | 310 |
| نماز حنفی مدلل کے حصوں کی خوبی | 311 |
| ایک مثل کا بعد ظہر کے وقت کا باقی رہنے کا ثبوت | 312 |
| اندام نہانی کو ہاتھ لگانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا ثبوت | 312 |
| عورت کو چھونے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا ثبوت | 313 |
| چوتھائی سر کے مسح کرنے کا ثبوت | 314 |
| وضو میں بسم اللہ کے شرط نہ ہونے کا ثبوت | 315 |
| نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنے کا ثبوت | 315 |
| امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے کا ثبوت | 316 |
| دوسرا جواب | 317 |
| رفع اشکال و تعارض | 317 |
| رفع یدین کے نہ کرنے کا ثبوت | 319 |
| آمین آہستہ کہنے کا ثبوت | 320 |
| ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت | 320 |
| قعدۂ اخیر میں قعدۂ اولیٰ کی طرح بیٹھنے کا ثبوت | 321 |
| پہلی تیسری رکعت میں اٹھتے وقت نہ بیٹھنے کا ثبوت | 323 |
| قضائے سنت فجر کو طلوع آفتاب | 323 |
| وتر کی تین رکعت اور قنوت | 324 |
| قبل الرکوع پڑھنے کا ثبوت | 324 |
| نماز فجر میں دعائے قنوت نہ پڑھنے کا ثبوت | 325 |

marfat.com

# تعارف مصنف

**صلاح الدین سعیدی ڈائریکٹر تاریخ اسلام فائونڈیشن لاہور**

اقبال اور فیض کی سرزمین سیالکوٹ نے جہاں زندگی کے دیگر مختلف شعبوں کے نامور سپوت پیدا کئے وہیں اسلام کے گلشن کو آبیاری کرنے والی عظیم شخصیات کو بھی جنم دیا۔

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی کو ''مجدد الف ثانی'' کا لقب دینے والے حضرت ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تک' شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے قطب مدینہ رحمۃ اللہ علیہ تک' اور مولانا ابوالنور محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ سے پاسبان مسلک رضا مولانا ابوداؤد محمد صادق تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں غلام اس مردم خیز خطہ سے ابھرے اور چار دانگ عالم میں عظمت اسلام کے پھریرے لہراتے چلے گئے۔

اسی ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میتراں والی میں حضرت مولانا مست علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں انیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں محمد صالح نامی ایک ''اسم با مسمی'' بچے نے آنکھ کھولی۔ آپ ابھی صرف تین برس کے تھے کہ اکثر بڑے لوگوں کی طرح یتیم ہوگئے۔ آپ کے تایا جان نے آپ کو ناظرہ قرآن پڑھایا اور آپ کی نیک سرشت ماں نے دینی اور روحانی خطوط پر ایسی شاندار تربیت فرمائی جس کے اثرات آپ کی پوری زندگی پر محیط ہیں۔

marfat.com

آپ لڑکپن ہی میں گجرات کے قریب واقع ایک نقشبندی خانقاہ سے وابستہ ہوئے اور نوجوانی ہی میں شیخ طریقت حضرت غلام محی الدین نقشبندی مجددی ''باولی شریف'' سے سلسلہ میں خرقۂ خلافت بھی حاصل کیا جو آپ کے صفائے باطن کی دلیل ہے۔

1896ء میں آپ تلاش معاش میں لاہور چلے آئے اور محکمہ ریلوے میں ملازمت اختیار کر لی اور ساتھ ساتھ لاہور کے مختلف مدارس میں جزوقتی تعلیم حاصل کرتے رہے تصنیف و تالیف کا اعلیٰ ذوق آپ کو وہبی طور پر ودیعت ہوا تھا اور اشاعتی کام کی اہمیت کا پورا پورا ادراک رکھتے تھے جس کا اظہار آپ نے اپنی کتاب ''تحفۃ الاحباب فی مسئلۃ ایصال ثواب'' کے چھٹے صفحے پر بڑے خوبصورت پیرائے میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

''برادران احناف آپ زمانہ کی رفتار اور دیگر مذاہب کی اشاعت کی طرف توجہ کریں کہ وہ کیسی سرگرمی اور جانکاہ کوششوں سے اپنے عقائد باطلہ کی اشاعت کر رہے ہیں کہ آئے دن ہم میں سے کتنے ہی اشخاص نکل کر ان کے ہم خیال ہو رہے ہیں''۔

آپ کے اسی ''اشاعتی شعور'' کا مظہر ''کتب خانہ حنفیہ'' تھا جو آپ نے لاہور میں قائم فرمایا اور اس کتب خانے کے ذریعے اسلام وسنیت کی خوب خوب اشاعت فرمائی۔ کتب خانہ حنفیہ ایک تجارتی ادارہ تھا لیکن اس کی پالیسی خدمت و اشاعت اسلام تھی۔ جس کا اظہار اس خط سے ہوتا ہے جو مولانا موصوف نے ۱۹۰۶ میں ایک عالم دین کے نام لکھا تھا۔ ذیل میں اس خط کا ایک اقتباس پڑھیے۔

''نیز اگر کوئی دینی کتب عربی فارسی اردو وغیرہ مطلوب ہوا کرے تو ہمارے کتب خانہ سے طلب فرمایا کریں انشاء اللہ دیگر کتب فروشوں سے بارعایت مال

marfat.com

بھیجا جائے گا"۔

حضرت مولانا مرحوم کا اصل میدان تصنیف و تالیف ہی رہا اور آپ اسی میدان کے مرد رہے۔ قسام ازل نے آپ کے قلم کو تاثیر کی دولت بخش رکھی تھی۔ راقم نے آپ کی چند کتابیں ملاحظہ کی ہیں' الہامی طرز نگارش اور زود نویسی آپ کے قلم کے نمایاں اوصاف ہیں۔

ایک خط میں فرماتے ہیں۔

"میں نے قریباً ایک سو کتب مختلف مذہبی مضامین پر تیار کی ہیں اور حنفی مذہب اور صوفی مشرب کو مدنظر رکھا گیا ہے"۔ (مکتوب بنام مولانا غلام محی الدین دیالوی محررہ ۱۰ جون ۱۹۰۶)

سیالکوٹ کے مشہور عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں۔

"مولانا ابوالبشیر محمد صالح نقشبندی اکثر لاہور کے دہلی گیٹ کے اندر واقع مدرسہ "حزب الاحناف" میں آیا کرتے تھے۔ مستحق طلباء کو اپنے ساتھ لے جاتے ان کی مالی امداد فرماتے اور انہیں پرتکلف کھانا کھلایا کرتے بعض بزرگ یوں بھی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولانا ابوالبشیر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ گھر سے کھانا پکوا کر اپنے خدام سے اٹھوا کر "حزب الاحناف" لایا کرتے تھے اور طلباء کو کھلایا کرتے تھے۔ یوں آپ نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی سنت مبارکہ کو زندہ کیا ہے"۔

جس عہد میں آپ لاہور میں رہے اس عہد میں لاہور میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۳۵ء پروفیسر حاکم علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۴۴ء' پیر سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۸ء علامہ سید ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۶۱ء مفتی غلام جان ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

متوفی ۱۹۵۹ء کے علاوہ ''تفسیر نبوی'' کے مؤلف حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۴۴ء پروفیسر نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۴۸ء مولانا مرتضٰی احمد خاں میکش رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۹ء اور مولانا غلام محمد ترنم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۹ء لاہور کی علمی فضاؤں پر چھائے ہوئے تھے۔

اندازاً مولانا مرحوم نے بیسویں صدی کے چھٹے عشرے میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک آپ کے آبائی گاؤں میتراں والی کی جامع مسجد کے صحن میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں ہے۔

''قادری رضوی کتب خانہ'' گنج بخش روڈ لاہور نے مصنف ہذا کی کتابیں

- احکامِ پردہ
- ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- احکامِ نماز
- آدابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حال ہی میں اعلیٰ معیار پر شائع کر کے قارئین کو دعوت مطالعہ دی ہے۔ محققین اور علم دوست حضرات سے گذارش ہے کہ مصنف موصوف کی کوئی کتاب آپ کے پاس محفوظ ہو تو قادری رضوی کتب خانہ سے رابطہ کریں' تاکہ اس کو بھی اشاعت کا لباس پہنایا جاسکے۔

صلاح الدین سعیدی لاہور

یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ ۱۰ مارچ ۲۰۰۸ء

marfat.com

# نماز حنفی مدلل

## دیباچہ

## حمد باری تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ رَفَعَ اَقْدَارَالْعُلَمَاءِ بِمِقْدَارِ مَعْرِفَةِ کِتَابِهِ الْمُحْکَمِ ثُمَّ هَدَی الْمُحَدِّثِیْنَ بِمَصَابِیْحِ الْمِصْبَاحِ مِنْ شِبْهِ الظُّلَمِ وَجَعَلَ عِلْمَ الْکِتٰبِ کَالْعِلْمِ لِمَنْ تَقَدَّمَ مِنْ اَصْحَابِ الْاُمَمِ وَاَصْبَغَ عَلَیْهِمْ سَوَابِغَ النِّعَمِ بِعِرْفَانِهٖ بِمَصَابِیْحِ السُّنَّةِ وَالْعِرْفَانِ الْمُقَدَّمِ وَاَعَزَّهُمْ فِی الدَّارَیْنِ وَاَکْرَمَ وَاَحْتَرَمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ فِی السَّابِقِ الْقِدَمِ بِالْقُرْاٰنِ الْاَحْکَمِ فَقَالَ الَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبَائِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ فَسُبْحَانَ مَنْ یَّعْلَمُ الْحِکَمَ فِیْمَنْ اَخَّرَ وَقَدَّمَ اَحْمَدُهٗ حَمْدَ عَاجِزٍ شُکْرًا مَا اَوْلَاهُ مِنْ عَظِیْمِ النِّعَمِ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهُ الْاَکْرَمُ الْمَبْعُوْثُ اِلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ نَسْئَلُ اللّٰهَ اَنْ یَّخْتِمَ لِیْ کِتَابَ الْعَمَلِ بِهَا اِذْ نَخْتِمُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ الَّذِیْنَ هُمْ اُولُو الْفَضْلِ وَالْحُکْمِ مَا عَبَدَاللّٰهُ حَمَدَ وَاَحْرَمَ۔

جمیع حمد وثناء اس یکتا وبے ہمتا دلربائے عالم کو زیبا ہے جو ہر ذرہ میں مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے مگر کچھ عجب کرشمہ وانداز ہے کہ آج تک ان آنکھوں سے نہاں ہے۔

marfat.com

آنکھیں تجھ کو ڈھونڈتی ہیں دل ترا گرویدہ ہے
جلوہ تیرا دیدہ ہے صورت تری نادیدہ ہے
بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ میں ہے تو آشکار
اور گھونگھٹ یہ کہ صورت آج تک نادیدہ ہے

یا یوں سمجھئے جیسا کہ ایک عاشق صادق نے کہا ہے۔

اے تیرِ غمت را دلِ عشاق نشانہ
عالم بہ تو مشغول تو غائب ز زمانہ

انسان ضعیف البیان کی کیا طاقت ہے کہ اس بحرِ ذخار میں قدم رکھ سکے اور اس کی اوصاف کا ایک شمہ بھی بیان کر سکے یا حیطۂ تحریر میں آ سکے۔ جبکہ مقربان بارگاہ عالی مَاعَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَمَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ کے معترف ہیں۔ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی اچھا فرمایا ہے۔

حمد بے حد مر خدائے پاک را ۔ آنکہ ایماں دا دمشت خاک را
آنکہ در آدم دمیدا و روح را ۔ دا داز طوفاں نجات او نوح را
آنکہ فرماں کرد قہرش بادرا ۔ تا سزائے کرد قوم عاد را
آنکہ لطف خویش را اظہار کرد ۔ باخلیلش نار را گلزار کرد
آں خداوندے کہ ہنگام سحر ۔ کرد قوم لوط را زیر و زبر
سوئے او خصمے کہ تیر انداختہ ۔ پشۂ کارش کفایت ساختہ
آنکہ اعدا رابدر یا درکشید ۔ ناقہ را از سنگ خار اور کشید
چوں عنایت قادر قیوم کرد ۔ در کف داؤد آہن موم کرد
باسلیماں داد ملک و سروری ۔ شد مطیع خاتمش دیو و پری
از تن صابر بکرماں قوت داد ۔ ہم ز یونس لقمۂ باحوت داد

marfat.com

آں یکے را ارہ برسر مے کشد — دیگرے را تاج برسر مے نہد
اوست سلطاں ہرچہ خواہد آں کند — عالمے راہ در دمے ویراں کند
ہست سلطانی مسلم مرورا — نیست کس را زہرۂ چون و چرا
آں یکے را گنج و نعمت مے دہد — دیگرے را رنج و زحمت میدہد
آں یکے راز رد و صد ہمیاں دہد — دیگرے در حسرت ناں جاں دہد
آں یکے برتخت باصد عز و ناز — دیگرے کردہ دہاں از فاقہ باز
آں یکے پوشیدہ سنجاب و سمور — دیگرے خفتہ برہنہ در تنور
آں یکے بربستر کمخاب و نخ — دیگرے برخاک خواری بستہ یخ
طرفۃ العینی جہاں برہم زند — کس نمے آرد کہ آنجا دم زند
آں کہ بامرغ ہوا ماہی دہد — بندگاں را دولت و شاہی دہد
بے پدر فرزند پیدا او کند — طفل را در مہد گویا او کند
مردۂ صد سالہ راحی مے کند — ایں بجز حق دیگرے کے میکند
صانعے کزطیں سلاطیں میکند — نجم را رجم شیاطیں مے کند
از زمین خشک رویا ند گیاہ — آسماں را بے ستوں داروںگاہ
ہیچ کس در ملک او انباز نے — قول اور الحن نے آواز نے

marfat.com

# نعت سیّد المرسلین

درود نا معدود اس نبی آخر الزمان جمیل جہاں پر جس کے آگے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن بھی گرد ہے۔

اکنوں توئی جمیل جہاں گرچہ ازیں    آوازۂ جمال زکنعاں برآمدہ

لاتعداد ولاتحصی سلام اس آفتاب عالمتاب اور اس کی آل واصحاب پر جس کے چہرۂ انور کی چمک دمک سے مہتاب بھی سرنگوں ہو جاتا تھا اور جس گل رعنا کا نہ فقط میں بلکہ مجھ ایسے ہزاروں غزل سرا ہیں۔

نہ من برآں گل رعنا غزل سرایم وبس    کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار آنند

اللہ تعالیٰ کی بے حد رحمت اس رحمۃ للعالمین پر اور اس کے یار وانصار پر جس کا کاشانہ فیض و رحمت آج تک وا ہے۔ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

بعد ازیں گویم نعت مصطفےٰ    آنکہ عالم یافت از نورش صفا
سید الکونین ختم المرسلیں    آخر آمد بود فخر الاولیں
آنکہ آمد نہ فلک معراج او    انبیاء و اولیا محتاج او
شد وجودش رحمۃ للعالمین    مسجد او شد ہمہ روئے زمیں
صد ہزاراں رحمت جاں آفریں    بروئے و بر آل پاک طاہریں
آنکہ شد یارش ابوبکر و عمر    از سر انگشت او شق شد قمر
آں یکے او را رفیق غار بود    واں دگر لشکر کش ابرار بود

marfat.com

صاحبش بودند عثمان و علی ۔ بہر آں گشتند در عالم ولی
آں یکے کان حیاء و حلم بود ۔ واں دگر باب مدینہ علم بود
آں رسول حق کہ خیر الناس بود ۔ عم پاکش حمزہ و عباس بود
ہر دم از ما صد درود و صد سلام ۔ بر رسول و آل و اصحابش تمام

## فضیلت آئمہ مجتہدین

ہزاراں ہزار رحمت ان مجتہدان دین پر جنہوں نے دین اسلام کی اشاعت میں سعی بلیغ کی اور تمام اہم اور مشکل مسائل کو آسان کر دیا۔

آں اما مانے کہ کردند اجتہاد ۔ رحمت حق بر روان جملہ باد
بوحنیفہ بد امام باصفا ۔ آں سراج امتان مصطفٰے
باد فضل حق قرین جان او ۔ شاد باد ارواح شاگردان او
صاحبش بو یوسف قاضی شدہ ۔ وز محمد ذوالمنن راضی شدہ
شافعی ادریس و مالک بازفر ۔ یافت زیشاں دین احمد زیب فر
احمد حنبل کہ بود او مرد حق ۔ در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق
روح شاں در صدر جنت شادباد ۔ قصر دین از علم شاں آباد باد

marfat.com

# حالات مصنف

## ابتدائی حالات

فقیر پر تقصیر بندۂ ناچیز ابوالبشیر محمد صالح حنفی نقشبندی مجددی گدی نشین بن مظہر الطاف حقانی، مصدر معارف صمدانی، زبدۂ واصلین، عمدۂ کاملین، ماہر علوم شرعیہ واقف فنون اصلیہ وفرعیہ، عالم عامل، واعظ خوش تقریر، ناصح سراپا تاثیر حضرت مولانا مولوی مست علی حنفی نقشبندی مجددی قادری چشتی مرحوم مغفور سَقَی اللّٰہُ ثَرَاہُ وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَثْوَاہُ ساکن موضع میترانوالی ضلع سیالکوٹ حال وارد لاہور دیندار نیک شعار مسلمان بھائیوں کی خدمت بابرکات میں یوں رقمطراز ہے کہ جب یہ فقیر پر تقصیر قلیل البضاعت قصیر الاستطاعت ساڑھے تین برس کا تھا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے سر سے والد ماجد صاحب کا سایہ جو ایک بڑی رحمت اور نعمتِ عظمٰی ہوتا ہے اٹھالیا اور میں کسمپرسی کی حالت میں پڑا رہا اور تمام عیش و آرام جو باپ کی زندگی میں موجود تھے وہ سب کالعدم ہو گئے۔

## اوصاف والد ماجد مولوی مست علی

غرض والد صاحب کے انتقال سے نہ صرف ہمارے خاندان کو ہی صدمہ پہنچا بلکہ تمام حلقۂ مشائخ میں بالخصوص آپ کے خدام اور راسخ الاعتقاد و معتقدوں کے گھر بھی ماتم کدہ ہو رہے تھے اور وہ دردِ دل اور آہ و بکاء سے یہ مرثیہ پڑھتے تھے۔

کون عالم میں ایسا عالم ہے　　　کس کے ایسے بلند ہیں درجات
کس کے دنیا میں ہیں فیوض ایسے　　　کس کے ایسے ہیں دین میں برکات

marfat.com

کس کا شہرہ ہے شرق سے تا غرب
کس کی ایسی ہوئی حیات و ممات

جس نے جو پوچھا کہہ دیا فوراً
کیا ہی حاصل تھے ان کو معلومات

نظری ان کو سب بدیہی تھے
ان کو معلوم سب تھے مجہولات

تھے وہ حلال عقد لاینحل
تھے وہ کشاف سر ایماضات

فن اگر قفل تھا تو وہ مفتاح
علم اگر سقف تھا تو وہ مرقات

کون ہے ایسی جامعیت کا
عالم و عامل و کریم الذات

ایسا خوش ہے کہاں فاضل
کس میں ہیں جمع ایسے نیک صفات

حسن صورت میں احسن المنظر
حسن سیرت میں احسن العادات

کیا لکھیں ان کے ہم محاسن کو
کیا کہیں چھوٹا منہ بڑی ہے بات

تھے وہ شیریں کلام و خندہ دہن
بات تھی ان کی مثل قندونبات

ہر کسی سے بخندہ پیشانی
مسکرا کر وہ کرتے تھے ہر بات

کاشف معنی فروع و اصول
واقف کلیات و جزئیات

تھے وہ علامۂ جمیع علوم
تھے وہ فہامۂ جمیع نکات

اوج چرخ معانی و الفاظ
موج بحر لغات و مصطلحات

نکتہ دان ضمائر و اعلام
رحر فہم معارف و نکرات

صدر ایوان منصب تدریس
شاہ ذیشان ملک معقولات

بدر رخشان آسمان علوم
مہرتابان اوج منقولات

عالم قدس کے موارد سے
ہوتے تھے وارد ان پر الہامات

تھے کمال جال کے مصباح
تھے جمال کمال کے مشکات

مستفیض ان سے ہوتے تھے ہر روز
طلبا اور مشائخ اور سادات

ان کے ہر وقت فیض تھے جاری
گرمی ہو خواہ اجاڑا یا برسات

marfat.com

کیسا حاصل تھا ان کو علم سیر　　جانتے تھے سبھوں کی کیفیات
تھا خدا داد علم و فضل ان کا　　تھے وہ بحر فیوض و انعامات
فقہ تھی ان کی فقہ مجتہدین　　اور حدیث ان کی تھی حدیث ثقات
اور تفسیر ان کی تھی تفسیر　　تھی قرأت قرأت آیات
تھے وہ نزدیک سب اوامر سے　　دور تھے ان سے جملہ منہیات
حق کی مرضی میں ان کی مرضی تھی　　ہوئی اس میں ہی آخر ان کی نجات
بے تعصب تھے اور با انصاف　　بامتانت تھے اور بے ہفوات
نہ تھی افراط ان میں اور تفریط　　بین بین ان کے تھے سبھی حالات
عمل ان کا تھا سب شریعت پر　　معرفت کے بھی ان کو تھے جذبات
ظاہر و باطن ان کا اکساں تھا　　جیسے مرأت میں ہوں مرئیات
تھے ولایت کے ان میں سب احوال　　اور کرامت کے ان میں سب تھے صفات
علماء کو جو چاہئیں باتیں　　سب تھے ان میں فضائل و برکات
ہیں کمالات بے شمار ان کے　　حد سے زائد ہیں ان کے تعریفات
رَبِّ اَدْخِلْهُ جَنَّةَ الْمَأْوٰى　　خَالِدًا فِي الْقُصُوْرِ وَالْغُرُفَاتِ
مَوْتُهٗ كَانَ ثُلْمَةً فِي الدِّيْنِ　　اِنَّهٗ قَالَ شَافِعٌ لِّعُصَاتِ[1]

الغرض جب میں پانچ برس کا ہوا تو والد ماجد کے بڑے بھائی مولوی امیر علی صاحب الفیض الخفی والجلی مرحوم مغفور سے قرآن مجید پڑھ کر مدرسہ دیہاتی کی پہلی جماعت میں داخل ہوا۔ جب پانچویں جماعت تک پہنچ گیا تو میرے تایا موصوف مجھے اور میرے بڑے بھائی مولانا مولوی محمد صادق صاحب مرحوم و مغفور کو بمقام

[1] راقم الحروف کے والد ماجد صاحب کے کرامات اور دیگر حالات علیحدہ اولیاء اللہ کے زمروں میں شائع کیے جائیں گے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

جوڑہ ضلع گوجرانوالہ میں ہمراہ لے گئے۔ جہاں حضرت مخدوم عالم و عالمیان، مجمع بحرین علم و عرفان، محرم اسرار ایزدمنان، صاحب سجادہ حضرت غوث العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، جنید زماں وشبلی دوراں مجدد العصر سیدنا و مولانا و مرشدنا فقیر محمد المعروف بابا جی صاحب لحاظوی مدظلہم العالی و دامت برکاتہم الیٰ یوم النشور حسن اتفاق سے تشریف فرما تھے۔ آپ سے بیعت کی استدعا کی گئی۔ آپ نے نہایت ہی مہربانی اور الطاف کریمانہ سے اس درخواست کو منظور کیا اور تخلیہ میں بٹھا کر بیعت مسنونانہ سے بہرہ اندوز کیا۔

## بیعت کا ذکر

پھر آپ نے اپنی قدیمی محبت و الفت کے باعث روحانی تعلیم کے حاصل کرنے کیلئے اپنے خلیفۂ اکبر اغنی، عمدۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء، منبع فضل و احسان، مجمع علم و عرفان، مظہر اسرار ازلی، مہبط انوار لم یزلی حضرت سیدنا و مولانا غلام محی الدین صاحب مرحوم و مغفور بن قطب زمان غوث دوران زبدۃ السالکین عمدۃ العالمین حضرت خان عالم المعروف بہ خلیفہ صاحب مرحوم مغفور ساکن بولی شریف ضلع گجرات طَيَّبَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُمَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَقَامَهُمَا کے سپرد کیا جو اس وقت حسن اتفاق سے موجود تھے۔ آپ وقتاً فوقتاً تشریف لاکر خاکسار کے تاریک و زنگ آلودہ دل کو اپنی باطنی توجہ سے صیقل اور منور کرتے رہے۔ گو ان دنوں میں انگریزی تعلیم کے درپے تھا۔ لیکن انگریزی تعلیم سے میرے خیالات میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہ ہوا اور نہ میرے پاؤں صراط مستقیم سے ڈگمگائے۔ جیسا کہ آج کل عام انگریزی خوانوں کا حال تجربۃً دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ میں تو سیدھا سادہ پرانی وضع قطع کا مسلمان ہوں اور انشاء اللہ تادم واپسیں اسی سیدھے راستے پر قائم رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بالعموم اور خاکسار کو بالخصوص سلف صالحین کا متبع کرے اور

marfat.com

انہیں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

## صفات مرشد

الغرض میرے خیالات میں فلسفہ اور سائنس سے تغیر نہ ہونے کا اصلی سبب محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور والد صاحب مرحوم اور برادرم مولوی محمد صادق مرحوم کی باطنی توجہ اور اس سلسلہ پاک کی برکت اور جناب زبدۃ العارفین، عمدۃ الواصلین کی روحانی امداد سے ہوا، جن کی تعریف میں بے ساختہ یہ اشعار نکل رہے ہیں۔

سرور عالم شہ دنیا و دیں عاشق و معشوق رب العالمین
ماہی دریائے توحید خدا مظہر حق مصدر سر خفا
واقف اسرار حق دانائے راز بے نیاز عالم سے حق سے بانیاز
شاہ دیں سرخیل جملہ اولیاء تاج بخش اصفیاء و اتقیا
پیشواؤ شاہ شاہان جہاں مقتدائے جان جانان جہاں
رہنمائے زبدۂ ارباب علم رہبر ہر قدوۂ اصحاب علم
حامی دین متیں خیرالامم دافع بدعات وکیں کفر و ظلم
اختر چراغ ہدا ماہ عطا بحر علم معرفت نجم الہدا
قبلۂ ارباب و اصحاب یقیں کعبہ عباد زہاد اہل دیں
یعنی پیر اور مرشد اور مولا میرے حضرت فقیر محمد نیک پے
حضرت فقیر محمد اولیاء پیر و مرشد ہیں مرے اور رہنما
ہیں وہ بیشک مظہر انوار حق سر سے پاء تک مصدر انوار حق
چاہیے تجھ کو اگر وصل خدا سایۂ فقیر محمد میں تو آ
عکس سے اس نور کے تا اے پسر روئے جاناں پر پڑے تیری نظر
الغرض جو راہ حق مطلوب ہے جا قدم لے دوڑ میرے پیر کے

marfat.com

گرچہ یہاں سے کر گئے ہیں انتقال — فیض باطن ہے و لے ان کا بحال
بلکہ سو چند اس سے ہے نور و ضیا — کیونکہ پردہ جسم کا بھی اٹھ گیا
اب تو بیشک وہ سراسر نور ہے — نور ہے سایہ سے بالکل دور ہے
جب کہ ہووے شوق دیدار خدا — ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا
مولد و مرقد شریف ان کا پسر — خلق میں روشن ہے چوں شمس و قمر
گر نہ آوے تجھ کو کوری سے نظر — پوچھ لے مجھ سے تو اب اے بے خبر
گاؤں چوراہے اک جائے ہدا — مسکن وماوا ہے اس جا آپ کا
مولد پاک آپ کا ہے اور مزار — اس جگہ تو جان لے اے ہوشیار
اعتقاد دل سے جو جاوے وہاں — اس پہ سب اسرار باطن ہوں عیاں
دیکھتے ہی اس کے مجھ کو ہے یقین — اس کو ہو دیدار رب العالمین
کرتے ہی زیارت مزار پاک کی — ہوویں ظاہر اس پہ اسرار خفی
کیوں پھرے ہے جابجا سر مارتا — سایۂ فقیر محمد میں تو آ
جو نہ ہو قدرت تجھے اس نور تک — ان کے خلفاء کے تو جا دامن سے لگ
ہیں بہت ان کے خلیفہ اور مرید — پا سکے ہے ان کو کب تو اے سعید
ہیں مرید اور طالب ان کے بیشمار — جن کی برکت ہے جہاں میں آشکار
لیک ان کا مرتبہ دیکھے ہے وہ — چشم بینا دل مصفا جس کے ہو
ان کا رتبہ کب تجھے آوے نظر — ہو رہا ہے تو تو بالکل بے بصر
ہے نگہ میں اس قدر ان کی اثر — سنگریزے جس سے ہوں رشک قمر
دیکھتے ہی ان کے دم میں اے اخی — سو برس کا بت پرست ہووے ولی
اس طرح کے چھوڑ کر مردان مرد — چھانتا پھرتا ہے کیوں عالم میں گرد
ان کی برکت سے مجھے بھی اے خدا — اپنے کوچہ کا ذرا رستہ بتا

marfat.com

الغرض جب میں نے انگریزی تعلیم چچا صاحب ڈاکٹر صوبیدار فیض احمد خاں آنریری مجسٹریٹ (اللہ تعالیٰ ان کو جمیع حوادث روزگار سے محفوظ و مصون رکھے اور ان کے تازہ پودوں (اولاد) کو سرسبز اور شاداب کرے) کی امداد و استعانت سے ضرورت کے مطابق حاصل کر لی تو پھر میں ۱۸۹۶ء میں لاہور آ کر ملازم ہو گیا اور دوران ملازمت میں میں لاہور کے چیدہ چیدہ علماء وفضلاء سے عربی فارسی کی کتب متداولہ پڑھتا رہا۔ گو میں نے کئی دفتروں میں ملازمت کی لیکن اس شغل کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ الحمد للہ کہ تھوڑے عرصے میں تمام فقہ و احادیث اور تفسیر کی کتابوں کو عبور کر لیا۔ پھر پنجاب و ہندوستان کے نامی گرامی علماء فضلاء کی خدمت اقدس میں وقتاً فوقتاً جا جا کر علمی، دقیق اور بعید از فہم مسائل کی تحقیق و تدقیق کیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میرے تمام شبہات اور اعتراضات و اشکال رفع ہو گئے۔ پھر بسا اوقات میرے دل میں یہ خیال موجزن ہوا کرتا تھا کہ تبلیغ احکام کرنا بھی ضرور چاہیے۔ چونکہ ملازمت کی پابندی سے زبانی وعظ وغیرہ تو ہو نہیں سکتا تھا اس لئے کئی رات دن اسی سوچ بچار میں گذر گئے آخر القائے غیبی سے تصنیف و تالیف کی طرف میلان طبع ہوا اور یہ کام بھی نہایت مستحسن تھا۔ چنانچہ بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ جنت اس شخص کیلئے ہے جو اپنے بعد میں اپنی قلمیں اور روشنائی چھوڑ جائے یعنی ایسی کتابیں تصنیف و تالیف کر جائے جن کے پڑھنے سے اور لوگوں کو بھی علم کا اشتیاق پیدا ہو اور وہ صراط مستقیم پر قائم ہو جائیں۔

لکھو اپنے قلم سے کچھ تو ایسی چیز کو لکھو
کہ گر دیکھو قیامت میں تو ہووے خوش تمہارا دل

## باقیات الصالحات

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس کی زبان سے

marfat.com

حق بات نکلے اور لوگ اس پر عمل کریں تو اس کا ثواب قیامت تک جاری رہے گا پھر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسکو پورا پورا ثواب عطا فرمائیگا۔ یہی باقیات الصالحات ہیں۔ جنکی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ پ ۱۵ سورۂ کہف رکوع ۶ آیت نمبر ۴۶ میں ارشاد فرماتا ہے۔ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا یعنی مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی آرائش ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کے نزدیک ثواب میں اور بہتر ہیں توقع کے اعتبار سے

مفسرین نے لکھا ہے کہ باقیات الصالحات سے مراد صدقہ جاریہ ہے کہ جس کا اثر دیر تک قائم رہے جیسے علم سکھا جانا' نیک تربیت کر کے اولاد صالحہ چھوڑ مرنا' مسجد سرائے باغ کھیت وغیرہ وقف کر جانا یا کوئی نیک رسم جاری کر جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَبْعٌ یَجْرِیْ لِلْعَبْدِ اَجْرُهُنَّ وَهُوَ فِیْ قَبْرِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْ اَجْرٰی نَهْرًا اَوْ حَفَرَ بِئْرًا اَوْ بَنٰی مَسْجِدًا اَوْ وَرَّثَ مُصْحَفًا اَوْ تَرَكَ وَلَدًا یَسْتَغْفِرُلَهٗ بَعْدَ مَوْتِهٖ اَوْ غَرَسَ نَخْلًا۔ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزیں ایسی ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ ایک دینی تعلیم۔ دوسرے نہر جاری کرنا۔ تیسرے کنواں کھدوانا۔ چوتھے مسجد بنانا۔ پانچویں قرآن مجید چھوڑنا۔ چھٹے اولاد صالحہ چھوڑ جانا کہ اس کے واسطے مغفرت طلب کرے۔ ساتویں درخت وغیرہ لگانا۔

نوٹ:۔ اسی مفہوم کی حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مشکوٰۃ کتاب العلم کی تیسری فصل میں ہے اور سنن ابن ماجہ کے باب ثواب معلم الناس الخیر میں ہے۔

الحمدللہ میں نے اس مرحلہ کو بہت جلد طے کرلیا اور مفصلۂ ذیل کتابیں

marfat.com

یکے بعد دیگرے چھپ کر شائع ہوگئیں اور علماء وفضلاء نے میری تصانیف کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا اور میری حوصلہ افزائی کی۔ بالفعل یہ کتابیں تیار ہو کر چھپ چکی ہیں۔

(۱) مسائل العیدین۔ جس میں دونوں عیدوں کے تمام جزئی مسئلہ ایک عجیب ترتیب سے جمع کئے گئے ہیں کہ پڑھتے ہوئے دل نہیں اکتاتا۔

(۲) التوحید۔ جس میں مسئلہ توحید کو حنفی مذہب اور صوفی مشرب کے مطابق بیان کیا گیا ہے اصل میں یہ اسمائے حسنیٰ کی تشریح ہے۔ قابل دید اور بڑی معرکۃ الآرا کتاب ہے۔

(۳) سوانح عمری رسول مقبول ﷺ حصہ اول جس میں نور مبارک کا مفصل بیان لکھا گیا ہے۔ فلسفہ اور سائنس سے ہر ایک مسئلہ کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ حصہ دوم چھپ رہا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے باقی حالات مفصل اور مدلل لکھے گئے ہیں۔

(۴) سلسلۂ اسلام جس کے دس حصے چھپ چکے ہیں چنانچہ پہلے حصہ میں پانی کے مسائل ہیں۔ دوسرے میں نجاستوں کا بیان ہے۔ تیسرے میں غسل کے مسائل کا ذکر ہے۔ چوتھے میں احکام وضو کی تشریح کی گئی ہے۔ پانچویں میں تیمم کے مسائل قلمبند کئے گئے ہیں۔ چھٹے حصہ میں مسجد کے احکام لکھے گئے ہیں۔ ساتویں میں اذان کے مسائل کا بیان ہے۔ آٹھویں۔ نویں اور دسویں حصہ میں نماز کے احکام مفصل طور پر مرقوم کئے گئے ہیں۔

(۵) نماز مترجم۔ جس میں علاوہ نماز کے ترجمہ کے بچوں کے واسطے نماز کے ضروری ضروری مسائل بھی لکھ دیئے ہیں تاکہ بچوں کو آسانی ساتھ ساتھ مسائل بھی یاد ہوتے جائیں۔

marfat.com

(۶) خطبات الحنفیہ۔ جس میں سال بھر کے ۵۲ نظم ونثر عربی خطبے مع ۵۲ مواعظ حسنہ مندرج ہیں۔ اس کتاب کے ہوتے کسی اور وعظ کی کتاب کی ضرورت نہیں رہتی۔ نہایت ہی صحیح صحیح وعظ ہیں۔

(۷) ظہور قیام امام مہدی حصہ دوم۔ جس میں نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی موعود کا مدلل بیان لکھا گیا ہے۔ اور کاذب پنجاب کی قلعی کھولی گئی ہے۔

(۸) جنگ بلقان کے چشم دید حالات جس میں جنگ بلقان کے صحیح صحیح واقعات جمع کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں کئی کتابوں کے مضمون تیار ہیں جو انشاء اللہ العزیز یکے بعد دیگرے چھپتے رہیں گے۔

غرض نقشے است کزما یادماند
کہ ہستی را نمے بینم بقائے

marfat.com

# اسلام کی نازک حالت

گلِ پژمردہ کی مانند جھکائے سر ہوں
شکلِ نرگس کے میں حیراں اور ششدر رہوں
آشنا کوئی نہ غمخوار ہے اس وقت مرا
کون جز ذاتِ خدا یار ہے اس وقت مرا

مسلمانو! یہ دل کو دو ٹکڑے کر دینے والے اشعار جو اس وقت آپ کے گوش مبارک سن رہے ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ کس بیکس اور مظلوم کی زبان سے ادا ہو رہے ہیں۔ آہ! یہ ایک ایسے بیکس دور از وطن کی آواز ہے جس کا باپ رحمت ہو کر دنیا میں آیا تھا۔ یہ اس مظلوم یتیم کی آواز ہے جس کے باپ نے کل جہان کی دینی اور دنیاوی ترقی کیلئے ایک نا قابل ترمیم مکمل قانون خود اہل جہان پر پیش کیا تھا جس کو ہم اپنی اصطلاح میں کلامِ ربانی یا قرآن مجید کہتے ہیں اور جس پر عمل کرنے سے ہمارے اسلاف کو ہر طرح کی عظمت حاصل ہوئی تھی کہ آج صدیاں گذر جانے پر بھی قرطبہ اور گرینڈا کے کھنڈران کی شاہانہ سطوت و شوکت کا زبانِ حال سے پتہ دے رہے ہیں۔

مسلمانو! شاید بوجہ غائت بے توجہی کے آپ کا خیال نہ معلوم کر سکے کہ وہ مظلوم یتیم کون ہے۔ لہٰذا میں آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ کروں گا۔ سنئے وہ بیکس دور از وطن بیچارہ اسلام ہے جس کے حقیقی باپ حضور سرور کائنات و مفخر موجودات علیہ التحیات والسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ آج یہ بوجہ ہماری غفلت اور اپنے

marfat.com

ضعف اغیار کے سخت ترین حملوں سے ہندوستان کے ہرایک کونے میں زبان حال سے فریاد مچا رہا ہے کہ للہ میری خبر لیجئے۔ لیکن صدائے برنہ خاست کا مضمون ہے۔ اغیار اس بیچارے پر جان شکن حملے کر رہے ہیں اور اس کے مٹانے کا کوئی پہلو فرو گذاشت نہیں کرتے۔ اس کو کمزور اور ناتواں دیکھ کر مقابلہ کو ہندوستان کے مذہبی اکھاڑے میں دو پہلوان اتر پڑے ہیں۔ ایک عیسائی مذہب اور دوسرے آریہ۔ ان دونوں مذہبوں کا پول اور ان کی بنیاد کا متزلزل ہونا تو ان کی خلاف فطرت تعلیم ہی سے ظاہر ہے لیکن ان کی ظاہری قوت اور ان کی ماننے والوں کی جان نثاری نے ان کو یہ رتبہ دے دیا ہے کہ ان کے مذہبی واعظ آج فرانس۔ جرمن۔ چین۔ لنڈن۔ جاپان۔ امریکہ میں اپنی مذہبی (ناقص) تعلیم کا راگ الاپ رہے ہیں۔ ان کو کسی گورنمنٹ سے کسی قسم کی مدد نہیں ملتی بلکہ قوم من حیث القوم اپنا فرض خود ہی ادا کرتی ہے۔ میں آپ سے عیسائی مذہب کے ایک فرقے کی جوانمردی اور یکجہتی کا تذکرہ کرتا ہوں کہ جس کو پروٹسٹنٹ کہتے ہیں۔ اس فرقے کے کل آدمیوں نے خواہ وہ لنڈن کے رہنے والے ہوں یا کسی دوسری ولایت کے باہم یہ اقرار کرلیا ہے کہ ہم صبح کی چاء میں شیرینی نہ ڈالیں گے بلکہ اس کا بچا ہوا پیسہ قوم کی نذر کریں گے تاکہ ہمارے مذہبی پیشواؤں کو اشاعت مذہب میں مالی مشکل کا سامنا نہ ہو۔ اس فرقے کی سالانہ آمدنی بتیس کروڑ روپیہ ہے جو اشاعت عیسائیت میں صرف ایک فرقے کی جانب سے صرف کی جاتی ہے۔ ایسے ہی نو پیدا شدہ فرقۂ آریہ نے بھی ترقی کا کوئی زینہ نہیں چھوڑا بلکہ وہ روز بروز اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لاہور، بنارس، ہردوار اور بہت سے مختلف مقامات پر انکے مذہبی مدارس جاری ہیں۔ جہاں دینی تعلیم کے علاوہ اسلام پر نکتہ چینی کرنے کا سبق بھی پڑھایا جاتا ہے۔ ان سے نکلے ہوئے طلباء گو جدید تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے روشن خیال کہلاتے ہیں لیکن

marfat.com

جب وہ اسلام کے مقابلہ میں آتے ہیں یا کسی سماج کی اسٹیج پر رونق افروز ہوتے ہیں اس وقت آپ جو گل افشانی فرماتے ہیں ان کو سن کر ایک پرجوش مسلمان کا زہرہ آب آب ہو جاتا ہے۔ ان کی ہر وقت یہی کوشش رہتی ہے کہ جا اور بے جا طریقے سے مذہب اسلام کو نیچا دکھایا جائے یا کوئی ایسی صورت ہو کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح میٹ دیا جائے۔

مسلمانو! جب ایسے نامہذبانہ حملے بیچارے اسلام پر ہوں تو بتلاؤ وہ کیونکر نہ چیخے‘ کیونکر نہ چلائے۔ مسلمانوں اغیار تمہیں تک اپنی سیف لسان کا وار نہیں کیا کرتے بلکہ ان کو بوسیدہ اور زمین میں گڑی ہوئی ہڈیوں کو جنہوں نے ان کو حیوان سے انسان بنایا‘ جنہوں نے ان کو تہذیب سکھائی تھی‘ جن کی وجہ سے ان جنگلیوں نے اپنی شرمگاہ کو چھپانا سیکھا‘ جنہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں وزارت کے نازک عہدہ کو بھی جو پولیٹیکل حیثیت کے اعتبار سے کسی دوسری قوم کو دنیا کبھی بھی قرین مصلحت نہیں ہے ان پر بند نہیں کیا‘ ان کو ان احسان ناشناسوں نے اپنے سب و شتم کا تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ چونکہ یہ باغ اسلام کے پرمنفعت شجر تھے‘ جب ان پر اسلام ہی کے سامنے آرہ سب وشتم چلایا جائے تو وہ کیونکر صبر کر سکتا ہے‘ اس لئے وہ چیختا چلاتا ہے مگر ہائے افسوس وہ ہزار چیخے چلائے۔ اس دشت پرخطر میں اس کی کون سنتا ہے جہاں ہزاروں درندے اس کو اور اس کے حامیوں کو منہ پھیلائے ہوئے کھڑے ہوں۔

کون سنتا ہے فغانِ درویش قہرِ درویش بجانِ درویش

مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نہایت عظیم تاریکی میں بھی ایک آدھ بار بجلی چمک جاتی ہے اور حقیقی راستہ کا نشان مل جاتا ہے۔ سینکڑوں ناکامیاں اٹھاتے اور صدہا بار ٹھوکریں کھانے پر بحمد اللہ مسلمان بیدار ہو گئے ہیں اور اب انہوں نے پکا

marfat.com

ارادہ کرلیا ہے کہ ان روباہ خصلتوں کی دھمکیوں کا جواب نہایت استقلال کے ساتھ دیا جائے اور اسلام کے چہرے پر جو ہماری غفلتوں سے غبار آ گیا ہے اس کو صاف کیا جائے۔ خدا مدد کرے۔ راقم الحروف کی جس نے ایسے نازک وقت میں اسلام جیسے قابل رحم یتیم پر ترس کھا کر اس کی حمایت کیلئے کمر چست باندھی ہے اور ارادہ کرلیا ہے کہ ایک سلسلہ ایسی کتابوں کا جاری کیا جائے جس میں اسلام کی عقلی اور نقلی خوبیاں اردو زبان میں ظاہر کی جائیں اور ان مسلمان نوجوانوں کے خیالات کی اصلاح کی جائے اور ان کے شبہات رفع کئے جائیں جو فلسفۂ جدید کو پڑھ کر مذہب کو غیر ضروری اور لاشی محض خیال کرتے ہیں جن سے اغیار کی نامہذبانہ حملوں کی روک تھام ہو۔ چونکہ یہ ایک مہتم بالشان کام ہے اس لئے بغیر کافی سامان کے اس کا چلنا غیر ممکن ہے۔ اگر قوم نے اس طرف کافی توجہ کی تو انشاء اللہ وہ دن کچھ دور نہیں ہے کہ جب ہم آفتاب اسلام کو پھر خط نصف النہار پر یا سمت الراس چمکتا ہوا دیکھیں۔ (دیکھو میری کتاب التوحید اور سوانح عمری رسول مقبول ﷺ)

صاحبو! اگر آپ کے خیال میں مہتم بالشان کام کی اعانت کی ضرورت معلوم ہوتی ہو تو اپنی پاکٹوں یا جیبوں میں ہاتھ ڈالئے اور اس یتیم کی حالت پر رحم فرما کر مالی اعانت فرمایئے۔ تاکہ آپ کو فردائے قیامت میں رسول اللہ ﷺ سے شرمسار ہونا نہ پڑے اور خدا کے حبیب ﷺ کا قرب نصیب ہو۔

مومن کچھ ایسا ویسا نہ ان کو سمجھ ذرا
یہ وہ ہیں جن کے واسطے حضرت نے ہے کہا
امداد جو کرے گا یتیموں کی برملا
اس کا بروزِ حشر بڑا ہوگا مرتبہ
دو انگلیوں میں دیکھتے ہو جتنا فاصلہ

marfat.com

جنت میں مجھ میں اس میں نہ ہو اتنا فاصلہ

ورنہ یاد رکھو کہ تم دنیا میں صرف چند روز کیلئے بھیجے گئے ہو جو کچھ تم نے مال ومتاع حاصل کیا ہے۔ یہ اسی وقت تمہارا ہوسکتا ہے۔ جب تم اس کو اس کے مصرف میں صرف کرو۔ ورنہ زمین جائیداد اور تمہاری کل اثاث البیت کا مالک حقیقی تمہارا خالق ہے۔ ان میں سے تمہاری ایک چیز بھی نہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ آناً فاناً زمانہ کا رخ ادھر سے ادھر پھر جاتا ہے۔ تمام جائیدادیں یہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ یوم محشر میں مالک کل کو دمڑی دمڑی اور کوڑی کوڑی کا حساب دینا ہوگا۔ غرض اس روز تمہارا دامن ہوگا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ۔ بتلاؤ اس وقت کیا جواب دو گے لہٰذا ایسے ضروری اور نہایت ضروری فرض کو ادا کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

مسلمانو مددگاری کرو اس کی دل و جان سے
اگر منظور ہے نزدیک ہونا راہِ یزداں سے
تر و تازہ کرو اپنی زمین اس ابرِ باراں سے
کہ تا معمور ہووے وہ شگفتہ نونہالاں سے

## علماء کی منصبی فرائض سے بے توجہی

جو لوگ ہیں نیکیوں میں مشہور بہت  ہوں نیکیوں پر اپنی نہ مغرور بہت
نیکی ہے خود ایک بدی گر نہ ہو خلوص  نیکی سے بدی نہیں ہے کچھ دور بہت

جس طرح کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ آفتاب کا نکلنا دن کی دلیل ہے اس طرح کوئی آدمی اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ ہر زمانہ کی ایک

marfat.com

جداگانہ چال ہے اور ہر زمانہ میں ایک نرالا تغیر پیدا ہوتا ہے۔ انسان ہی کو لیجئے ایک زمانہ وہ تھا کہ اس کو سوائے رونے اور چلانے یا پیشاب پاخانہ کرنے کے دوسرا کوئی کام ہی نہ تھا۔ لیکن جوں جوں زمانہ اس پر گذرتا گیا اس کے ضعیف اعضاء مضبوط' اس کی عقل و تمیز افزوں' اس کی تہذیب جداگانہ ہوتی گئی۔

اور جب زمانہ نے اس کو اپنے مختلف اوقات کے رنگوں میں خوب رنگ لیا۔ وہ اس کے تقاضے سے ہر کام کرنے لگا۔ زمانہ نے کبھی اس کو جوان بنایا۔ کبھی بوڑھا کر دیا اور کبھی اس کو اس قدر کمزور کیا کہ آخرکار وہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ گیا اور یہ سب کچھ انسان نے اس وجہ سے بخوبی مان لیا کہ اس کو خوب معلوم تھا کہ میں زمانہ کی مخالفت کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور میں اس کا بنایا ہوا قانون نہیں توڑ سکتا۔ وہ جس طرف چلائے چلو' اسکی جو کچھ خوشی اور منشاء ہو کرو' اس میں بہتری اور بہبودی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو قوم ترقی کرنا چاہے' جو قوم عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا میں رہنا پسند کرے' جس قوم کو ذلت اور ندامت سے بچنا منظور ہو وہ ضرور زمانہ کا ساتھ دے اور یہی وہ گر ہے جس پر عمل کرنے سے ہر زمانہ میں کوئی خاص قوم ممتاز رہی ہے اور یہی وہ گر ہے کہ آئندہ جو قوم ترقی کرنا چاہے گی اسی پر کاربند ہوگی اور دین و دنیا کے اعلیٰ مدارج طے کریگی۔ برخلاف اس کے ہمارے علماء جن کے ہاتھوں میں ہماری موت اور زندگی کی باگ ہے اور جن کے ہاتھوں میں ہماری قسمتوں کا فیصلہ ہے' اس اصول کے مخالف ہیں۔

علماء ہمارے جہاز کے ناخدا ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ہوا کے رخ کو پہچانیں۔ ہر موج کو غور سے دیکھیں تا کہ ہمارا جہاز طوفان اور باد مخالف کے تیز جھوکوں سے محفوظ رہے۔

کیا علماء کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اپنے فائدوں کو چھوڑ کر مخلوق خدا کی رہنمائی

marfat.com

کریں اور اسے سچا راستہ دکھلا دیں۔ کیا انکا یہ کام ہے کہ وہ گھروں میں تکیہ لگائے چین سے بیٹھے رہیں اور باہر ہزاروں اور لاکھوں مسلمان یتیم بچہ عیسائی اور آریہ لوگوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں۔ کیا انکا یہ کام نہیں کہ وہ شراب خانوں میں جا کر دیکھیں کہ کتنے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی عمریں ساقی کی بھٹیوں پر گذار دیں۔ کیا انکا یہ کام نہ تھا کہ وہ مسٹنڈے اور ہٹے کٹے مسلمان فقیروں سے بھیک جیسا شرم ناک پیشہ چھڑاتے اور ان کو قوت بازو سے پیدا کرنیکی ترغیب دلاتے۔ کیا یہ علماء کا کام نہیں تھا کہ وہ ۴۱ لاکھ ہندوستانی مسلمان بیوگاں کا نکاح کراتے۔ کیا یہ ان کا فرض نہ تھا کہ وہ باہر نکل کر دیکھتے کہ غیر اقوام ان کے برگزیدہ اور مقدس اسلام پر کیسے کیسے بیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔

صاحبو! ان کا کام تھا کہ وہ دنیا کے نئے جزیروں میں جاتے اور وحشی اور غیر مہذب لوگوں کو مہذب بنا کر اسلام میں داخل کرتے۔ ان کا کام تھا کہ وہ سب آپس میں شیر و شکر ہو کر رہتے نہ یہ کہ اگر کسی جگہ بدقسمتی سے دو عالم جمع ہیں۔ ان کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں جدا بنتی ہیں' وہ اس کو برا کہتا ہے وہ اس کو گالیاں دیتا ہے۔ غرض انکا کام تھا کہ وہ متزلزل خیالات کے لوگوں کے ساتھ بہت نرمی اور انسانیت سے پیش آتے اور ہر بات کا جواب سنجیدگی[1] سے دیتے۔ کیا ہی اچھا کسی نے کہا ہے۔

جو دانایانِ یورپ ہیں وہ اس دیں کے ثنا خواں ہیں
سمجھتے ہیں کہ اس میں منفعت اور خیر و برکت ہے
سبق لیتے ہیں اس دین سے وہ اپنی حکمرانی میں
نظامِ سلطنت میں مشورہ کی ان کو عادت ہے

[1] راقم الحروف نے اپنی تمام تصنیفات میں اپنے تمام مخالف فرقوں کو بالعموم اور اسلامی فرقوں کو بالخصوص بڑی متانت اور سنجیدگی سے جواب دینے کا التزام رکھا ہے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

رفاہِ قوم اور نفعِ رعایا ان کا ہے مقصد
تن آسانی و خودغرضی سے ان کو سخت نفرت ہے
اسی باعث سے ان کو کامیابی ہے مقاصد میں
ترقی پر بہت مدت سے ان کا جاہ و دولت ہے
اٹھائیں نفع دیں سے غیر اور دیندار ہوں محروم
دریغا اس سے بڑھ کر کیا مصیبت اور شامت ہے
ہمارے پیشوا احمد کی ہے میراث دین حق
اسی کی پیروی ان کی وصیت اور نصیحت ہے
نہیں میراث ان کی مال و دولت سیم و زر ہرگز
کہ یہ فانی ہے اور اس میں سراسر رنج و زحمت ہے
ہے جس کا نفع دائم وہ فقط دین محمد ہے
نہیں ہرگز بدلتی اس کی عزت و عظمت ہے
زمین و آسماں بدلیں نہ بدلے دین حق ہرگز
کہ یہ نور خدائی اور مہر چرخ حکمت ہے
مگر صد حیف چھوڑ امت احمد نے یہ ترکہ
اسی باعث سے اس کو ضعف اور ادبار و نکبت ہے
طریقہ ہے جو احمد کا سبق اس سے نہیں لیتے
مذاق ان کو ہے بدعت کا' نہیں سنت سے رغبت ہے
جو ہووے مال پاس ان کے تو بیجا صرف کرتے ہیں
سمجھتے ہیں کہ اس میں اپنی عزت اور شہرت ہے
لٹا کر مال و دولت کو ذلیل و خوار ہوتے ہیں

marfat.com

نہیں کرتے ہیں کچھ پروا کہ یہ حق کی ودیعت ہے
خدایا رحم کر اس پر کہ ہے یہ سخت خستہ حال
نہیں باقی کچھ اس میں عافیت اور تاب و طاقت ہے
خزاں آئی ہے کھیتی پڑ ہوئی ہے فصل سب ابتر
ترا ابرِ کرم برسے تو ہر دم خیر و راحت ہے

## لائق علماء کی کمی

آپ نے ہندو پنجاب کے کئی قومی جلسوں میں دیکھا ہوگا کہ ہمارے واجب الاحترام مولانا اکرام الدین بخاری اور قاری شاہ سلیمان اور مولوی عبدالرسول وغیرہ وغیرہ[1] اہل مجلس کو بے خود کر دیتے اور لوگوں کے دلوں میں گھر کر کے اپنی مقناطیسی طاقت سے کھینچ لیتے ہیں۔ جانتے ہو کہ اس کا باعث کیا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ ان کو خداداد خصوصیتوں کے ساتھ اس فن کی مناسب تربیت حاصل ہوئی ہے اور اس پر ایک پر جوش دل جو محبت اسلام اور شوق محمدی سے سرشار ہے اضافہ ہے مگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ ان کو ایک ہی جلسے میں کتنی دفعہ آپ کے روبرو کچھ کہنا پڑا ہے۔ یہی ایک بڑا ثبوت اس بات کا ہے کہ ہمارے پاس بہت سے ایسے بزرگ نہیں ہیں ورنہ ان کو اتنی مرتبہ تکلیف نہ دینی پڑتی۔ آپ ہی غور فرمایئے کہ چار پانچ اچھے واعظوں سے ہندوستان جیسے بڑے ملک میں جس میں نو کروڑ سے

[1] اور بھی لائق فائق حنفی عالم ہندوستان میں کہیں کہیں پائے جاتے ہیں لیکن بہت کم۔ راقم الحروف نے ان تین شخصوں کو اکثر اسلامی مجلسوں میں وعظ کرتے ہوئے دیکھا ہے اس واسطے صرف ان کا نام ہی لکھا۔ ۱۲

marfat.com

زیادہ مسلمان آباد ہیں، کیا ہو سکتا ہے۔

## انگریزی داں مولویوں کی ضرورت

کئی انجمنوں نے مشتہر کیا کہ ہمیں زمانہ کے مذاق کے چند واعظوں کی ضرورت ہے مگر ہندوستان بدیں وسعت مطلوبہ ڈھنگ کے آدمیوں کے مہیا کرنے سے قاصر رہا۔

کچھ عرصہ ہوا کہ ٹرانسوال سے ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف درخواست آئی کہ چند ایسے اصحاب کا ایک وفد جنوبی افریقہ میں جہاں بہت سے خوشحال مسلمان تاجر ہیں آئے جو انگریزی میں مذہب اسلام پر وعظ کر سکتے ہوں لیکن اسکا جواب نفی میں دیا گیا۔

ایک دفعہ جنوبی امریکہ سے ایک مسلمان سوداگر نے مشتہر کیا تھا کہ ہمیں ایک انگریزی داں عالم درکار ہے کیونکہ یہاں مسلمانوں کی بہت سی آبادی ہوگئی ہے جو مختلف ممالک کے رہنے والے ہیں اور جن میں مشترک زبان انگریزی ہے مگر اس کا جواب بھی نفی دیا گیا۔ اسی طرح جاپان میں ایک خاص شوق تلاش مذہب کا موجود ہوگیا ہے اور وہاں کے لوگ آبِ حیات مذہب حق کی تشنگی میں العطش العطش پکار رہے ہیں مگر کوئی ایسا نہیں جو اسلام کے سرچشمۂ رحمت سے پیاسے ہونٹوں تک چند قطرۂ آب پہنچائے۔

یہ اور ایسی بہت سی ملکی اور غیر ملکی ضروریات ہیں جو چاہتی ہیں کہ ذی علم اور باثر واعظوں کی جماعت بڑھائی جائے جو موجودہ خاموشی کے سناٹے کو مبدل بفغان

marfat.com

کر دے اور مذہب حق کا وہ غلغلہ بلند ہو جسکی تاثیر سے پھر ایک دفعہ دنیا میں اسلام کی کوہاک بندھ جائے۔

غرض علماء وفضلاء کو فارغ التحصیل ہونے کے بعد انگریزی وغیرہ رائج الوقت زبان کو بھی ضرور سیکھنا چاہیے کیونکہ یورپ جیسے ملک میں ان کے حصول کے سوا اشاعت اسلام نہیں ہوسکتی' آخر جب وہ ہماری نہ سمجھیں اور نہ ہم ان کی سمجھیں تو افادہ اور استفادہ کیسے ہوگا۔

پیشوایانِ دین نے جو اسلامی دنیا کے باہر اسلام پھیلایا ہے۔ وہ کس طرح پھیلایا بعض خواہان اسلام نے اسلامی زبان سیکھنے کے بعد داعیان اسلام کو لبیک کہہ کر اسلام قبول کیا۔ بعض داعیان اسلام نے ان لوگوں کی زبان حاصل کر کے ان کو اپنے وعظ ونصائح اور تحریر پُر تاثیر سے متاثر فرمایا۔

تاریخ دانوں کو بخوبی معلوم ہے کہ فارسیوں وترکیوں اور چینیوں وغیرہ کی زبانیں دراصل اسلامی بولیاں نہیں اور جب سابق طریقے سے ان میں اسلام داخل ہوا تو پھر انہیں زبانوں میں اسلامی علوم خود انہوں نے اور دوسرے مسلمانوں نے شائع فرمائے۔ دور کیوں جائیں' یونانی فلسفے کی نظیر کو ہی مدنظر رکھیں۔ علمائے اسلام نے جو اس علم کو اپنی زبان میں مدون فرمایا۔ وہ کس طرح فرمایا۔ صورت تو یہ ہے کہ انہوں نے اوّل اس زبان وعلم کو حاصل کیا' پھر اس کا ترجمہ عربی زبان میں کر دیا۔ نظر بریں حالات علوم انگریزیہ کی تحصیل کو اگر ضروری قرار دیا جائے تو مضائقہ کیا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علوم انگریزیہ پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے' یہ خیال بالکل غلط ہے۔ ہاں بے دین انگریزی خوانوں کی ہر وقت صحبت سے ضرور گمراہی ہو جاتی ہے ورنہ دینداروں کی صحبت میں بیٹھ کر کوئی زبان سیکھ لی جائے تو

marfat.com

کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ چنانچہ فلسفۂ یونانی میں جس حالت میں عقول اور ہیولٰی اور طبیعت کو ازلی و ابدی اور افلاک کو ناقابل خرق و القیام قرار دیا گیا ہے جو بالکل خلاف اسلام ہے۔ جب اس کے پڑھنے سے علمائے اسلام گمراہ نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے اس کی تردید کی اور اس کے مقابلے پر علم کلام کو کھڑا کر دیا ہے تو مسلمان باوجود اہل ہونے کے دنیوی اور انگریزی علوم کو پڑھ کر کیا اس کے معقولات باطلہ کی تردید نہیں کر سکتے۔ لہٰذا انگریزی علوم کا جو ترقی دنیا اور اشاعت اسلام کیلئے فی زمانہ سبب بن سکتے ہیں پڑھنا لازمی ٹھہرا۔ مگر ہاں پہلے دینی تعلیم کافی ہونی چاہیے۔ پھر انگریزی وغیرہ تعلیم کے حاصل کرنے کا کچھ خطرہ نہیں ہے۔ اگر دین کو بالائے طاق رکھ کر جیسا کہ آج کل عوام الناس کا دستور ہو گیا ہے انگریزی تعلیم کو حاصل کیا جائے تو پھر اس میں کچھ بھی شبہ نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کے خیالات حقیقی اسلام سے کوسوں دور بلکہ ان میں دہریت کی بو پائی جاتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہم کو دینی و دنیوی دونوں قسم کے علوم میں کمالیت پیدا کرنی چاہیے کو دونوں میں حقیقی کمال پیدا کرے۔ لیکن کم از کم اتنی تو کوشش ہونی چاہیے۔ گو علوم اسلامیہ میں مروجہ کمال کے ساتھ علوم انگریزیہ میں بقدر معتد بہ مہارت ہوتا کہ اہل اسلام تجارت و حرفت میں ترقی کریں اور اسلام کی اشاعت کر سکیں مگر کس اسلام کی؟ نہ اس اسلام کی جو آج کل خود تیار کیا جاتا[1] ہے۔ نہ وہ اسلام جو حضرت جبریل علیہ السلام کو قوت قدسیہ کہتا ہے۔ نہ وہ اسلام جو بہشت کو صرف راحت سے نامزد کرتا ہے اور نعمائے بہشت کو تمسخر میں اڑاتا ہے[2]۔ نہ وہ اسلام جو معجزات و خوارق صلحا کو قوت دماغیہ مقناطیسیہ کا نتیجہ بتاتا ہے۔ نہیں وہ اسلام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے مسلم چلا آیا ہے جسے صرف چند اسلامی مدارس[3] نے

---

[1] جیسا کہ فرقۂ قادیانی اور فرقہ چکڑالوی وغیرہ۔ [2] جیسا کہ فرقہ نیچری وغیرہ [3] لاہور میں انجمن نعمانیہ۔ اور دہلی۔ کراچی۔ بمبئی۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ کلکتہ وغیرہ وغیرہ میں بھی کئی حنفی انجمنیں ہیں۔

marfat.com

اس قدیم اسلام کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تا قیامت صفحۂ ہستی پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

## اولڈ فیشن اور نیو فیشن سے خطاب

اب میں دونوں گروہوں کی طرف الگ الگ خطاب کرتا ہوں۔ قدیم گروہ کا یہ خیال کہ مدارس موجودہ میں علوم قدیمہ کی تعلیم کافی طور سے ہو رہی ہے اسلئے کسی نئے طرح کے مکتب کی کیا ضرورت ہے۔ صحیح نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں جتنے علم پیدا ہوئے سب زمانے کی خاص خاص ضرورتوں سے پیدا ہوئے۔ مثلاً علم کلام صرف اس ضرورت سے پیدا ہوا تھا کہ فلسفۂ یونان کی تعلیم نے لوگوں کے مذہبی خیالات متزلزل کر دیئے تھے۔ اس بناء پر آج بھی چونکہ فلسفۂ جدید کی تعلیم نے ہزاروں آدمیوں کو مذہب کی طرف سے بے دل کر دیا ہے۔ اسلئے ضرور ہے کہ فلسفۂ جدیدہ کے مقابلہ میں ایک نیا علم کلام ایجاد کیا جائے' نہ صرف اسی قدر بلکہ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جس طرح ہمارے قدماء نے یونان۔ مصر۔ ایران اور ہندوستان کے علوم وفنون اپنی زبان میں منتقل کئے تھے' اسی طرح یورپ میں جو نئے علوم وفنون ایجاد ہوئے ہیں' ہماری زبان میں منتقل کئے جائیں[1]۔

انگریزی خوانوں کا جو گروہ ملک میں موجود ہے' اس سے ایک ناواقف شخص اور کیا قیاس کرسکتا ہے۔ آج ملک میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں اعلیٰ درجہ کے انگریزی تعلیم یافتہ ہیں لیکن کیا ان میں ایک بھی فلسفہ دان ہے' منطقی ہے۔ اگر نہیں ہے تو ہمارے علماء اور کیا قیاس کر سکتے تھے۔

---

[1] دیکھو میری کتاب التوحید اور سوانح عمری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

بہت بڑی چیز جو علم کا معیار ہے وہ علمی ذوق ہے۔ ہمارے علماء علانیہ دیکھ رہے ہیں کہ انگریزی خواں جماعت میں علمی ذوق بالکل مفقود ہے یعنی ایک شخص بھی علم کو علم کی غرض سے نہیں پڑھتا۔ یہاں تک کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے نوکریوں کیلئے انگریزی دانی کی قید اٹھالی جائے تو اس سرے سے اس سرے تک تمام اسکول اور کالج دفعۃً خالی ہو جائیں گے۔ پس اس سے ایک ناواقف شخص خواہ مخواہ یہ قیاس کرے گا کہ انگریزی میں دقیق، لطیف، نازک اور دلچسپ مسائل علمی نہیں ہیں، ورنہ یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک مدت تک مشغول رہنے کے بعد ایک شخص کو بھی علمی ذوق نہ پیدا ہوتا۔

اس بناء پر ہمارے علماء کو انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ اس زبان میں بھی علوم وفنون لطیفہ موجود ہیں۔ پس جب ہمارے علماء پر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ یورپین زبانوں میں ہر قسم کے علوم وفنون موجود ہیں اور خود ہمارے اسلامی علوم کے متعلق یورپ نے نہایت بیش بہا تحقیقات کی ہیں تو یقیناً ہمارے علماء یورپ کے علوم وفنون کو بھی اسی ذوق اور سرگرمی سے حاصل کریں گے جس طرح انہوں نے یونانی علوم وفنون کو حاصل کیا تھا۔

جدید گروہ نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو پھر قدیم تعلیم کے گڑھے میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ میرا اصلی مقصد یہ ہے کہ مشرقی اور مغربی تعلیم کی ڈانڈے ملا دیئے جائیں۔ یہ قطعی ہے کہ جدید تعلیم اسلامی علوم اور اسلامی اثر سے بالکل خالی ہے اس لئے اگر محض جدید تعلیم پر قناعت کی جائے تو مسلمانوں میں قومیت اور مذہب کی روح قائم نہیں رہ سکتی۔

نہ صرف اسی قدر بلکہ جدید تعلیم بجائے خود بھی نوکری اور غلامی کے سوا اور

marfat.com

کسی کام کی نہیں۔ انگریز حاکموں نے سینکڑوں بار علی رؤس الاشہاد کہا کہ علم کو علم کیلئے سیکھو لیکن اس ہدایت اور نصیحت کا کیا اثر ہوا۔ کیا ہندوستان میں اس سرے سے اس سرے تک ایک شخص نے بھی علم کو علم کی غرض سے کبھی پڑھا یا اب پڑھ رہا ہے۔ جدید تعلیم کا جو اسلوب ہے وہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ حالت ماضی اور حال پر محدود نہیں بلکہ آئندہ بھی اس فرقے سے کبھی یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ علم کو علم کی غرض سے پڑھیں گے۔

اے حضرات! یہ خدمت اور یہ فرض جسکی ہدایت بڑے بڑے انگریز حکمرانوں نے کی ہے اس کو وہی غریب اور مسکین گروہ ادا کرے گا جس کو آپ پرانی اور دقیانوسی تعلیم والا کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ اسی غریب گروہ نے ہمیشہ علم کو علم کی غرض سے پڑھا ہے اور یہی اب بھی اس خدمت کو انجام دے گا۔ ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ عربی علوم وفنون آج کل محض بیکار ہیں اور ان سے دنیاوی معاش کی ضرورت میں کچھ مدد نہیں۔ تاہم آج بھی سینکڑوں ہزاروں طلباء انہیں علوم کی تحصیل میں مصروف ہیں۔ کیوں۔ صرف اس لئے کہ وہ علم کو علم کی غرض سے سیکھتے ہیں' نہ زر و مال اور جاہ وجلال کیلئے۔

شاید کسی کو خیال ہو کہ یہ مذہبی جوش کا اثر ہے اور صرف مذہبی خیال سے یہ علوم حاصل کئے جاتے ہیں لیکن ان لوگوں کی نسبت کیا کہے گا جو منطق' فلسفہ' ریاضی اور ادب کی تحصیل ہیں نہایت سرگرمی سے مشغول ہیں اور جنہوں نے صرف انہیں علوم میں اپنی عمریں صرف کردی ہیں۔ ان علوم میں کون سا علم مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ گروہ کوئی علمی گروہ نہیں بلکہ ایک کاروباری گروہ ہے۔ اسی وجہ سے وہ علم کو صرف اس غرض سے پڑھتا ہے کہ کاروبار میں کام

marfat.com

آئے' اسلئے ان کو علم کی تحصیل سے اصل میں کچھ غرض نہیں۔ علمی گروہ وہی غریب علماء ہیں جو فاقے کر کے علوم کی تحصیل کرتے ہیں۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ اس فرقے کو علوم جدیدہ کی ضرورت ذہن نشین کرا دی جائے تو پھر یہی گروہ ان علوم جدیدہ کو بھی اسی ذوق شوق اور سرگرمی سے سیکھے گا جس طرح وہ آج علوم قدیمہ کو حیرت انگیز کوششوں سے حاصل کر رہا ہے۔

عام خیال ہے کہ ہمارے علماء انگریزی تعلیم تعصب کی وجہ سے نہ خود حاصل کرتے ہیں نہ دوسروں کو اجازت دیتے ہیں؟ ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ علماء انگریزی تعلیم سے بالکل الگ ہیں لیکن اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا عام خیال کے مطابق اس کی وجہ تعصب ہے؟ اگر تعصب ہی ہے تو ہمارے علماء جن علوم وفنون کی تعلیم میں رات دن مشغول ہیں اور جس کو وہ اپنا مایۂ ناز سمجھتے ہیں۔ کیا وہ اسلامی علوم ہیں مثلاً منطق' فلسفہ' ریاضی' ہیئت' یہ وہ علوم ہیں جن کے پڑھنے پڑھانے میں ہمارے علماء کی تمام عمر صرف ہوتی ہے اور علماء ان علوم کو اسی شوق اور محنت اور سرگرمی سے سیکھتے ہیں جس طرح خالص مذہبی علوم مثلاً تفسیر اور فقہ اور حدیث کو۔ پس جبکہ ہمارے علماء نے تمام غیر قوموں کے علوم وفنون کے حاصل کرنے میں اس قدر بے تعصبی اور فیاض دلی ثابت کی ہے تو کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی علوم و فنون کے سیکھنے سے ان کو تعصب نے باز رکھا ہے بلکہ یہ بات ہے کہ ان کو پورے طور پر معلوم نہیں ہے کہ انگریزی میں بھی ایسے ایسے نادر علم موجود ہیں جن کا ترجمہ عربی' فارسی میں آج تک نہیں ہوا۔ ہاں جب ان کو کسی انگریزی دان مسلمان سے واسطہ پڑا ہے تو وہ اس کو بے دین دیکھ کر متنفر ہو گئے۔ اوز معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ انگریزی تعلیم کا ہی ایسا برا اثر ہے کہ آدمی بے دین اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں یہ بات نہیں ہے بلکہ جن مسلمانوں نے اپنی مذہبی تعلیم پورے طور پر حاصل کی

marfat.com

ہے ان کے خیالات بالکل متزلزل نہیں ہوئے بلکہ اور بھی مضبوط اور مستحکم ہو گئے۔ ہاں اسلام میں بعض کاذب اور گمراہ فرقے پیدا ہو گئے ہیں جن کو ایسی حالت میں گمراہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھے اور ان گمراہ فرقوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

ہے دعا یا رب یہ باعجز اتم — سنت نبوی پہ ہوں ثابت قدم
امت احمد میں ہو میرا شمار — اور تیرے بندوں میں اے پروردگار
بندگان خاص میں کرلے پسند — مہربان ہو میں بہت ہوں دردمند
شرک و بدعت سے خدایا پاک کر — نارِ دوزخ سے مجھے بیباک کر
حب میں محبوب کی اپنی سدا — جام دل لبریز کر کے رکھ سدا
سنت نبوی پہ یوں محکم چلوں — جان دوں پر آن ہاتھوں سے نہ دوں
آبروئے عزت و دنیا و دیں — پاس ننگ و عار خویش و ہمقریں
کچھ رہے باقی نہ سنت کے سوا — تو کفایت ہووے اور خیرالوریٰ
عشق میں دونوں کے پس میں چور ہوں — اس نشہ میں رات دن مسرور ہوں
یاد میں تیری میرا دم ہو ختم — نزع کے مٹ جائیں سب درد والم

# حنفی مذہب اور دیگر نوایجاد مذہب

حضرات! آج کل چاروں طرف مذہبی دنیا میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور ہر ایک فرقہ خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ غیر اقوام کو چھوڑ کر مسلمانوں کے ہی بعض کاذب اور گمراہ فرقوں کی طرف ذرا نظر اٹھا کر

marfat.com

دیکھو کہ انہوں نے کس طرح دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک دھوم مچا رکھی ہے اور اپنے اوہامِ باطلہ کے اظہار کے کیسے کیسے بہتر ذرائع اور عمدہ وسائل بہم پہنچائے ہوئے ہیں اور کن کن طریقوں سے سادہ لوحوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں کے جس قدر مختلف فرقے ہندوستان میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں' ان پر ایک وقت ایسا گذر چکا ہے کہ وہ سب کے سب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جھنڈے تلے نشوونما پاتے تھے لیکن اب ہمارے علماء کی بے توجہی اور خودغرضی سے بعض ہواپرستوں نے اپنی نفسانی خواہشوں اور ترلقموں کیلئے سچے اسلام سے منہ موڑ لیا ہے اور دیدہ و دانستہ اس دھکتی آگ کا ایندھن ہوگئے ہیں۔ جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ[1]۔

حضرات! چونکہ آج کل ہر ایک فرقہ اس کوشش میں سرگرداں ہے کہ ہمارا ہی مذہب عالمگیر مذہب ہو یا ہمارے ہی عقیدے کی تمام دنیا ہو جائے اور ہمارے ہی خیالات والے لوگ بکثرت ہو جائیں لیکن ہمارے حنفی بھائی خواب غفلت میں پڑے ہوئے خراٹے لے رہے ہیں' انہیں اتنا بھی پتہ نہیں ہے کہ آج کل مذہبی دنیا میں کیا کچھ انقلاب ہو رہا ہے اور ہم کس قدر کمزور ہوتے جاتے ہیں لیکن ہم بالکل خاموش اور ست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہماری اس سستی اور بے توجہی کا یہ نتیجہ پیدا ہوگیا کہ ہم اپنے سچے اسلام یعنی حنفی مذہب سے بالکل بے خبر ہوگئے اور نہایت ہی سخت کمزوریاں ہم میں پیدا ہوگئیں۔ یہاں تک کہ دوسروں کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ

---

[1] اسکا ترجمہ یہ ہے۔ ڈرو آگ سے جس کا ایندھن آدمی (کافر) اور پتھر (بت) ہیں تیار ہے کافروں کیلئے۔ ۱۲

marfat.com

بھائی حنفی تو وہ ہوتے ہیں جو نہ کبھی نماز پڑھیں' نہ روزہ رکھیں' نہ حج کریں' نہ زکوٰۃ دیں بلکہ شرک و بدعات میں مبتلا رہیں۔ علاوہ ازیں پھر یہ کہتے ہیں کہ جیل خانوں میں جا کر دیکھو تو کثرت سے حنفی مسلمان ہی نظر آتے ہیں۔ قمار بازوں میں جا کر دیکھو تو سب میں اوّل نمبر حنفی مسلمانوں کا ہے۔ چوروں اور بدمعاشوں میں جا کر دیکھو تو ان میں بھی حنفی مسلمانوں کی کثرت ہے۔ رنڈیوں اور رنڈی بازوں کی پڑتال کرو تو ان میں بھی حنفی مسلمانوں کی کثرت ہوگی۔ مقدمہ بازوں میں جا کر تفتیش کرو تو ان میں بھی حنفی مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔ آتشک اور سوزاک کی بیماریوں میں مبتلا دیکھو گے تو ان میں بھی حنفی مسلمان ہی نظر آئیں گے۔ غرض کہ جس قدر مذموم اور قبیح پیشے ہیں وہ سب کے سب حنفی مسلمانوں نے ہی اختیار کر رکھے ہیں۔ یہ بات کس قدر بالکل سچ ہے۔ گو جس فرقے کی زیادتی ہوگی وہ ہر ایک نیک و بد میں اوّل نمبر ہوگا لیکن بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے حنفی علماء وفضلاء کی قدر ومنزلت کو چھوڑ دیا اور وہ بھی ہماری طرف سے بے پروا ہو گئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنی اولاد کو بجائے دینی تعلیم کے دنیوی تعلیم دلوا کر اعلیٰ اعلیٰ عہدوں پر ممتاز کرا دیا۔ اگر کچھ عرصہ تک یہی سلسلہ قائم رہا اور قوم کی اسی طرح بے پروائی اور بے اعتنائی رہی تو یاد رکھنا کہ ایک دن ایسا آجائے گا کہ قوم کو ہند میں کوئی حنفی عالم نہیں مل سکے گا۔ گو اب بھی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ سوائے معدودے چند حنفی علماء کے کوئی متبحر اور علامہ عالم فاضل نظر نہیں آتا۔

حضرات! دشمن تو اس بات کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ حنفی مذہب کا نام ونشان ہی صفحہ ہستی سے مٹ جائے لیکن ایک ہم ہیں کہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم کس کے پیرو ہیں اور وہ کس پایہ کے بزرگ تھے اور انہوں نے اس دنیا میں آ کر کیا کیا کام کیا' ہم نے کیوں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو قبول کیا۔ کیا

marfat.com

آج کل کا فلسفہ حنفی مذہب کے مخالف ہے' کیا فقہ حنفیہ قرآن واحادیث کے مخالف ہے' کیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وحدیث کے برخلاف اپنا اجتہاد کیا تھا' کیا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید واحادیث نبویہ سے ناواقف تھے؟

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے ایسے ماہر اور واقف تھے کہ دیگر مذاہب کے بڑے بڑے متبحر علماء وفضلا بھی آپ کے علم وفضل کے مداح ہو گذرے ہیں اور آپ کی تعریف میں انہوں نے سینکڑوں کتابیں لکھ ڈالیں جس کا ذکر ہم آگے چل کر بڑی شرح وبسط کے ساتھ کریں گے۔

حضرات! جاگئے اور خوب غفلت سے بیدار ہوکر اپنی آنے والی نسل کا انسداد کیجئے۔ ورنہ اگر یہی صورت رہی تو یاد رکھنا کہ تمہارا ہم خیال دنیا میں کوئی نظر نہیں آئے گا۔

جانتے ہو کہ کیوں تمہارے بچے لامذہب اور بے دین ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارے ہاں کوئی مجلس نہیں ہے کہ جس میں وہ حنفی مذہب کی ایسی اعلیٰ اور پاک تعلیم حاصل کر سکیں جہاں انہیں زمانہ کی رفتار سے کماحقہٗ واقفیت ہو جائے اور نیز مخالفوں کے اعتراضات کی بوچھاڑ کو روک سکیں اور اپنی سچائی اور صداقت سے مخالفوں کے دہان پر مہرِ سکوت لگا سکیں۔

مسلمانو! ابھی تک تم میں رمق جان باقی ہے۔ اب بھی سب کچھ ہوسکتا ہے' اگر تم سنبھل جاؤ۔ جس قدر موجود ہو سب مل کر کوشش کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم سب فرقوں پر غالب آ جاؤ گے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا غرض اپنے بچوں کو حنفی مذہب کی تعلیم دلواؤ اور ان کے دل میں اسی مذہب حقہ کی خوبی ذہن نشین کرو اور

marfat.com

ان کے شکوک و اعتراضات کو رفع کرو۔ اپنے میں حنفی علماء پیدا کرو جس کی قوم کو بڑی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں یہ احتیاج اس طرح رفع ہوسکتی ہے کہ جس طرح دیگر فرقوں نے اپنی اپنی مجلسیں قائم کی ہوئی ہیں تم بھی شہر شہر' قصبہ قصبہ اور گاؤں گاؤں حنفی مجالس قائم کرو' تاکہ تم بھی اپنے مذہب کی کماحقہ اشاعت کرسکو۔

اے اہلِ دیں اٹھو اب تو سو چکے ۔۔۔ عمر گراں بہا کا بہت حصہ کھو چکے
اب کیا رہا ہے جس پہ تغافل یہاں تلک ۔۔۔ بارِ گناہ سے کاہل و جاہل تو ہو چکے

اب میں ان علماء کی طرف مخاطب ہوتا ہوں جو اپنے آپ کو خواہ مخواہ حیطۂ اسلام میں داخل سمجھتے ہیں حالانکہ ان کو اسلام سے کچھ بھی سروکار نہیں ہے' وہ تو ابن درہم وابن دینار ہیں۔ جہاں سے ان کو روپیہ پیسہ ملے وہی ان کا مذہب وہی ان کا طریقہ ہے۔ علاوہ ازیں بعض نے اپنے آپ کو چار دانگ عالم میں تشہیر کرنے کیلئے ایک نیا ڈھنگ نکالا ہوا ہے۔ وہ یہ کہ ایک نیا طریقہ بنا کر ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال دینا۔ لہٰذا وہ علماء جو آئے دن نئے نئے مسائل گھڑتے اور نئے نئے مذاہب نکالتے رہتے ہیں اور عوام میں ایک قسم کا اضطراب اور بداعتقادی پھیلاتے رہتے ہیں' انہیں للہ رحم چاہیے کہ کیا اسلام میں پہلے کچھ کم مذاہب نکلے ہوئے ہیں جو اب ان کی ضرورت ہے۔ بخدائے لایزال کہ اس تفرقہ نے مسلمانوں کو بڑا ہی سخت ضعف پہنچایا اور ان کی رہی سہی طاقت کو اس نے پائمال کر دیا ہے۔

پوچھتے کیا ہو مسلمانوں کا حال ۔۔۔ منتشر اجزا سب ان کے ہوگئے

تب ہی تو اللہ تعالیٰ نے پ ۸ سورۂ انعام کے آخر میں آیت نمبر ۱۵۹ ارشاد فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ یعنی جن لوگوں نے راہیں نکال لیں اپنے دین میں اور بن گئے کئی فرقے' تجھ کو ان سے کچھ کام نہیں' کیونکہ وہ لوگ اسلامی طریق سے باہر ہیں تو جس قدر اپنوں سے نقصان پہنچا

marfat.com

ہے اس قدر غیروں سے نہیں پہنچا۔

ہر کس از دستِ غیر ے نالید　　سعدی از دستِ خویشتن فریاد

خدا کیلئے ایسے مہربانوں کو لازم ہے کہ امت مرحومہ وخیر الامم کیلئے بھیڑیا نہ بنیں بلکہ چرواہا بنیں اور ان کی نگہبانی کریں۔

حضرات ہمیں نہایت افسوس اور سخت رنج ہے کہ اسلام کی وہ نورانی شعاعیں جو آفتاب جہانتاب کی طرح ہر ایک قسم کی ظلمت کفر وشرک کو دور کرنے کیلئے ہادیٔ کامل اور مرشد اکمل (ﷺ) اُمتِ مرحومہ میں چھوڑ گئے' وہ آج گدلا اور ظلمت کدہ ہو رہا ہے۔ وہ لقب خیر الامم جو ہمیں اس لولاکی دربار سے عطا ہوا تھا وہ آج عصیان اور کفران سے مبدل ہوا نظر آتا ہے۔ جس اسلام نے ہمیں وحدت سکھلائی وہی آج تفرقہ کا بانی ہو رہا ہے۔ افسوس ہماری یہ بدبختی اور بدعملی اس مصفا اور روشن چشمے کو کیسا غیر قوموں کے سامنے گدلا اور سیاہ چشمہ پیش کر رہی ہے۔ جب تک بے دین اور گمراہ علماء اپنی شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے' یا ان علماء کے خیالات فسادہ کی پورے طور پر تردید نہ کی جائیگی ہم اپنی آئندہ نسلوں کے مذہبی خیالات کی حفاظت نہیں کرسکیں گے۔

## کامل مذہب

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ دین اسلام بالکل کامل ہو چکا' اب اس میں نئی ایجاد یا نئے الہام[1] کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر۳) یعنی آج کے دن میں نے پورا کر دیا ہے

---

[1] یعنی وہ الہام جو شریعت کیخلاف اور سلف صالحین کے مخالف ہو وہ وسوسہ شیطانی ہے۔ ایسے کاموں سے بچنا چاہیے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

دین اور مذہب کو اور تم پر اپنی نعمت کو کامل کر دیا اور اسلام کے مذہب کو تمہارے لئے پسند اور گوارا کرلیا۔

پھر ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (پ۲۲ سورۂ احزاب آیت نمبر ۴۰) یعنی رسول ﷺ مردوں میں کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کی مہر ہیں۔

بعض قراء نے خَاتَمَ کو خَاتِمَ بکسر تا پڑھا ہے۔ پس اس تقدیر پر یہ معنی ہوئے کہ محمد ﷺ سب نبیوں کے پچھلے نبی ہیں کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا۔

پہلی تقدیر پر یہ معنی ہوئے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سب نبیوں کی مہر ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہو چکا۔ جس طرح کسی چیز کا منہ بند کر کے اس پر مہر لگا دیتے ہیں' اسی طرح حضور ﷺ نبوت کے سلسلہ پر مہر ہیں کہ اب بعد مہر آپ کے اس سلسلہ میں کوئی داخل نہ ہوگا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب المساجد میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ یعنی رسالت مجھ پر تمام ہوگئی۔ صحیح ترمذی میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (مشکوٰۃ کتاب الفتن دوسری فصل) یعنی میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

غرض رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کی ترقی کے واسطے اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک حد مقرر تھی۔ جوں جوں وہ حد ترقی کے قریب ہوتی گئی تو شریعت مذہب' قانون' اخلاق بھی ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قانون' اخلاق' شریعت کامل ہوگئی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اب کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں اور اس لئے رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین[1] ہیں۔

---

[1] مسئلہ ختم نبوت کو بڑی شرح وبسط کیساتھ سوانح عمری رسول مقبول میں لکھا گیا ہے۔ (مصنف)

marfat.com

غرض خدا کا دین کامل ہو چکا' اس کی نعمت پوری ہو چکی' اب اس میں ایک ذرا برابر کمی بیشی یا تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں۔ ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ بادشاہ وقت کے قوانین پر رعایا کو کیا اختیار ہے کہ وہ ترمیم و تنسیخ کرے اور اگر کوئی ایسا کرے تو یقیناً وہ بادشاہ کے نزدیک ایک بہت بڑے سنگین جرم کا مرتکب اور اعلیٰ درجہ کا سرکش اور باغی سمجھا جائے گا۔ اگر تغیر و تبدل کا اختیار کسی کو ہے تو وہ خود ہی بادشاہ کو ہے جس نے وہ قانون بنایا ہے' کسی دوسرے کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں۔ اسی طرح قانون الٰہی میں ہم تغیر و تبدل کرنے والے کون اور اس کی ترمیم و تنسیخ کرنے کا ہمیں کیا اختیار ہے۔

خداوند حکیم نے اسلام کو دنیا کیلئے آخری شریعت قرار دیا ہے اور اس کی پابندی دنیا کیلئے جب تک کہ دنیا کی بقاء ہے لازم کر دی ہے' پھر بھلا ایسی شریعت میں کسی قسم کی فروگذاشت اور کوئی امر قابل ترمیم و تنسیخ کیونکر ہو سکتا۔ حاشا ثم حاشا۔ اس امر کو کبھی وہ شخص تسلیم نہیں کر سکتا جو اسلام کو ربانی شریعت اور اس کے احکام کو آلٰہی احکام سمجھتا ہے۔ ہاں آج کل کے گمراہ فرقے قرآن مجید کی ترمیم کر کے اپنے دعاوی کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ ان گمراہ فرقوں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

بے دینوں سے تو ہم کو محفوظ رکھیو ہمیں روز محشر کا کھٹکا بڑا ہے
تو اللہ ہے میرا میں بندہ ہوں تیرا تیرے در کا مجھ کو سہارا بڑا ہے

مسلمانو! رسول اللہ ﷺ نے جس پاک شریعت کی تبلیغ فرمائی اور جس نور کو آپ نے ملک عرب میں پھیلایا اور پھر وہ نور مبارک عرب سے نکل کر تمام اقصائے عالم میں پھیلا اور سعادت مند گھروں میں اس کی روشنی پہنچی' وہ پاک شریعت ایک ہی ہے اور اس نور مقدس کی روشنی ایک ہی رنگ کی ہے۔ اب جو اسلام میں متعدد

marfat.com

فرقے پیدا ہوگئے ہیں اور ہر ایک فرقہ یہی کہتا ہے کہ اسلام کے حقیقی وارث ہم ہی ہیں۔ یہ بات پہلے نہ تھی اور نہ ہی یہ اختلافات تھے' نہ ہی یہ فرقہ بندیاں تھیں بلکہ سب کے سب ایک ہی راہ پر تھے اور وہ راہ نہایت صاف اور سیدھی تھی اور ہر طرح کی آلائش اور مفاد فاسد سے منزہ اور پاک تھی۔

آج کل تو چالاک لوگوں[1] نے ایجاد مذہب کی روٹی کمانے کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے اور محض تر لقموں اور چرب نوالوں کی خاطر آیات اور احادیث کا گلا گھونٹ کر سبز باغ دکھایا جاتا ہے۔ اسی واسطے آئے دن حشرات الارض اور موسمی بخار کی طرح نئے نئے مذہب ایجاد ہو رہے ہیں۔ عوام الناس کالانعام ان کی چکنی چپڑی باتوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسمانوں کو ان عیاروں اور دھوکے بازوں اور منافقوں اور گمراہوں کے دام تزویر سے محفوظ و مصون رکھے۔ آمین

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نباید داد دست

رسول ﷺ اپنی امتِ مرحومہ کو بالکل صاف اور سیدھی راہ پر چھوڑ کر دربار عام سے دربار خاص میں چلے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ اسی یک رنگی میں گذر گیا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری حج سے لوٹتے وقت خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو تم ایسے روشن راستے پر چھوڑ دیئے گئے ہو جس کی رات بھی دن ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باہم جھگڑے مناقشے اور آخری وقت میں خونریز لڑائیاں بھی ہوئیں مگر مذہبی اختلاف کا نام تک نہ آنے پایا۔ ایک دوسرے کو مومن کامل الایمان جانتے رہے اور سب اسی ایک راستے پر چلتے رہے جس پر ان کے ہادیٔ

---

[1] چالاک لوگوں کا حال میں نے قیام امام مہدی اور نزول عیسیٰ میں مفصلاً لکھ دیا ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

برحق ﷺ نے انہیں چھوڑا تھا۔ ہاں ان میں معمولی فروعی اختلاف ضرور تھا جس بناء پر حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی مذہب کی بنیاد پڑی۔ درحقیقت یہ چاروں فرقے ایک ہی ہیں کیونکہ اصول میں ان کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ برعکس اس کے آج کل کے نو ایجاد مذاہب کے اصولوں میں سخت اختلاف ہے جس کے باعث ان کو اہلسنّت و جماعت کے گروہ سے خارج کیا گیا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ ہر زمانہ میں ایک بڑی جماعت اسی راہِ راست اور صراطِ مستقیم پر قائم رہی جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عہد میں تھی۔ کبھی کسی زمانہ میں اس سواد اعظم سے زیادہ کیا معنی اس کی برابری بھی کوئی فرقہ اپنی تعداد کو نہیں کرسکا۔

رہی یہ بات کہ اس قدر مختلف فرقوں میں یہ تو ممکن نہیں ہے کہ اسلام کا حقیقی مصداق سب کو سمجھ لیا جائے۔ پس لامحالہ ان میں سے ایک ہی اپنے دعویٰ میں سچا اور ٹھیک ہوگا۔ لہٰذا سچے مذہب کی شناخت کا معیار یہ ہے کہ جس کی تصدیق قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور اجماع امت کرے، وہ مذہب صحیح اور من جانب اللہ ہے، ورنہ وہ خارج از اسلام ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم دیں فقہ است و قرآن و حدیث ہر کہ خواند غیر زیں گرد و خبیث

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور اجماع امت سے اپنی حقیقت ثابت کرنے کا حوصلہ صرف اہلسنّت و جماعت کے سوا کسی اور فرقہ میں نہیں ہے۔ اگر کسی کو اس امر کے یقین کرنے میں تامل ہو تو وہ اپنے تجربے اور اس کتاب اور میری دیگر تصانیف کے مطالعہ کرنے سے بخوبی معلوم کرلے گا کہ حقیقی اسلام اہلسنّت و جماعت کے ان چار مجتہدان دین یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ۔ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولی فروعی اختلاف میں

marfat.com

دائر اور محدود ہے۔ جن میں سے زیادہ محتاط، محقق اور مقبول فی الخلائق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ جن کے اقوال اکثر عقل ونقل اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہیں جس کا ثبوت اس کتاب کے مطالعہ سے ناظرین پر منکشف ہو جائے گا۔

راقم الحروف نے محض نیک نیتی اور سچی عقیدت سے حنفی مذہب کے ہر ایک مسئلہ کو احادیث نبویہ سے تطبیق دینے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ انشاء اللہ العزیز جب تک میری قلم میں تاب وطاقت ہے اس خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اگر عمر نے وفا کی تو اس سلسلہ میں سینکڑوں کتابیں تصنیف وتالیف کر دی جائیں گی۔ گو آج کل کے اشتہاری مذہب صداقت اسلام بالخصوص حنفی مذہب کے مٹانے کے درپے ہیں لیکن جس مذہب کا خود ذات باری محافظ ونگہبان ہو اس کو کون مردود مٹا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک حنفی المذہب علماء وفضلاء کے مقابلہ میں کوئی بھی مرد میدان بن کر نہیں آسکا، اگر کہیں مقابلہ ہوا بھی تو فتح ونصرت حنفیوں ہی کو ہوئی ہے۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

ناظرین خود بنفسِ نفیس اس کتاب کی اوراق گردانی سے مذہب حقہ کے دلائل عقلیہ ونقلیہ کو بنظر انصاف دیکھ کر اندازہ لگالیں گے کہ واقعی سب سے زیادہ محتاط اور سچا مذہب یہی حنفی مذہب ہے کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جس قدر مسائل قرآن وحدیث سے استنباط کئے ہیں وہ عین ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہیں۔ بالخصوص مسائل نماز اور ترکیب نماز میں آپ نے اس قدر تحقیق کر کے دکھلا دیا کہ وہ نماز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصال میں پڑھی تھی وہ بعینہٖ اسی نہج اور طریق پر تھی جسے آپ نے اپنی خداداد لیاقت اور روحانی تصرف اور تابعی ہونے کی وجہ سے نہایت تحقیق سے چھان بین کر کے چار دانگ عالم میں مشتہر کر دیا، پھر تو آپ کے مذہب

marfat.com

میں عوام کیا خواص جوق در جوق شامل ہونے شروع ہو گئے۔ حتیٰ کہ مشرق سے مغرب تک آپ کا مذہب ایسا مقبول عام ہوا کہ کروڑہا لوگ آپ کے نام لیوا اور معتقد جابجا پیدا ہو گئے۔

چمکتا ہے جہان میں آفتابِ نورِ حنفی ہر طرف
کہ اس کے دیکھنے سے منکروں کو سخت حیرت ہے
گروہِ دشمناں اس کی چمک سے خیرہ ہوتے ہیں
نہیں شپر کو سورج کے مقابل تاب و طاقت ہے

اس زمانہ میں بعض لوگوں نے خلاف حق یہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنی ہوائے نفس کے موافق جو حدیثیں دیکھ لیں اس پر عمل کرنے لگے اور عوام الناس کو جو مقلد مذہب معین کے تھے اپنی خواہش کی طرف بلانے لگے' تو رفتہ رفتہ ان کا ایک فرقہ ہی الگ بن گیا اور جو لوگ مقلد تھے ان کو ہر مسئلے کے متعلق سمجھانے لگے کہ اس مسئلہ میں تمہاری کوئی دلیل نہیں لیکن جس پر ہم عمل کرتے ہیں اسکے متعلق مشکوۃ' ترمذی' بخاری وغیرہ میں صریح حدیثیں موجود ہیں۔ چونکہ اس وقت کے عام علماء کو احادیث حنفیہ سے واقفیت نہ تھی اس واسطے وہ لوگ انکے پھندوں میں پھنسنے شروع ہوئے تو بعض اکابر حنفیہ نے اس گروہ کی سرزنش کیلئے توجہ کی۔ چنانچہ جابجا بحث مباحثے ہونے لگے اور یہ لوگ شکست پر شکست کھانے لگے حتیٰ کہ یہ لوگ حنفی علماؤں کے بحث مباحثے سے کوسوں دور بھاگنے لگے اور انشاء اللہ العزیز کبھی بھی حنفیوں کے مقابلہ میں نہیں آسکیں گے۔

چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی کتاب جامع نہ تیار ہوئی جس میں اس فرقے کیلئے کافی مصالحہ ہو اس واسطے اس عاجز محمد ان نے یہ ارادہ کیا کہ کوئی کتاب اس قسم کی تالیف کرنا لازم ہے جس میں ہر مسئلے کی دلیل قرآن شریف اور احادیث صحیحہ

marfat.com

سے مذکور ہوتا کہ ان حدیثوں کو مقلدین مذہب حنفیہ حفظ کر کے ان لوگوں کو الزام معقول دے سکیں اور ان ہوا پرستوں کے دھوکوں اور وساوس شیطانی سے بچ جائیں اور ان اشعار کے مطابق جیسا کہ میرا عقیدہ ہے اپنا عقیدہ درست کر لیں پھر انشاء اللہ تعالیٰ بلا حساب بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔

بندۂ پروردگارم امتِ احمد نبی     دوستدارِ چار یارم تا باولادِ علیؓ
مذہب حنفیہ دارم ملتِ حضرت خلیل     زیر پائے غوث اعظمؓ خاکپائے ہر ولی

## سبب تصنیف وتالیف

غرض اس کتاب کی تالیف سے یہ ہے کہ مخالفین مذہب حنفیہ حضرت سیدنا الفقیہ الامام اعظم امام الآئمہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل اور مذہب پر طعن و تشنیع سے باز رہیں اور منہ اُٹھا کر ان کو برا بھلا نہ کہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فضل وکمال اور ان کا زہد وتقویٰ ان کا علم واجتہاد دنیائے اسلام پر روز روشن کی طرح واضح ہے ان کو بُرا کہنے والا درحقیقت اپنی فرومائگی ظاہر کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آفتاب کو سیاہ کہنے والا سوائے لقب کور چشمی کے اور کیا حاصل کر سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محدثین کے شیخ الشیوخ اور استاذ الاساتذہ ہیں۔ ان کو برا کہنے والا اپنے شیوخ اور شیوخ کے شیوخ پر تبرا کرتا ہے اور اس کا جو وبال اسے پہنچے گا اس کی تشریح کی حاجت نہیں۔

چمکتا ہے جہاں میں آفتابِ نورِ حنفی ہر طرف
کہ اس کے دیکھنے سے منکروں کو سخت حیرت ہے

marfat.com

گروہِ دشمناں اس کی چمک سے خیرہ ہوتے ہیں
نہیں شپر کو سورج کے مقابل تاب و طاقت ہے

حضرات! میں نے اس کتاب کی تصنیف و تالیف کرتے وقت جس قدر تکالیف اور مصائب اٹھائی ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن اتنا عرض کر دینا مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون پر آج تک جس قدر کتابیں طبع ہوچکی ہیں خواہ وہ عربی زبان میں تھیں یا فارسی یا انگریزی یا اُردو میں ان سب کا مطالعہ کیا ہے۔ کتب صحاح کے علاوہ دیگر کتب حدیث' قرآن مجید کی اکثر تفاسیر' فقہ اور اصول فقہ کی تمام کتابیں دیکھنے کے علاوہ بڑے بڑے متبحر اور جید حنفی علماء وفضلا کی قلمی امداد اور استعانت سے ''نماز حنفی'' کو مدلل باحادیث نبویہ اور مکمل بمسائل جزئیہ کیا گیا ہے یعنی نماز حنفی کے ہر ایک فقہی مسئلہ کو احادیث نبویہ سے تطبیق دی گئی ہے اور نماز کے تمام جزئی مسائل کو ایک جا فراہم کیا گیا ہے۔ غرض اس میں کوئی ایسا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا مسئلہ جو نماز کے متعلق ہو فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ گو ممکن ہے کہ بشری تقاضا کی وجہ سے کوئی مسئلہ میری نظر سے رہ گیا ہو اور اس کو میں نے درج نہ کیا ہو۔ اگر ناظرین باتمکین کوئی ایسا مسئلہ دیکھیں تو خاکسار کو براہ راست مطلع فرما دیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس فروگذاشت کو درست کرلیا جائے اور شکریہ کے ساتھ ان کا نام نامی بھی حاشیہ میں درج کیا جائے گا۔

غرض حنفیوں کی آسانی اور سہولت کے واسطے نماز حنفی مدلل و مکمل کو متعدد حصوں میں شائع کیا جاتا ہے۔

؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

اس کتاب مکمل یعنی نماز حنفی مدلل میں مفصلۂ ذیل عنوان ہوں گے احکام جمعہ و احتیاط الظہر کی مفصل مدلل و مکمل تشریح۔ مسائل الوضو مدلل و مکمل۔ مسائل

marfat.com

الاذان مدلل ومکمل۔ ضرورت نماز مدلل ومکمل۔ ترغیب جماعت مدلل ومکمل۔ وعید بے نمازاں مدلل ومکمل۔ فضائل نماز مدلل ومکمل۔ ترکیب نماز حنفی مدلل ومکمل۔ فضائل المسجد مدلل ومکمل۔ نماز حضوری اور اسرار نماز مدلل ومکمل۔ احکام نماز مدلل بفلسفہ و سائینس وغیرہ وغیرہ۔

غرض نقشے است کزما یاد ماند　　که ہستی را نمے بینم بقائے

## التماس مصنف

اہل علم وفہم سے امید وتوقع ہے کہ وہ اس کتاب کے الفاظ وعبارت پر خردہ گیری نہیں کریں گے بلکہ اگر اس میں کہیں سہو وغلطی دیکھیں گے تو اسے دامنِ لطف وکرم سے چھپائیں گے کیونکہ سہو ونسیان لازمۂ بشریت ہے۔

غلامِ ہمتِ آں ناظرین باکرم　　کہ یک صواب بہ بیند وصد خطا پوشد

اور مقصود کو پیش نظر رکھ کر طاعات ومعاصی کے ثمرات دنیا اور آخرت کو سمجھیں گے اور پچھلے گناہوں سے توبہ کرکے آئندہ کیلئے استقامت علی الطاعات اور اجتناب سیئات کا عزم بالجزم دل میں جمائیں گے' اور جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں وہ اس دور افتادہ کے حق میں سچے دل سے فلاح دارین کیلئے دعائے خیر فرما کر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔ جو کوئی میرے لئے ایک دفعہ بھی دعا کرے گا میں بھی اس کے حق میں غائبانہ دعائے خیر کرتا رہوں گا۔

تحقیقِ من در زمانِ حیات　　دُعا میکنم روز و شب تا وفات

بدرگاہِ پروردگارِ اَحَد　　من از غائب و طاقتِ وسع خود

marfat.com

پئے آنکہ روزے نماید دُعا بخیر و نکوئی در احوالِ ما
بفضلِ خودش جملہ مقصد برآر زکارِ بدش روز و شب دُور دار

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ خداوندا تو اپنے کلام پاک کی بدولت اور اپنے محبوب سیدنا وشفیعنا وحبیبنا احمد مجتبیٰ ﷺ اور آل واصحاب رضوان اللہ علیہم اور اپنے ولیوں اور جانثاروں اور شہیدوں اور علمائے صالحین ومتقین کے طفیل اس ناچیز وناکارہ کی کتاب کو مقبول فی الخلائق فرما۔ جس طرح تو نے میری دیگر تصانیف کو مقبول و پسندیدۂ خواص وعوام کیا اور اپنے فضل واحسان سے اس میں ایسی برکت واثر عطا فرما کر جو بندۂ مومن خلوص نیت اور حسن عقیدت کے ساتھ تیری درگاہ عالی میں رجوع ہو کر اس کتاب سے منتفع اور مستفید ہونا چاہیے۔ وہ کامیابی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ جائے اور صراط مستقیم پر قائم ہو کر بلا پس وپیش جنت الفردوس میں داخل ہو جائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کے تصنیف وتالیف کرنے والے اور اس کی تحریک دینے والے اور اس میں مدد دینے والے اور چھپوانے والے اور چھاپنے والے اور صحیح کرنے والے اور خلوص نیت سے پڑھنے والے اور بیچنے والے اور لکھنے والے کو جمیع حوادث روزگار سے محفوظ ومصون رکھے۔ آمین ثم آمین

## مناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

یا اللہ العالمین بارِ گناہ آوردہ ام بر درت ایں بار بر پُشتِ دوتا آوردہ ام
غیر تو ملجا وما وانیستم درد و سرا رحم کن یا راحما حالِ تباہ آوردہ ام
دستگیرم نیست دیگر جز تو در دُنیاؤ دیں با ہزاراں انفعال ایں روسیہ آوردہ ام

marfat.com

گرچہ عصیاں بے عدد لا نظر بر رحمت است — آئت لَا تَقْنَطُوْا بر خود گواہ آوردہ ام
عجز و مسکینی و بے خویشی و دل ریشی بہم — ایں ہمہ در دعوئے عشقت گواہ آوردہ ام
من نہ مے گویم کہ بودم سالہا در راہ تو — نیستم گمراہ کہ اکنوں انکسار آوردہ ام
چار چیز آوردہ ام شاہا کہ در گنج تو نیست — بیکسی و ناکسی عجز و گناہ آوردہ ام
چشمِ رحمت بُر کشا موئے سفیدِ من نگر — گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام
بر گناہِ من مبیں و بر کریمیت ببیں — زانکہ بہر ایں مرض توبہ دوا آوردہ ام
توبہ کردم توبہ کردم رحم کن رحمت نما — چوں بدرگاہ تو خود را در پناہ آوردہ ام

## کتاب ہذا کے پڑھنے کا بہتر طریق

اس کتاب کے پڑھتے وقت اس بات کا ضرور لحاظ رکھیں کہ جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک آئے تو آپ پر ضرور بالضرور صلوٰۃ وسلام بھیجیں کیونکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جس شخص کے پاس میرا نام ذکر کیا جائے اور وہ شخص مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بڑا بخیل ہے۔

درحقیقت یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو دنیا میں کسی کا دوست ہوتا ہے اس کے ذکر کے وقت اس کی مدح وثناء میں مشغول ہوتا ہے لیکن جب محبوب خدا، شافع روز جزا، پیغمبر حق محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی ﷺ کا اسم مبارک سنا جائے تو پھر لوگ صلوٰۃ وسلام کے ثواب سے محروم رہیں۔ غرض حضور کے نام پڑھنے یا سننے کے وقت ضرور ﷺ کہنا چاہیے اور صحابہ کے نام کے وقت رضی اللہ عنہ کہنا چاہیے اور تابعین اور تبع تابعین کے نام کے وقت رحمۃ اللہ علیہ کہنا چاہیے۔

اس کتاب کے شروع کرنے سے پہلے مؤدب بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ پر تین

marfat.com

بار درود بھیجیں پھر تین بار سورۂ اخلاص اور ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مجتہدین اور محدثین اور علماء وفضلاء اور تمام بزرگان دین کے ارواح مبارک کو بخشیں پھر اس کتاب کو نیک نیتی سے مطالعہ کریں۔ جب پڑھنے سے فارغ ہوں تو پھر بھی ایسا ہی کریں۔

علاوہ ازیں اس بات کو ضرور ملحوظ خاطر رکھیں کہ جس قدر علم حاصل کرتے ہیں یا لوگوں کو سکھلاتے ہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے اور اس کی رضا کیلئے اور اپنے عمل کرنے کے واسطے کرتے ہیں۔ تحصیل مال و متاع اور دنیاوی غرض کے واسطے کبھی بھی علم دین حاصل کرنے کی نیت نہ کریں۔

جو کوئی مذکورہ بالا ہدایات پر کاربند ہو کر خلوص نیتی سے اس کتاب کو مطالعہ کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کے علم میں برکت دے گا اور عمل کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اور وہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گا۔ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْ لَنَا بِالْخَيْرِ وَاجْعَلْ خَوَاتِمَ اُمُوْرِنَا بِالْخَيْرِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْنَا مُهِمَّاتِ الْعِلْمِ وَاَعْطِنَا عِلْمًا نَافِعًا وَفَهْمًا كَامِلاً وَقَلْبًا خَاشِعًا وَبَطْنًا مُشْبَعًا وَعَمَلًا مُقَرَّبًا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ اٰمِيْنَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ

marfat.com

# مُقَدَّمَۃُ الْکِتَاب

آ الٰہی یہ عالم ہے گلزار تیرا عجب نقش قدرت نمودار تیرا
جہاں لطفِ گل ہے وہیں خارِ غم ہے ہے گل خار میں گل میں ہے خار تیرا
عجب رنگ بے رنگ ہر رنگ میں ہے یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
خوشی غم میں رکھی ہے اور غم خوشی میں عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے ہے پردہ میں روشن سب انوار تیرا
یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یا رب ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
بہر رنگ ہر شئے میں ہر جا پہ دیکھو چمکتا ہے جلوہ قمر وار تیرا
نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہے کہ جس جا نہیں ذکر اذکار تیرا
تو ظاہر ہے اور لاکھ پردہ میں ہے تو تو باطن ہے اور سخت اظہار تیرا
تو اوّل نہیں ابتدا تیرا یا رب تو آخر نہیں انتہا کار تیرا
تو اوّل تو آخر تو ظاہر تو باطن تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا
نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا

marfat.com

# نعت سیّد المرسلین

زباں سے نعت لکھنے میں جو نامِ مصطفیٰ نکلے
صریر کلک سے صلِ علیٰ صلِ علیٰ نکلے
تڑپ کر اے دلِ بیتاب تو آگاہ کر دینا
ادھر سے جب مدینہ جانے والا قافلہ نکلے
وہی ہے اہل دل اور ہے وہی اللہ کا بندہ
کہ جس کے ہر نفس میں یا محمد کی صدا نکلے
ہوئی کافور عالم سے اسی دم کفر کی ظلمت
حجابِ نور سے جس دم رسول دوسرا نکلے
یہ حسرت ہے کہ میں جی بھر کے دیکھوں جلوۂ احمد
الٰہی وہ بھی دن ہوگا جو دل کا حوصلہ نکلے
مرے اشعار میں ہے صاحبِ معراج کی مدحت
فرشتوں کی زباں سے کیوں نہ ہر دم مرحبا نکلے
ہمیں دُنیا سے کیا مطلب عدم کے رہنے والے ہیں
ادھر بھی ہم تلاشِ جلوۂ احمد میں آ نکلے
کروں اس کے قدم کی خاک کو کحل البصر اپنا
کوئی زائر مدینے کا جو اس جانب کو آ نکلے
مجھے وہ عشق دے یا رب کہ مرنے پر قیامت تک
لحد سے یا محمد یا محمد کی صدا نکلے

marfat.com

بعد حمد و صلوٰۃ کے بندۂ ناچیز ابوالبشیر محمد صالح حنفی نقشبندی مجددی چشتی قادری گدی نشیں، دیندار تقویٰ شعار مسلمانوں کی خدمت اقدس میں یوں رقمطراز ہے کہ ''نماز حنفی مدلل'' چونکہ ایک بڑے وسیع پیمانہ پر لکھی گئی ہے اوراس میں کئی ایک اشارات و کنایات آئیں گے کہ جس کا سمجھنا عوام الناس کو نہایت مشکل اور دشوار ہوگا اس واسطے اصل مضمون شروع کرنے سے پیشتر ان امور کا بیان کرنا نہایت لازمی اور ضروری ہے کہ جسکے بغیر اس کتاب کا مضمون سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ حقیقت میں یہ مقدمۃ الکتاب نماز حنفی کی کنجی ہے کہ جس کے بغیر مسائل فقیہہ کی عقدہ کشائی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا ناظرین کو مناسب ہے کہ وہ مقدمۃ الکتاب کو بڑے غور و خوض سے مطالعہ کریں تا کہ ان کو ''نماز حنفی مدلل'' کے مسائل کے سمجھنے میں کسی طرح کی دقت اور تکلیف نہ ہو کیونکہ مقدمۃ الکتاب ہی تمام کتاب کا لب لباب ہوتا ہے اور کتاب کا دارومدار بھی اسی پر ہوتا ہے۔ یہ مقدمۃ الکتاب پانچ بابوں پر منقسم ہے۔ پہلے باب میں علم کا بیان ہے۔ دوسرے میں علم عقائد کا ذکر ہے۔ تیسرے میں تدوین فقہ کا حال ہے۔ چوتھے میں تقلید کا بیان ہے۔ پانچویں میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اوران کے شاگردوں کا مختصر ذکر لکھا گیا ہے۔

marfat.com

## پہلا باب

# علم کا بیان

علم ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جس کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت عظمٰی ہے کہ جس کے بغیر انسان ترقی کے زینہ پر چڑھ نہیں سکتا۔ یہ ایک ایسی برکت ہے کہ جس کے بغیر انسان اپنے خالق و مالک کو پہچان نہیں سکتا۔ ع کہ بے علم نتواں خدارا شناخت۔ یہ ایک ایسا نورانی آفتاب ہے کہ جس گھر میں اس کی نورانی شعاعیں نہیں پڑتیں وہ گھر تاریک اور ظلمت کدہ ہے۔ یہ ایک ایسا زیور ہے کہ جس کے بغیر انسان کسی علمی مجلس میں بات کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسا ہنر ہے کہ جس نے اس میں کمال حاصل کیا وہ کبھی بھی تکلیف نہیں اٹھاتا۔ یہ ایک ایسا زبردست اوزار ہے کہ جس نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا' اس کے مقابلہ میں کوئی نہیں آ سکتا۔ آج جو قوم معراج ترقی پر ہے وہ اسی کی بدولت ہے۔ تمام انبیاء کو شرف و بزرگی اسی علم کے باعث ہے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کی اشاعت کیلئے مبعوث کیا تھا۔

## شانِ رسول ﷺ

دیکھئے! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک' خیر خواہ امت' ہادئ صراط مستقیم' قاسم نار و نعیم۔ شفیع المذنبین۔ خاتم النبیین۔ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے رفعت مرتبت اور علم و فضل کے کمال کا یوں اظہار فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (پ ۲۸ سورہ جمعہ آیت نمبر ۲) یعنی اے میرے پیدا کئے

marfat.com

ہوئے بندو۔ جانو اور آگاہ ہو کہ ہم نے تم پر کتنا بڑا بھاری احسان کیا' کیسا فضل و انعام کیا کہ تمہارے قلوب کی اصلاح' تمہاری خرابیوں کے ازالہ کے واسطے اپنے محبوب خاص' پیارے رسول مکرم کو اپنا خاص نائب بنا کر تمہارے پاس بھیج دیا۔ یہ ہمارا ہی کام تھا کہ ہم نے اپنے محبوب خاص اور مخصوص بارگاہ عالم وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ (پ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۱۳) جیسے رسول اللہ ﷺ کو ایسی ان پڑھ قوم میں مبعوث فرمایا جو راہ راست کو چھوڑے ہوئے' صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے پیچ در پیچ گھائیوں میں سر ٹکراتے تھے۔ اس ہمارے تعلیم یافتہ رسولِ مقبول ﷺ نے جن کو کبھی کسی کے سامنے کتاب رکھنے اور سبق پڑھنے کی نوبت نہ آئی۔ علی الاعلان رموز معرفت و اسرار حکمت الٰہیہ کی تعلیم کو نہایت تکمیل کے ساتھ مشتہر و شائع کر دیا۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست     کتب خانۂ چند ملت بشست

اسی ہمارے محبوب خاص کا کام ہے کہ ہمارے بندوں کو ہماری آیتیں سناتا ہے۔ ان کے تاریک قلوب میں ایمان کی پرفیض اور چمکدار روشنی اُسی کی قوت عملیہ کا اثر ہے۔ ہماری مقدس کتاب کی تعلیمات و ہدایات کا قوم کو سبق دیتا ہے۔ غرض ان کے دلوں کو کفر و شرک وغیرہ باتوں سے پاک کرتا ہے اور ان کو اخلاق و آداب کی باتیں سکھلاتا ہے اور وہ بیشک اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اس آیت کریمہ سے علم دین کی کس قدر عظمت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اہل اسلام بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر علم کی فضیلت اور اہل علم کی رفعت و مرتبت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی اور اپنے حبیب اکرم ﷺ کی یوں صفت و ثناء کرے کہ ہماری وہ ذات پاک ہے کہ ہم نے ایسے عالم علوم ربانیہ کو مبعوث کیا اور ہمارے محبوب کی وہ شان رفیع ہے کہ ہمارے بندوں کو ان علوم کا سبق دیتا ہے۔ (اَللّٰهُ اَكْبَرُ)

marfat.com

غرض علم آپ کے پیدا کرنے والے پاک پروردگار کا پسندیدہ خاص ہے اور آپ کے نبی برحق و شفیع مطلق محمد عربی ﷺ کا خاص ترکہ ہے جو آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کو ملتا رہا اور تا قیامت ملتا رہے گا۔

گذرتا نہیں اُس پہ رنج و ملال — جو ہو صاحبِ علم و فضل و کمال
رسائی تیری ہو اگر علم تک — زمین پر کرے بیٹھ سیرِ فلک
بڑھا اپنا رُتبہ بہ علم و ادب — کہ ہو نیک دُنیا میں تیرا سبب
رہو علم کے واسطے جانفشاں — کہ ہو جسم میں خلق کے مثل جاں
ہیں سب متفق اس پہ اہل دلیل — کہ ہے مرد بے علم خوار و ذلیل
جو ہے دولت بے بہا علم ہے — جسے کہتے ہیں کیمیا علم ہے
ترا نام مشہور علامہ ہو — تیرے جسم پر فخر کا جامہ ہو
جدھر جائے تو آئیں لینے کو لوگ — ہوں سب مستعد جان دینے کو لوگ

## فضائل

علم کی فضیلت میں قرآن مجید کی بیشمار آیات پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱) اللہ تعالیٰ سورۂ مجادلہ رکوع ۲ پارہ ۲۸ آیت نمبر ۱۱ میں ارشاد فرماتا ہے۔
يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کردے گا جو تم میں ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا اور اللہ ان اعمال سے جو تم کر رہے ہو باخبر ہے۔

marfat.com

ان درجات کی نسبت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء کے درجات ایمانداروں پر سات سو درجے ہوں گے کہ دو درجوں کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہوگی۔ (احیاء العلوم)

۲) اللہ تعالیٰ سورۂ بقر رکوع ۳۷ پارہ ۳ آیت نمبر ۲۶۹ میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا یعنی وہی سمجھ دیتا ہے، جس کو سمجھ مل گئی تو بیشک اس کو بڑی خوبی مل گئی۔

۳) اللہ تعالیٰ سورۂ زمر رکوع ۱ پارہ ۲۳ آیت نمبر ۹ میں ارشاد فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی کہہ دے (یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں کو کہ کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے اور اس کے احکام سے واقف ہیں اور وہ جو ان باتوں سے بے خبر ہیں، کیا ان کا درجہ ان کے درجے کے برابر ہے۔ ہرگز نہیں۔

۴) سورہ رعد پ ۱۳ ع ۶ آیت نمبر ۴۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ یعنی کہہ دے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ کہ جن کو کتاب کا علم ہے۔

۵) سورہ نمل پ ۱۹ ع ۳ آیت نمبر ۴۰ میں ارشاد ہوتا ہے۔ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ بولا ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اس کو حضور میں لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی آنکھ۔ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ وہ تخت کے لانے پر بزور علم قادر ہوا۔

۶) سورہ قصص پ ۲۰ ع ۸ آیت نمبر ۸۰ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا یعنی اور بولے وہ

marfat.com

لوگ جن کو علم ملا تھا کہ تم پر افسوس۔ اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کیلئے جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے۔ اس میں بیان فرمایا کہ قدر آخرت کی بزرگی علم سے معلوم ہوتی ہے۔

۷) اللہ تعالیٰ پ۲۴ سورۂ مومن آیت نمبر ۵۸ میں فرماتا ہے۔ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ یعنی اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں یعنی جس کو علم اور سوجھ ہے وہ اللہ کے تمام احکام پر چلتا اور اس کی رضا مندی ہمیشہ ڈھونڈتا ہے اور جو علم اور سوجھ نہیں رکھتا وہ دین کی باتوں سے اندھا ہے ہاں دنیا کے کاموں میں خوب چوکس ہوتا ہے۔

گر زندگی ابد ہے تجھ کو منظور　　کر سعی تو علم دین میں حتی المقدور
احمد کو اسی سے قاب قوسین ملا　　موسیٰ پہ ہوا تھا اس سے ہی جلوۂ طور

۸) سورہ عنکبوت ع۴ پارہ ۲۰ آیت نمبر ۴۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُھَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ یعنی اور یہ مثالیں ہم بیان فرماتے ہیں لوگوں کیلئے اور ان کو وہی سمجھتے ہیں جن کو علم ہے۔

۹) سورہ طٰہٰ ع۶ پارہ ۱۶ آیت نمبر ۱۱۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا یعنی اور کہہ (یا محمد ﷺ) اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔

۱۰) سورہ عمران ع۲ پارہ ۳ آیت نمبر ۱۸ میں ارشاد ہوتا ہے۔ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنی اللہ گواہ ہے کہ کوئی عبادت کے قابل نہیں اس کے سوا اور فرشتے اور علم والے (گواہ ہیں) کہ وہ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے انصاف سے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے زبردست ہے حکمت والا۔

دیکھئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی ذات پاک سے شروع فرمایا پھر دوسرے مرتبہ میں فرشتوں کو ذکر فرمایا تیسرے میں علم والوں کو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ علم کی فضیلت و بزرگی کے واسطے یہی آیت کافی ہے۔

marfat.com

۱۱) سورہ آل عمران پ ۳ ع ۱ آیت نمبر ۷ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی اور نہیں جانتا ان کا اصل مطلب اللہ کے سوا کوئی اور جو لوگ ثابت قدم ہیں علم میں وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ سب کچھ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور سمجھائے نہیں سمجھتے مگر عقلمند لوگ۔

۱۲) سورہ الرحمٰن پ ۲۷ ع ۱ آیت نمبر ۳٬۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی اس نے پیدا کیا انسان کو پھر اس کو بولنا سکھلایا۔

۱۳) سورہ فاطر پ ۲۲ ع ۴ آیت نمبر ۲۷٬ ۲۸ میں ارشاد ہوتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتیں کامل ہیں، خطاؤں کا بخشنے والا بھی ہے اور اگر مواخذہ کر بیٹھے تو کوئی اس سے زیادہ زبردست نہیں جو اس کو بچالے۔ لیکن ان صفات کا سمجھنا اور پھر اس سے ڈرنا علم اور سمجھ والوں ہی کا کام ہے کہ عالم میں اس کی عجیب قدرتوں کے نمونے دیکھ کر اس کی عظمت کا خیال ذہن نشین کریں۔ اس نے رنگ برنگ کے میوے نکالے۔ طرح طرح کی رنگتوں کے پہاڑ بنائے۔ سنگ مرمر سفید۔ سنگ سرخ سرخ اور سنگ موسیٰ سیاہ پیدا کیا۔ طرح طرح کی رنگتوں والے آدمی اور جانور پیدا فرمائے۔ جس طرح انسانوں کی رنگتیں اور صورتیں جدا جدا ہیں اسی طرح طبیعتیں اور سیرتیں بھی الگ الگ ہیں۔ کوئی کافر کوئی مسلمان اور کوئی سخی اور کوئی بخیل وغیرہ وغیرہ۔

غرض آیت اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ ۲۲ سورہ فاطر آیت نمبر ۲۸) میں مفعول کی تقدیم سے اختصاص وحصر فاعلیت کا افادہ ہوتا ہے، مطلب یہ

marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خشیت کا مدار علم ہے۔ انسان کو جس قدر معرفت زیادہ ہوگی۔ اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اَنَا اَخْشٰی کُمْ اللّٰہَ وَاَنَا اَتْقٰی کُمْ لَہٗ، یعنی میں تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا اور زیادہ پرہیزگار ہوں۔

۱۴) علم ہی سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر ترجیح دی اور خلعت خلافت سے مشرف فرمایا۔ چنانچہ سورۂ بقرپ ا ع ۴ آیت نمبر ۳۱، ۳۲، ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ یعنی اور اللہ تعالیٰ نے بتلا دیئے آدم علیہ السلام کو چیزوں کے نام سارے۔ پھر سامنے کیا ان چیزوں کو فرشتوں کے۔ پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھ کو ان چیزوں کے نام اگر تم سچے ہو۔ وہ بولے کہ تو پاک ذات ہے۔ ہم کو کچھ معلوم نہیں مگر جتنا تو نے سکھلایا۔ بیشک تو ہی اصل دانا حکمت والا ہے۔ فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تو بتلا دے ان کو ان چیزوں کے نام۔ پس جب ان کو بتلا دیئے آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے نام۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیوں میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں جانتا ہوں چھپی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور مجھ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے اور جو کچھ چھپاتے ہو۔

غرض آیات مذکورہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ علم اور صاحب علم کی بزرگی اور عظمت تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ اسی واسطے رسول اللہ ﷺ نے

marfat.com

بھی اس کی عظمت اور خوبی کے ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ کیا ہی اچھا شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بنی آدم از علم یابد کمال — نہ از حشمت و جاہ و مال و منال
چو شمع از پئے علم باید گداخت — کہ بے علم نتواں خدارا شناخت
خرد مند باشد طلب گارِ علم — کہ گرم است پیوستہ بازارِ علم
کسے را کہ شد در ازل بختیار — طلب کردنِ علم کرد اختیار
طلب کردنِ علم شد بر تو فرض — دگر واجب است از پئے قطع ارض
برو دامنِ علم گیر استوار — کہ علمت رساند بدار القرار
میا موز جز علم گر عاقلی — کہ بے علم بُودن بود غافلی
ترا علم در دین و دُنیا تمام — کہ کارِ تو از علم گیرد نظام

علم کی فضیلت میں بیشمار احادیث آئی ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## فقیہ کی بزرگی

۱) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِيْ (متفق علیہ مشکوٰۃ کتاب العلم پہلی فصل) صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نسبت خدا بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین میں فقیہ یعنی سمجھ دار بناتا ہے۔ اور میں بیشک تقسیم کنندہ علم وفقہ ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

## سب سے بہتر عبادت

۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهُ عَلَيْهِ

marfat.com

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ الْفِقْہُ وَاَفْضَلُ الدِّیْنِ الْوَرْعُ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۵) یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بہتر عبادت فقہ ہے اور سب سے بہتر دین پرہیز گاری ہے۔

## سب سے بہتر عمل

۳) حدیث شریف میں مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا عمل بہتر اور افضل ہے فرمایا علم۔ دوسری بار پھر عرض کیا۔ فرمایا علم۔ تب صحابہ نے عرض کیا کہ کونسا علم۔ آپ نے فرمایا اِنَّ قَلِیْلَ الْعَمَلِ مَعَ الْعِلْمِ کَثِیْرٌ وَکَثِیْرُ الْعِلْمِ مَعَ الْجَھْلِ قَلِیْلٌ یعنی علم کے ساتھ تھوڑا عمل بہت ہے اور بہت عمل جہل کے ساتھ تھوڑا ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی بزرگی اور مرتبہ علم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا ہے۔ (اسی مفہوم کی حدیث کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۴۴ میں بھی ہے)

## علم کے بغیر حلاوت ایمان کا نہ ہونا

۴) حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْعِلْمُ ثَمَرَۃُ الْاِیْمَانِ وَمِصْبَاحُ الْاِسْلَامِ یعنی علم ایمان کا پھل ہے اور اسلام کی روشنائی ہے۔ یعنی جس شخص کو علم سے بہرہ نہیں اسے لذتِ ایمانی حاصل نہیں۔

## علم سے ہی چھ خصائل کا پیدا ہونا

۵) دیکھئے مومن علم کی ترغیب نہیں کرتا مگر چھ خصلتوں کے سبب۔

۱) اللہ تعالیٰ نے ادائے فرائض کا حکم کیا اور مجھ کو ادائے فرائض کی طاقت نہیں مگر علم کے ساتھ۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے معاصی سے منع کیا اور مجھ کو معاصی سے طاقت اجتناب نہیں مگر علم کے ساتھ۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے نعمتوں پر شکر کو واجب کیا

marfat.com

اور مجھ کو اس پر قدرت نہیں مگر علم کے ساتھ (۴) اللہ تعالیٰ نے خلق کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم کیا اور مجھ کو انصاف کی قدرت نہیں ہے مگر علم کے ساتھ۔ (۵) اللہ تعالیٰ نے بلاؤں پر صبر کا حکم کیا۔ اور مجھ کو قدرت نہیں مگر علم کے ساتھ۔ (۶) اللہ تعالیٰ نے شیطان سے عداوت کا حکم کیا اور مجھ کو قدرت نہیں ہے مگر علم کے ساتھ۔

## علم اور مال کی فضیلت کا مقابلہ

صحیح روایت میں آیا ہے کہ علم اور مال کی فضیلت میں اہل شام اور بصرہ کے درمیان جھگڑا ہو پڑا۔ کیونکہ اہل شام کہتے تھے کہ مال علم سے بہتر اور افضل ہے لیکن اہلِ بصرہ کہتے تھے کہ علم کا مرتبہ بہت بڑا ہے اور مال کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ نوبت بانیجا رسید کہ دونوں فریق آپس میں جھگڑتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارک میں فیصلہ کیلئے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین رضی اللہ عنہ اس مسئلہ کا فیصلہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اے اہل شام علم مال کی نسبت آٹھ درجہ بڑھ کر ہے۔

(۱) علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کسریٰ' قیصر' فرعون اور قارون وغیرہ کی میراث ہے۔ (۲) علم درس و تدریس اور وعظ گوئی سے زیادہ ہوتا ہے لیکن مال خرچ کرنے سے کم ہو جاتا ہے۔ (۳) علم اپنے صاحب کو نگاہ رکھتا ہے لیکن مال کی حفاظت و نگہبانی خود صاحب مال کو کرنی پڑتی ہے۔ (۴) جب صاحب علم مر جاتا ہے تو علم اس سے جدا نہیں ہوتا اور مال مرنے کے بعد صاحب مال سے الگ ہو جاتا ہے اور اس کو اس کے وارث لے لیتے ہیں۔ (۵) کل نوع بشر کے چار گروہ ہیں۔ (۱) علماء (۲) امراء (۳) اغنیاء (۴) فقراء۔ پس یہ آخری تینوں گروہ تحقیق مسائل کیلئے علماء کے محتاج ہیں لیکن دیندار علماء کو ان کی کچھ حاجت نہیں پڑتی۔ (۶) اللہ تعالیٰ علم نہیں دیتا مگر اپنے خاص بندوں کو اور مال دیتا ہے کافروں اور ظالموں کو

marfat.com

نیکی اور بدی کے ساتھ۔ (۷) علم اپنے صاحب کو پل صراط سے برق درخشاں کی طرح گزار لے گا اور مال اپنے صاحب کو اسراف اور زکوٰۃ کے نہ دینے کے باعث دوزخ میں لے جائے گا۔ (۸) کسی شخص نے تحصیل علم کے باعث خدائی کا دعویٰ نہیں کیا مگر فرعون، شداد، نمرود وغیرہ نے مالدار ہونے کے باعث خدائی کا دعویٰ کیا اور مردود ہوئے۔

علم مثلِ جوہر است اے بابصر　　بشنواز من گرتو ہستی باخبر
ہست فاضلتر ز مال و ملک علم　　پیش جاہِ انبیائے باہنر

## علم کا عمل سے افضل ہونا

علم عمل سے پانچ وجوہات کے باعث افضل ہے۔ (۱) علم بغیر عمل کے حاصل ہوتا ہے مگر عمل بغیر علم کے حاصل نہیں ہوتا۔ (۲) علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے مگر عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔ (۳) علم چراغ کی مانند ایک نور ہے مگر عمل علم سے روشن ہوتا ہے۔ (۴) علم انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں مگر عمل کو یہ رتبہ حاصل نہیں ہے۔ (۵) علم خدا کی صفت ہے مگر عمل بندوں کی صفت ہے اور اللہ کی صفت بندوں کی صفت سے ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے۔

## علم کے حروف میں لطائف عجیبہ

علم کے تین حرف ہیں۔ (۱) عین (۲) لام (۳) میم، پس عین کا اشتقاق علیین سے ہے۔ لام کا لطف سے اور میم کا ملک سے۔ اور عین لے جاتا ہے عالم کو علیین میں، لام اس کو لطیف کر دیتا ہے اور میم اس کو خلق پر مالک کرتا ہے۔ دیکھئے اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۴) یعنی اور تم کہو (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہ اے میرے رب مجھ کو

marfat.com

علم زیادہ دے۔ گو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام کمالات عنایت فرمائے تھے مگر آپ کو سوائے علم کے اور کسی چیز کے زیادہ خواہش کرنے کا حکم نہیں کیا۔

## حصول علم کا حکم

حصول علم کیلئے احادیث میں بڑی تاکید آئی ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُطْلُبُوا الْعِلْمَ فَاِنَّ الطَّالِبِیْنَ لِلدُّنْیَا کَثِیْرًا یعنی تم علم کو طلب کرو اور عقل کو ڈھونڈو کیونکہ دنیا کے ڈھونڈنے والے بکثرت ہیں۔

## عمل بغیر علم کے غبار کی طرح ہے

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حال میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف خطاب کیا کہ اے موسیٰ نعلین اور عصا لوہے کا لے کر علم اور دانش کو طلب کر یہاں تک کہ نعلین پھٹ جائیں اور عصا ٹوٹ جائے۔ اس واسطے کہ عمل بغیر علم کے غبار کی مانند یعنی ذلیل وخوار ہے۔

## دل علم کے بغیر مُردہ ہے

حدیث صحیح میں ہے کہ علم عمل کی دلیل ہے اور جو چیز بغیر دلیل اور حجت کے ہے وہ بیشک گمراہی میں ہے۔ آج کل عوام الناس دینی علم سے بالکل بے خبر اور جاہل ہو رہے ہیں حالانکہ لطف زندگی اور دل کی روشنی علم سے ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اَلْعِلْمُ صَیْقَلُ الْقَلْبِ یعنی علم دل کا صیقل یعنی جلا دینے والا ہے۔ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے۔ اَلْقَلْبُ مَیِّتٌ وَحَیٰوتُہٗ بِالْعِلْمِ وَالْعِلْمُ مَیِّتٌ وَحَیٰوتُہٗ بِالطَّلَبِ یعنی دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم سے ہوتی ہے اور علم بھی مردہ ہے اور اس کی زندگی طلب کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

دلِ جاہلاں را تو مُردہ شناس　　نباشد دلِ جاہلاں حق شناس
دلت را بعلم و ادب زندہ کُن　　وگرنہ تو باشی خبر ناشناس

marfat.com

## علم حصول تقویٰ کا وسیلہ ہے

علم کو شرف اسی لئے ہے کہ علم تقویٰ حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔ تقویٰ لغت میں وقاہ وقایۃ سے ماخوذ ہے۔ اس کی اصل وقیا ہے۔ واؤ تا سے بدل دی گئی۔ جیسا کہ تکلان وتجاہ سے۔ اور یاء واؤ سے بدل گئی۔ جیسا کہ بقوی میں۔ وقایتہ کے معنی فرط الصیانۃ کے ہیں۔ یہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ فَوَقٰهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَامَكَرُوْا (سورۂ مومن ع ۵) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو ان برائیوں سے بچالیا جو وہ اس کے بارے میں سوچتے تھے" پس تقویٰ کے لغوی معنی اپنے نفس کو کسی شئے سے بہت بچانا ہے لیکن شریعت میں اس سے مراد اپنے نفس کو ایسے فعل یا ترک فعل سے بچانا ہے جس کے سبب سے وہ مستحق عذاب اخروی بن جائے۔ لہٰذا تقویٰ منکرات ومنہیات شرعیہ سے بچنے اور معروفات و اوامر کے بجا لانے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس تقویٰ کیلئے منکرات و معروفات کا علم ضروری ہے یا یوں کہیے کہ علم تقویٰ کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد محمد بن الحسن بن عبداللہ سے یوں خطاب کیا گیا۔

تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَيْنٌ لِاَهْلِهٖ ۔۔۔ وَفَضْلٌ وَعَنْوَانٌ لِكُلِّ الْمَحَامِدِ
علم حاصل کر کیونکہ علم اہل علم کیلئے زینت ۔۔۔ اور فضیلت ہے اور تمام خوبیوں کا عنوان ہے

وَكُنْ مُسْتَفِيْدًا كُلَّ يَوْمٍ زِيَادَةً ۔۔۔ مِنَ الْعِلْمِ وَاَسْبَحْ فِيْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ
اور ہر روز علم سے زیادہ فائدہ کا طالب ہو یا ۔۔۔ اور فائدوں کے سمندروں میں تیر

تَفَقَّهْ فَاِنَّ الْفِقْهَ اَفْضَلُ قَائِدٍ ۔۔۔ اِلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاَعْدَلُ قَاصِدٍ
علم فقہ کی تحصیل میں کوشش کر کیونکہ فقہ ۔۔۔ نیکی اور تقویٰ کی طرف افضل رہبر ہے اور زیادہ عدل والا عادل ہے

هُوَ الْعِلْمُ الْهَادِيْ اِلٰى سُنَنِ الْهُدٰى ۔۔۔ هُوَ الْحِصْنُ يُنْجِيْ مِنْ جَمِيْعِ الشَّدَائِدِ
فقہ وہ علم ہے جو ہدایت کے طریقے کی طرف رہبر ہے ۔۔۔ وہی جائے پناہ ہے جو تمام شدتوں سے نجات دیتا ہے

فَاِنَّ فَقِيْهًا وَاحِدًا مُتَوَرِّعًا ۔۔۔ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ
کیونکہ ایک پرہیزگار فقیہ ۔۔۔ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے

marfat.com

# تقویٰ کی خوبیوں کا بیان

تقویٰ کی خوبیاں تو بیشمار ہیں لیکن ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱) عبادت کی غائت تقویٰ ہے۔ چنانچہ سورہ بقرپ ۱ ع ۳ آیت نمبر ۲۱ میں ارشاد ہوتا ہے۔ یَآاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی اے لوگو عبادت کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے ہو گذرے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

۲) روزے کی غایت تقویٰ ہے۔ چنانچہ سورہ بقرپ ۲ ع ۲۳ آیت نمبر ۱۸۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی اے ایمان والو۔ فرض کر دیئے گئے تم پر روزے جس طرح فرض تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

۳) اتباع راہ خدا کی وصیت کی غایت تقویٰ ہے۔ چنانچہ سورہ انعام پ ۸ ع ۱۹ آیت نمبر ۱۵۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی اور یہی میری راہ سیدھی ہے تو اس پر چلو اور نہ دوسرے راستوں پر کہ یہ تم کو تتر بتر کر دیں گے اسی کی راہ سے۔ اس کا تم کو حکم دیا ہے تا کہ تم بچتے رہو۔

۴) عدل کی غائت تقویٰ ہے۔ چنانچہ سورہ مائدہ پ ۶ ع ۲ آیت نمبر ۸ میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی ضرور انصاف کرو انصاف ہی پرہیز گاری کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو

marfat.com

بیشک جو کچھ تم کررہے ہو اللہ باخبر ہے۔

۵) عفو کی غایت تقویٰ ہے۔ چنانچہ سورہ بقر ۱۳ ع میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یعنی اور یہ بات کہ تم چھوڑ دو زیادہ قریب ہے پرہیزگاری کے۔

۶) تقویٰ اچھا لباس ہے۔ چنانچہ سورہ اعراف پ ۸ ع ۳ آیت نمبر ۲۶ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِكَ خَيْرٌ یعنی اور پرہیزگاری کا لباس یہ سب سے بہتر ہے۔

۷) تقویٰ زاد آخرت ہے۔ چنانچہ سورہ بقر پ ۲ ع ۲۵ آیت نمبر ۱۲۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ یعنی اور زادراہ لیا کرو بیشک زادراہ پرہیزگاری ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو۔

۸) تقویٰ مغفرت و رحمت کا باعث ہے۔ چنانچہ سورہ نساء ع ۱۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگار بنو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۹) تقویٰ کفارہ گناہاں اور دخول جنت کا باعث ہے۔ چنانچہ سورہ انفال پ ۹ ع ۴ آیت نمبر ۲۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یعنی اے ایمان والو۔ اگر ڈرتے رہو گے اللہ تعالیٰ سے تو کردے گا تمہارے لئے ایک امتیاز اور تم سے دور کردے گا تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا فضل بڑا ہے۔

۱۰) تقویٰ فتح و برکات کا سبب ہے۔ چنانچہ سورہ اعراف پ ۹ ع ۱۲ آیت نمبر ۹۶ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنی اور اگر

marfat.com

بستیوں والے ایمان لے آتے اور پرہیزگار بنتے تو ہم ان پر ضرور کھول دیتے برکتیں آسمان اور زمین سے لیکن وہ جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو دھر پکڑا ان کرتوتوں کے وبال میں جو وہ کرتے تھے۔

۱۱) تقویٰ کامیابی کا باعث ہے۔ چنانچہ سورہ نور پ ۱۸ ع ۷ آیت نمبر ۵۲ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ یعنی اور جو حکم مانے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچ کر چلے اس کی رضامندی سے تو یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

۱۲) تقویٰ تکالیف سے نجات پانے اور بے سبب روزی پہنچنے کا سبب ہے۔ چنانچہ سورہ طلاق پ ۲۸ ع ۱ آیت نمبر ۲ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی اور جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے اللہ پیدا کر دے گا اس کیلئے نجات کی سبیل اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔

از سبب ہا بگذر و تقویٰ طلب تا خدا روزی رساند بے سبب
حق ز جائے بخشدت روزی حلال کہ نباشد در گمان و در خیال

۱۳) تقویٰ مخالفین کے مکر سے امن کا باعث ہے۔ چنانچہ سورۂ آل عمران پ ۴ ع ۱۲ آیت نمبر ۱۲۰ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ یعنی اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا ان کا فریب۔ بیشک جو کچھ یہ کر رہے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے۔

۱۴) تقویٰ امداد الٰہی کا سبب ہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران پ ۴ ع ۱۳ آیت نمبر ۱۲۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا

marfat.com

یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ یعنی بلکہ اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرتے رہو اور وہ تم پر آ پڑیں اسی دم تو تمہاری مدد کرے گا تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں نشان والوں سے۔

۱۵) ہر ایک کو بقدر طاقت تقویٰ اور اسکا کمال حاصل کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ سورہ تغابن پ ۲۸ ع ۲ آیت نمبر ۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی تو ڈرو اللہ تعالیٰ سے جہاں تک تم سے ہو سکے اور سنو اور مانو اور خرچ کرو، بہتر ہوگا تمہارے ہی لئے اور جو شخص محفوظ رکھا جائے اپنے نفس کے بخل سے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۱۶) عاقبت و آخرت اور جنت پرہیزگاروں کیلئے ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ رکوع ۸ آیت نمبر ۱۳۲) یعنی اور انجام بخیر پرہیزگاری کا ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (پ ۹ سورہ اعراف ع آیت نمبر ۱۲۸) یعنی اور انجام بخیر پرہیزگاروں کا ہے۔ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ (پ ۲۳ سورہ ص ع ۴ آیت نمبر ۴۹، ۵۰) یعنی اور بہشت پرہیزگاروں کیلئے اچھا ٹھکانا ہے، ہمیشگی کے باغ کہ کھلے ہوئے ہوں گے ان کیلئے دروازے۔

۱۷) پرہیزگار جنت کے وارث ہیں۔ چنانچہ سورہ مریم پ ۱۶ ع ۴ آیت نمبر ۶۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا یعنی یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اس شخص کو وارث بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا۔

۱۸) پرہیزگار اللہ کے نزدیک بزرگ ہے۔ چنانچہ سورہ حجرات پ ۲۶ ع ۲ آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ یعنی تم میں زیادہ

marfat.com

باعزت اللہ کے نزدیک پرہیزگار ہے۔

۱۹) اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست و محبّ ہے۔ چنانچہ سورہ جاثیہ پ ۲۵ ع ۱ آیت نمبر ۱۹ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ یعنی اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست (کارساز) ہے۔

۲۰) اور پ ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۷۶ میں ارشاد ہوتا ہے۔ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ یعنی مواخذہ کیوں نہ ہو جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور پرہیزگار بنے تو بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

۲۱) اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا مددگار ہے۔ چنانچہ سورہ بقر پ ۲ ع ۲۴ آیت نمبر ۱۹۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ یعنی اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور جانے رہو کہ اللہ ڈرنے والوں ہی کے ساتھ ہے۔

۲۲) اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے کام آسان کر دیتا ہے۔ چنانچہ سورہ طلاق پ ۲۸ ع ۱ آیت نمبر ۴ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا یعنی اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے پیدا کر دے گا اس کے کام میں آسانی۔

## علماء و فضلا کی بزرگی و عظمت

علماء و فضلا کی بزرگی و عظمت میں بیشمار حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ

marfat.com

مَاجَةَ) یعنی ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے باعتبار غلبہ کے زیادہ بھاری بوجھل ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۴۷، ۱۴۸)

## عالم اور عابد کی عبادت میں فرق

جو شخص بغیر علم کے عبادت اور زہد و ریاضت کرے اور جو شخص علم حاصل کر کے عبادت کرے، ان دونوں کی عبادتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے۔ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ اَبِی الدَّرْدَآءِ فِی مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَآءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ اِنِّیْ جِئْتُكَ مِنْ مَّدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا مِّنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَآءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَآئِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِحَظٍّ وَّافِرٍ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

یعنی صحیح ترمذی میں کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں مسجد دمشق میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ میں تمہاری خدمت میں مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک حدیث کیلئے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہو۔ مجھے اور کوئی مطلب آنے سے نہیں ہے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (اس کی اس

marfat.com

شوق طلب کی فضیلت کیلئے) فرمایا کہ بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ایسے راہ چلے جس میں علم کی طلب کرتا ہو تو اللہ اس کو جنت کی راہ پر چلاتا ہے اور بیشک فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کی رضا کیلئے بچھا دیتے ہیں اور پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور بیشک عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے بدر کی فضیلت تمام ستاروں پر اور بیشک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور بیشک انبیاء علیہم السلام دینار و درہم کے مورث نہیں ہوئے' وہ تو علم ہی کے موارث ہوئے ہیں' پھر جس نے اس کو حاصل کیا تو پورا حصہ دین کا حاصل کیا۔ (مشکوۃ کتاب العلم دوسری فصل اسی مفہوم کی حدیث کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۴۶ میں بھی ہے)

## میراثِ رسول اللہ ﷺ

طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا گذر ایک دن بازار میں ہوا۔ کھڑے ہو کر بازار والوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ بڑے ہی ناتوان ہو۔ وہ بولے۔ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا بات ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ کی میراث بٹ رہی ہے اور تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو' جا کر اپنا حصہ کیوں نہیں لیتے۔ وہ سب کے سب کہنے لگے کہ کہاں بٹ رہی ہے۔ فرمایا مسجد میں۔ پھر وہ سب کے سب لپکے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے آنے تک وہیں ٹھہرے رہے۔ جب وہ آئے تو پوچھا کہنے لگے اے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم تو مسجد میں گئے مگر وہاں کوئی چیز بٹتی ہوئی نہ دیکھی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا تم نے کسی کو مسجد میں نہیں دیکھا۔ کہا کیوں نہیں۔ کچھ لوگ تو نماز میں مشغول ہیں' کچھ قرآن مجید کی تلاوت میں اور کچھ لوگ باہم حلال و حرام کا تذکرہ کر رہے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ افسوس یہی تو محمد رسول اللہ ﷺ کی میراث ہے۔

marfat.com

## عابد اور عالم کی عبادت کا مقابلہ

خزانۃ الروایت میں ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَاعَۃٌ مِّنْ عَالِمٍ یَتَّکِیُٔ عَلٰی فِرَاشِہٖ یَنْظُرُ فِیْ عِلْمِہٖ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الْعَابِدِ سَبْعِیْنَ عَامًا یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اگر عالم ایک ساعت اپنے بستر پر تکیہ لگا کر کتاب کو دیکھے تو وہ اس کا دیکھنا عابد کی ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے۔
(کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۷)

## عالم اور عابد کا پل صراط کے وقت مقابلہ

اربعین میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَجْمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَی الصِّرَاطِ قِیْلَ لِلْعَابِدِ اُدْخُلَ الْجَنَّۃَ بِعِبَادَتِکَ وَقِیْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ مَا شَفَّعْ فَمَنْ شِئْتُ فَاِنَّکَ لَا تَشْفَعْ لَاحَلَّ اِلَّا اَشْفَعْتُ مَقَامُ الْاَنْبِیَاءِ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۷۸) یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب عالم اور عابد پل صراط پر جمع ہوں گے تو عابد کو حکم کیا جائے گا کہ اپنی عبادت کے سبب جنت میں داخل ہو اور عالم کو کہا جائے گا کہ ٹھہر۔ تو شفاعت کر لوگوں کی جس کسی کی تو چاہے کیونکہ تجھے حصہ دیا جائے گا مقام انبیاء علیہم السلام سے۔

## علم پڑھانے والے اور روزہ دار کا مقابلہ

دارمی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کیا۔ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَیْنِ کَانَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَحَدُھُمَا کَانَ عَالِمًا یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَالْاٰخِرُ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ اَیُّھُمَا اَفْضَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَضْلُ ھٰذَا الْعَالِمِ الَّذِیْ یُصَلِّی الْمَکْتُوْبَۃَ ثُمَّ یَجْلِسُ فَیُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ عَلَی الْعَابِدِ

marfat.com

اَلَّذِیْ یَصُوْمُ النَّھَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ کَفَضْلِیْ عَلٰے اَدْنَاکُمْ یعنی پوچھے گئے رسول اللہ ﷺ دو شخصوں سے کہ تھے بنی اسرائیل میں۔ ایک ان میں سے عالم تھا جو نماز فرض پڑھ کر بیٹھتا تھا اور لوگوں کو علم سکھلاتا تھا اور دوسرا شخص دن کو روزہ رکھتا اور تمام رات عبادت کرتا' ان دونوں میں سے کون افضل ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اس عالم کی بزرگی (جو نماز مفروضہ پڑھتا ہے پھر بیٹھتا ہے اور لوگوں کو سکھلاتا ہے) اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے جیسے میری بزرگی تمہارے ادنیٰ پر ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم تیسری فصل)

## حکایت عالم وعابد وشیطان

نقل آئی اک مجھے اس جا پہ یاد　　یہ بیان کرتے تھے میری استاد
ایک دن کوئی ولی مردِ خدا　　شب کو وہ کرنے وضو دریا گیا
دیکھا دریا پر ہجوم جنیاں　　تخت پر ابلیس بیٹھا ہے وہاں
گرد اس کے اس کی ہے اولاد سب　　اس ولی کو دیکھ کر آیا عجب
پھر یہ دل میں اس ولی نے یوں کہا　　ہے یہ جلسہ بالیقیں ابلیس کا
یعنی یہ شیطان ہے اے دل نہ ڈر　　جس کے حق میں کہتے ہیں خیر البشر
تخت اک تحقیق ہے ابلیس کا　　بے گماں پانی کے اوپر ہے بچھا
کرتا تھا اولاد اپنی سے سوال　　ان سے پوچھے تھا بنی آدم کا حال
سچ بتاؤ کیا کیا انسان سے　　کس کو برگشتہ کیا ایمان سے
ہیں یہ سب دشمن ہمارے آدمی　　دشمنوں سے تم بھی موت کچھ کمی
یعنی دشمن ہیں ہماری جان کے　　تم ہو دشمن ان کے سب ایمان کے
تھا فرشتوں سے مرا عالی مقام　　ان کے باعث سے ہوا شیطان نام
اور تھا اک تخت میرا عرش پر　　وہ سبب ان کے سے اُلٹا سر بسر

marfat.com

اور کیا ہے بند ہم پر آسمان — چڑھ نہیں سکتے ہیں ان پر بے گماں
ہے نگہباں ان پہ اک تارا مگر — دے جلا تم سے کوئی جائے اگر
سن کلام عطّار کا اے باخرد — نجم را رجم شیاطیں مے کند
ایک شیطان نے یہ دی اس کو خبر — آج میں نے قتل کروایا بشر
دوسرا وہ اس طرح سے برملا — پیش ابلیس لعیں کہنے لگا
جاتا تھا انسان اک بہر نماز — میں نے لا رکھا اسے مسجد سے باز
اور سوجھائی اس کو ایسی ایک بات — جسکے باعث چھوڑ دی اس نے صلوٰۃ
ایک نے آ کرکے دی اس کو خبر — حج سے روکا آج میں نے اک بشر
ایک نے آ کر کہا اے پیشوا — منع اس کو روزہ رکھنے سے کیا
ایک نے آ کر کہا سن میری بات — باز رکھا میں نے دینے سے زکوٰۃ
ایک شیطان سب کے پیچھے تھا کھڑا — بڑھ کے یوں ابلیس سے کہنے لگا
جاتا تھا اک طفل پڑھنے کو قرآن — باز رکھا اس کو پڑھنے سے وہاں
اور لگایا اس کو ایسی کھیل پر — تا نہ ہووے علم سے وہ بہرہ ور
جو سنا ابلیس نے اس کا سخن — کودا اپنے تخت سے وہ راہِ زن
آ خوشی سے لے گیا گودی اٹھا — تخت پر اپنے بٹھایا اس کو لا
گاہ ماتھا چومتا تھا گاہ زباں — گاہ اسے کہتا تھا اے جان جہاں
گاہ کہتا تھا اسے نور البصر — تجھ پر سے قربان کئی لاکھوں پسر
کام تو نے یہ کیا ہے استوار — جس سے انسان کا نہیں عزو وقار
یعنی بے علمی سے ہے انسان خراب — ہم بے دنیا ہم بے عقبیٰ ہم حساب
اور منگا اس کیلئے خلعت دیا — دے کے خلعت پھر اسے رخصت کیا
تھے جو باقی اور اس کے گرد و پیش — دیکھ کرکھایا سبھوں نے دل میں طیش
ہو کے باہم سب نے شیطاں سے کہا — کام اس نے ایسا کیا مشکل کیا

marfat.com

تم نے بخشا جو اسے خلعت لباس　ایسی بخشش سے ہوئے ہم سب اداس
ایک لڑکا باز آیا علم سے　اپنی کم فہمی سے اپنے جہل سے
اور برائی ہم نے کی انسان کے ساتھ　تا نہ ہووے حشر میں اس کی نجات
اور رہے ہم ان کو مانع در حیات　از نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ
اور دیا ہم نے اسے سب کچھ بھلا　تا کہ ہو قہرِ خدا میں مبتلا
جو نہ لایا امر خالق کا بجا　ہوگا رسوا حشر میں پیش خدا
سن شیاطینوں کی ساری گفتگو　ہنس کے یوں کہنے لگا وہ زشت خو
ایک عابد ہے یہاں خلوت نشیں　جانتا کچھ بھی نہیں وہ علم دیں
رہتا ہے درود و ظائف میں مدام　لیک امرونہی سے غافل تمام
ہے بڑا عابد وہ اور نیکو خصال　ساتھ میرے چل کے دیکھو اسکا حال
پھر شیاطینوں کو ہمراہ لے گیا　در پہ عابد کے کیا سب کو کھڑا
اور پکارا اس کو اے عابد نکل　باہر آنے میں نہ کر لیت و لعل
جو سنی عابد نے وہ بانگ عجیب　یک بیک آیا چلا اس کے قریب
دیکھ کر عابد کو بولا بو الفضول　حق نے کی ہے بندگی تیری قبول
ہے بلاتا تجھ کو رب العالمین　لینے آیا ہوں میں جبریل آمین
اور لایا ہوں براق نازنین　ہو سوار اس پر تو اب جلدی یہیں
دے کے عابد کو فریب استوار　اک گدھے پر کر دیا اس کو سوار
اس پر چڑھ کر ہاتھ سے باگوں کو تھام　اس خر بے دُم کو ہانکا تیز گام
جا کے خندق میں دیا اس کو گرا　بول و غائط جس جگہ پر تھا پڑا
بھر گئے کپڑے غلاظت میں تمام　گھر تلک آئے وہ روتے نیک نام
یہ دکھا کر حال جاہل سر بسر　لے گیا ان سب کو اک عالم کے گھر
در پہ دی عالم کے یوں اس نے ندا　مرحبا یاں تک تو آ مرد خدا

marfat.com

حق نے تجھ پر مولوی بھیجا سلام　میں ہوں جبریل امیں لایا پیغام
یعنی میں ہوں خاص پیک ذوالجلال　چل بلاتا ہے تجھے ایز د تعال
تا بٹھا دے تجھ کو اے مرد خدا　عرش اپنے پر جناب کبریا
علم تیرا بس ہوا مقبول رب　اس سبب آیا ہوں لینے کو اب
اور کھڑے ہیں منتظر تیرے ملک　آئے ہیں ہمراہ مرے طے کر فلک
اپنے پر تجھ پر کریں گے سائبان　تا نہ ہو خورشید کچھ ایذا رساں
سن کے عالم نے دیا اس کو جواب　جھوٹ کیا بکتا ہے اے خانہ خراب
میں نے دیکھا ہے کتابوں میں لکھا　لے گئے تشریف جب سے مصطفیٰ
پھر نہیں آنے کا جبریلِ امیں　تا نزول عیسیٰ[1] اے مردک لعیں
اس سخن سے تیرے یہ ثابت ہوا　ہے فریبندہ تو شیطاں برملا
تو ہے خناس اور ابلیس لعیں　میں دغا کھانے کا اب تجھ سے نہیں
کھسکے یہ گتکے لگائے اس کے چار　بھاگا اس جا سے مع خویش و تبار
جا چھپا ہفتم زمیں میں سر بسر　کہتے ہیں ابلیس کا اس جا ہے گھر
اور کہا سب سے جو تھے شاکی وہاں　دیکھا تم نے علم کا رتبہ یہاں
گر پڑھے عالم دو رکعت آ شکار　اور پڑھے اُمی اگر رکعت ہزار
زیادہ ان دو کا ہے اس سے مرتبہ　گر ہزار امی کرے رکعت ادا

## انبیاء کے وارث لوگ

علماء کا اس سے بڑھ کر اور کیا درجہ ہوگا کہ علماء انبیاء کے وارث اور گدی نشین ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ (رواہ ابوداوٗد والترمذی) یعنی ترمذی اور ابوداوٗد میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم انبیاء

[1] نزول عیسیٰ کا مفصل بیان میں نے ظہور مہدی ونزول عیسیٰ میں لکھ دیا ہے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

کے وارث ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۴، سنن ابن ماجہ ص ۲۰ باب فضل العلماء)

مسلمانو! یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ نبوت کے درجہ سے بڑھ کر اور کوئی رُتبہ نہیں ہے۔ پس اس رُتبہ کی وراثت سے بڑھ کر کوئی اور شرف بھی نہیں ہے۔

## فرشتوں کا عالم کیلئے دعائے مغفرت کرنا

احیاء العلوم ج ۱ علم کا بیان، باب فضیلت علم میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عالم کے واسطے زمین و آسمان میں جو چیز ہے مغفرت طلب کرتی ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین ج ۱ ص ۷۱) پس اس سے بڑھ کر کونسا منصب ہوگا جس منصب کیلئے آسمان و زمین کے فرشتے مغفرت چاہنے میں مشغول ہوں۔ جائے غور ہے کہ وہ تو اپنے نفس میں مشغول رہتا ہے اور فرشتے اس کیلئے مغفرت چاہنے میں مشغول رہتے ہیں۔ (اللہ اکبر) (احیاء علوم الدین مترجم ج ۱ ص ۴۲، مطبوعہ گروگریسو بکس لاہور)

## نبوت کے قریب تر لوگ

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے درجۂ نبوت کے قریب تر اہل علم اور اہل جہاد ہیں۔ اہل علم اس واسطے کہ انہوں نے لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جو رسول ﷺ لائے تھے اور اہل جہاد اس وجہ سے کہ انہوں نے پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت پر اپنی تلواروں سے جہاد کیا۔ (احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۴۳، مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور)

## قیامت کے دن شفاعت کرنے والے لوگ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَشْفَعُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلَاثَۃٌ اَلْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّھَدَاءُ (رواہ ابن ماجہ ص ۳۳۰ باب ذکر الشفاعۃ) یعنی مشکوٰۃ کے باب الشفاعت میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت

marfat.com

ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے۔ انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۶) اس حدیث سے علم کا بڑا رتبہ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد اور شہادت کے اوپر ہے۔

ابوداؤد نے مرفوعا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ شہید اپنے اہل بیت میں سے ستر کی شفاعت کرے گا۔ پس اس پر علماء کی شفاعت کو قیاس کر لینا چاہیے۔

## علماء اور شہیدوں کا مقابلہ

رَوَی الشِّیْرَازِیُّ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عَبْدِالْبَرِّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَابْنِ الْجَوْزِیِّ فِی الْعِلَلِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ مَرْفُوْعًا یُوْزَنُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ وَدَمُ الشُّهَدَاءِ فَیَرْجَحُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی دَمِ الشُّهَدَاءِ (مرقات جزء خامس ص ۲۸۳) یعنی شیرازی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب العلل میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ قیامت کے دن علماء کی سیاہی اور شہیدوں کا خون وزن کیا جائیگا۔ پس علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون پر غالب آئے گی۔ (احیاء العلوم، کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۰)

## خاص چیزوں کے دیکھنے کا ثواب

کنز العرفان میں ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْوَالِدَیْنِ عِبَادَةٌ وَالنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ وَالنَّظَرُ فِی الْمُصْحَفِ عِبَادَةٌ وَالنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ مَنْ زَارَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ وَمَنْ صَافَحَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا صَافَحَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَکَاَنَّمَا جَالَسَنِیْ وَمَنْ جَالَسَنِیْ فِی الدُّنْیَا اَجْلَسَهُ اللّٰهُ مَعِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے والدین کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ شریف کی زیارت کرنا عبادت ہے، قرآن شریف کی طرف

marfat.com

نظر کرنا عبادت ہے۔ عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ جس شخص نے جس عالم کی زیارت کی، گویا اس نے میری زیارت کی اور جس شخص نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ جو شخص عالم کی مجلس میں بیٹھا وہ گویا میری مجلس میں بیٹھا اور جو میری مجلس میں دنیا میں بیٹھا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن میرے ساتھ بٹھائے گا۔

## علماء کی طرف دیکھنے کی عظمت

حدیث صحیح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کون سی کوشش بہتر اور فاضل تر ہے فرمایا کہ علم سیکھنا۔ پھر پوچھا کہ اور کیا ہے۔ فرمایا کہ نماز پنجگانہ پھر پوچھا کہ اور کیا ہے۔ فرمایا کہ عالموں اور عقلمندوں کی طرف دیکھنا کہ یہ عبادت میں داخل ہے۔

## مجلس علماء میں بیٹھنے کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ساعت عالم کے پاس اس حال میں بیٹھنا جہاں علم کا بیان ہو۔ ہزار رکعت نماز اور سو ہزار تسبیح اور ہزار گھوڑوں سے جو جہاد کی نیت سے باندھ رکھے ہوں بہتر اور برتر ہے۔

صحبت صالح اگر یک ساعت است بہتر از صد خلوت و صد طاعت ست

## آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا باعث

فرشتوں کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا محض علم اور فہم کی تعظیم کے سبب سے تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید اور احادیث شریف سے مصرح ہے۔

## دو جنتوں کے مستحق لوگ

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْعَالِمِ

marfat.com

سَاعَتَیْنِ اَوْ اَکَلَ مَعَہٗ لُقْمَتَیْنِ اَوْ سَمِعَ مِنْہُ کَلِمَتَیْنِ اَوْ مَشٰی مَعَہٗ خُطْوَتَیْنِ اَعْطَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی جَنَّتَیْنِ کُلُّ جَنَّۃٍ مِثْلُ الدُّنْیَا مَرَّتَیْنِ یعنی جو شخص عالم کے پاس دو ساعت بیٹھے یا عالم کے ہمراہ دو لقمے کھائے یا عالم کی زبان سے دو کلمات سنے یا عالم کے ساتھ دو قدم چل کر جائے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے دو جنت عطا فرمائے گا۔ ایک ایک جنت دنیا سے ایک ایک حصہ زیادہ ہوگا۔

## ایماندار عالم کی شناخت کا طریقہ

بیہقی نے موقوف روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''آدمیوں میں سے بہتر اور ایماندار وہ عالم ہے کہ اگر لوگ اس کے پاس حاجت لے جائیں تو ان کو فائدہ دے اور اگر اس سے بے پروائی کریں تو وہ اپنے نفس کو بے پروا کرے۔
(احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۴۲، کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۷۴)

## ایمان کا ثمرہ

حاکم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ایمان ننگا ہے اور اس کی پوشش تقویٰ ہے اور اس کی آرائش حیاء اور اس کا ثمرہ علم ہے''۔ (احیاء العلوم ج ۱ ص ۴۳، الفردوس بماثور الخطاب ج ۱ ص ۱۱۲، احیاء علوم الدین عربی ج ۱ ص ۱۶)

## چالیس حدیثیں یاد کرنے والوں کو خوشخبری

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری امت کو چالیس حدیثیں یاد کر کے پہنچائے۔ قیامت کے روز میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۴۴، مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور)

marfat.com

## اللہ تعالیٰ کا علماء کو دوست رکھنا

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے ابراہیم میں علیم ہوں اور ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں۔ (احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۴۴' کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۳۴)

## عالم کا امین ہونا

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امانت دار ہے۔ (احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۴۴' کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۹۱)

## حکام اور فقہا کی درستی پر لوگوں کا انحصار

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میری امت میں سے دو قسمیں ایسی ہیں کہ جب وہ درست ہوں تو سب لوگ درست ہو جائیں۔ اگر وہ بگڑ جائیں تو سب لوگ بگڑ جائیں۔ ایک امیر یعنی حکام ہیں' دوم فقہاء (احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۴۴' کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۳۴)

## اللہ سے قریب کرنے والا علم

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب مجھ پر کوئی ایسا دن آئے جس میں مجھ کو وہ علم نہ ہو جو مجھے خدائے تعالیٰ سے قریب کر دے تو اس روز کا آفتاب نکلنا مجھ کو نصیب نہ ہو"۔ (احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۴۵' جامع ترمذی ص ۳۸۴'۳۸۵' باب جاجاء فی فضل الفقہ)

marfat.com

## عالم کی موت کے غم کا اندازہ

عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَوْتُ الْعَالِمِ مُصِیْبَۃٌ وَلَا بحبر وَثُلْمَۃٌ لَاتُسَدُّ وَھُوَ نَجْمٌ طُمِسَ وَمَوْتُ قَبِیْلَۃٍ اَیْسَرُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ (رواہ ابوداؤد والترمذی) یعنی ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عالم کا مرنا ایک ایسی مصیبت ہے کہ اس کا جبر نقصان نہیں اور ایسا رخنہ ہے کہ بند نہیں ہوسکتا اور وہ ستارہ ہے کہ بے نور ہوگیا اور ایک قبیلہ کا مرنا عالم کی موت کی نسبت زیادہ آسان ہے۔

## غم کرنے کا ثواب

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس مومن نے کسی عالم کے مرنے کا غم کیا تو اللہ تعالیٰ اسکے واسطے ہزار عالموں اور ہزار شہیدوں کا ثواب لکھتا ہے'' پھر آپ نے فرمایا کہ ایک عالم کا مرنا گویا ایک جہان کا مرنا ہے۔

## علماء کو برا کہنے کا نتیجہ

کواشی میں مرقوم ہے کہ جو شخص کسی عالم باعمل سے بدزبانی اور فحش کلامی کرے وہ شخص کافر ہوجاتا ہے اور اس کی عورت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقہ بطلاق بائن ہوجاتی ہے۔ایسا ہی صدر الشہید رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ بدیع الدین میں لکھا ہے۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص عالم کی بے عزتی کرے یا عالم کو تکلیف دے یا رنج پہنچائے گویا اس نے میری بے عزتی کی اور جس نے میری بے عزتی کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اہانت کی۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کی اہانت کی' وہ دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں ڈالا جائے گا۔

marfat.com

## قربِ قیامت کے آثار

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ علماء و فضلاء سے بھاگیں گے۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ تین بلاؤں میں مبتلا کرے گا۔ اوّل ان کے کسب سے برکت اٹھ جائے گی۔ دوم اللہ تعالیٰ ان پر ظالم بادشاہ بھیجے گا۔ سوم ایسے لوگ دنیا سے بے ایمان جائیں گے۔

پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ علماء کی عزت کریں اور ان کی صحبت سے فیض اٹھائیں اور ان کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کا کوئی کلمہ نہ کہیں۔

## علماء سے بغض رکھنے والوں کو عذابِ آخرت

جو لوگ دیندار علماء فضلاء سے بغض و حسد رکھتے ہیں وہ قیامت کے دن بڑے بڑے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ جِبْرَائِيْلَ عَنْ صَاحِبِ الْعِلْمِ فَقَالَ هُمْ سِرَاجُ اُمَّتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ طُوْبٰى لِمَنْ عَرَفَهُمْ وَالْوَيْلُ لِمَنْ اَنْكَرَهُمْ وَاَبْغَضَهُمْ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں نے جبرائیل علیہ السلام سے عالم کا درجہ پوچھا' اس نے کہا کہ وہ لوگ آپ کی امت کے چراغ ہیں' دنیا اور آخرت میں وہ لوگ خوش ہیں' جنہوں نے عالم کا مرتبہ پہچانا اور عذاب ہے ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے عالموں سے انکار کیا اور ان کے ساتھ بغض و حسد رکھا اور ان سے بے ادبی اور گستاخی کی۔

(الحجۃ' امام موسیٰ بن احمد وجامی)

افسوس سخت افسوس ہے کہ آج کل مسلمانوں میں یہ سب بری باتیں پائی جاتی ہیں اور وہ علماء کی طرف سے سخت بدظن اور بدگمان ہو رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے

marfat.com

کہ عام مسلمان بدصحبتوں اور بری مجلسوں کے باعث بے دین اور گمراہ ہوگئے ہیں اور ان کو دینداری اور پرہیزگاری کا مطلق شوق نہیں رہا بلکہ دیندار مسلمانوں کو دیکھ کر ہنسی اڑاتے ہیں جس کا خمیازہ ان کو آنکھ کے بند کرنے کے ساتھ ہی معلوم ہو جائے گا۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

## اُمتِ محمدی سے خارج لوگ

دیکھئے رسول اللہ ﷺ علماء کے حقوق کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ لَّمْ يُجِلَّ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا (رواه احمد والطبرانی) یعنی احمد اور طبرانی وغیرہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص بڑے کی عزت اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں ہے"۔ (نشر الطیب التعریف ص ۳۴)

## علماء کے اکرام و توقیر کرنے کا فائدہ

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ يَعْنِيْ فِي الْقَبْرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمَا اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ اِلٰى اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ (رواه البخاری)

یعنی صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے احد میں سے دو دو کو قبر میں رکھتے۔ پھر فرماتے کہ قرآن شریف کس کو زیادہ یاد ہے۔ جب ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اسے لحد میں پہلے رکھتے۔

marfat.com

دیکھئے رسول اللہ ﷺ تو علمائے صالحین کی ایسی عزت وشان اور قدر ومنزلت کریں مگر آج کل کے مسلمان علماء کی صحبت سے متنفر ہوں۔ افسوس صد افسوس۔

ہم لوگوں کی نہ دنیا ٹھیک ہے اور نہ ہی دین۔ مگر دنیا کے نہ ہونے کا ہر ایک کو کسی قدر رنج وغم ہوتا ہے اور اسی واسطے وہ جائز اور ناجائز وسائل یعنی چوری، لوٹ گھسوٹ، رشوت اور سود خواری سے روپیہ پیسہ پیدا کرنے کی سعی بلیغ کرتے ہیں اور اس کے ضائع ہونے کا بھی بڑا رنج ہوتا ہے۔ چنانچہ مٹی کا پیالہ جس سے پانی پیتے ہیں، ٹوٹ جاتا ہے تو کس قدر صدمہ ہوتا ہے لیکن بطور مثال عرض ہے کہ مدتوں کی نمازیں غائب اور دل پر خیال بھی نہیں آتا۔ اس کا ظاہراً سبب یہ ہے کہ ایمان میں نقصان ہے، دین میں فتور ہے۔ جس کا بڑا باعث یہ ہے کہ احکام شریعت وسیرت حضرت خاتم رسالت ﷺ حالات اصحاب کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت عظام سے محض بے خبری اور غفلت ہے۔ اس کا منتہائے سلسلہ یہی خامی وکوتاہی علم دین ہے۔

## علماء سے متنفر ہونے کی وجہ

اگر مسلمان علماء کی صحبت اختیار کریں تو ان کو سب ضروری باتیں معلوم ہو جائیں لیکن ان کو تو ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو مولوی صاحب کچھ کہہ بیٹھیں۔ میاں تمہاری صورت خلاف شرع ہے۔ پاجامہ خلاف سنت ہے۔ برخلاف اس کے اگر کوئی طبیب کہہ دے کہ میاں تم پر سوداویت کا غلبہ معلوم ہوتا ہے جلد اس کا علاج کرلو ایسا نہ ہو کہ مرض بڑھ جائے تو اس کو بڑی شفقت سمجھتے ہیں۔ افسوس ایمان کو بدن کے برابر بھی عزیز نہیں رکھتے۔ اگر ان لوگوں کو جسم کے برابر بھی ایمان کی محبت ہوتی تو علماء کی نصیحت کو برا نہ مانتے، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشے۔

## علماء کی ضرورت

مروی ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ قفائی کے پاس سے گزرے اور فرمایا اِنْ اَعْطَيْتَنِي

marfat.com

شَرْبَۃً اُعَلِّمْکَ مَسْئَلَتَیْنِ مِنَ الْفِقْہِ یعنی اگر تو مجھ کو شربت کا ایک پیالہ عنایت کرے تو میں تجھ کو دو مسئلے فقہ سے سکھلاؤں۔ قفاعی نے کہا کہ مجھ کو مسائل کی حاجت نہیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قیمت در گر انما یہ چہ دانند عوام　　حافظا گوہر یک دانہ مدہ جز بخواص

یعنی عوام الناس قیمتی موتی کی قدر کیا جانیں۔ اے حافظ تو یکتا گوہر خواص کے سوا مت دے۔

الغرض اس کو ایسے مسئلے کی ضرورت درپیش ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ اس نے حلف اٹھائی تھی کہ اگر میں اپنی بیٹی کیلئے تمام دنیا کی چیزیں جہیز میں نہ دوں تو میری عورت پر طلاق ہے۔ پس اس نے علمائے وقت سے فتویٰ طلب کیا۔ سب نے اسکے حانث ہونے پر فتویٰ دیا۔ بامر مجبوری اسے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنا پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں نے تجھ سے شربت کا ایک پیالہ مانگا تھا تو اس وقت میرا ارادہ اسی مسئلہ کے سکھانے کا تھا مگر اب مسئلہ کی تعظیم شان کے واسطے ہزار دینار لئے بغیر نہ سکھاؤں گا۔ اس نے بامر مجبوری ہزار دینار مہیا کر دیئے' تب آپ نے فرمایا کہ اگر بیٹی کے جہیز میں مصحف دے گا تو اپنی قسم میں سچا ہوگا کیونکہ قرآن شریف میں دنیا کی تمام نعمتیں شامل ہیں۔ پس اس جواب سے علمائے وقت دنگ رہ گئے اور سب نے تسلیم کیا اور آپ کے علم میں یوں مداح ہوئے۔

علم درے است نیک باقیمت　　جہل درویست سخت بے درماں

ہنر یابد و فضل و دین و کمال　　کہ گاہ آید و گہ رود جاہ و مال

## چند عجیب وغریب سوالات کے جواب

خلیفہ ماموں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک ہوشیار اور تجربہ کار لونڈی سے پوچھا کہ جس چیز میں دم بھر کی لذت حاصل رہتی ہے وہ کونسی لذت ہے اور جس لذت کا

marfat.com

دن بھر میں خاتمہ ہو جاتا ہے وہ کونسی لذت ہے۔ جس لذت کا تین دن تک اثر رہتا ہے وہ کونسی لذت ہے۔ اور ایک ماہ کی لذت کس چیز میں میسر ہوتی ہے۔ سال بھر تک لذت کس چیز میں حاصل رہتی ہے اور عمر بھر کی لذت کا کس پر خاتمہ ہوتا ہے۔ ابدی لذت کس چیز میں میسر ہوتی ہے؟ تو لونڈی نے نہایت ہی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا کہ دم بھر کی لذت جماع میں حاصل ہوتی ہے۔ اور دن بھر کی لذت کا خاتمہ شراب پر ہوتا ہے۔ تین دن کی لذت شگوفہ میں ہے۔ نئی دلہنوں میں مہینہ بھر کی لذت و مزہ داری ہے۔ سال بھر کی لذت بچوں میں ہے۔ عمر بھر کی لذت دوستوں اور دینی بھائیوں کی ملاقات میں ہے اور جس بات میں ابدی لذت اور دوامی مزیداری ہے وہ عفو الٰہی ہے۔ (اسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب نصیحت میں لکھا ہے)

## عقبیٰ میں علماء کی ضرورت

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اہل جنت ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت کیا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا تَمَنَّوْا عَلٰی مَا شِئْتُمْ یعنی تم مجھ سے آرزو کرو جو چاہو۔ وہ علماء کی طرف متوجہ ہو کر کہیں گے مَاذَا نَتَمَنّٰی یعنی ہم کیا آرزو کریں۔ علماء جواب دیں گے۔ تَمَنَّوْا عَلَیْهِ کَذَا کَذَا یعنی تم خدائے تعالیٰ سے فلاں فلاں آرزو کرو۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ عقبیٰ میں بھی علماء کی ضرورت ہوگی۔ (مرقاۃ جز خامس ص ۲۸۷' کنز العمال ج ۱۰ ص ۸۶)

## سب سے بہتر باپ

صحیح روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر آدمی کے تین باپ ہوتے ہیں۔ ایک باپ تو وہ ہے جس کی صلب سے یہ خارج ہوا۔ دوسرا باپ

marfat.com

وہ ہے جس نے اسے علم سکھلایا۔ تیسرا باپ وہ ہے جس نے اسے دُختر دی۔ ان تینوں میں وہی زیادہ اچھا ہے جس نے اسے علم سکھلایا۔ اس لئے کہ علم خدا شناسی کا ذریعہ ہے اور اس سے بڑھ کر دین و دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ پھر آدمی ایسے باپ کا ادب نہ کرے تو کس کا کرے۔

## دنیا کے قائم رہنے کی چار چیزیں

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی مضبوطی چار چیزوں سے ہے۔ اوّل عالموں کے علم سے۔ دوسرے حاکموں کے عدل سے۔ تیسرے مالداروں کی سخاوت سے۔ چوتھے فقیروں کی دعا سے۔ پس اگر عالموں کا علم نہ ہوتا تو بیشک تمام لوگ جاہل و گمراہ اور بے دین ہو جاتے۔ اگر مال داروں کی سخاوت نہ ہوتی تو بیشک تمام فقیر ہلاک ہو جاتے۔ اگر فقیروں کی دعا نہ ہوتی تو تمام مالدار ضرور ہلاک ہو جاتے۔ اگر حاکموں کا انصاف نہ ہوتا تو ظالم لوگ غرباء کو کھا جاتے جیسا کہ بھیڑیا بکری کو کھا جاتا ہے۔

## رسول اللہ ﷺ کے جانشین لوگ

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے گدی نشین اور خلفاء یہی علماء و فضلاء ہیں جن کیلئے رسول اللہ ﷺ نے مغفرت کی دعا مانگی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنْ خُلَفَاؤُكَ قَالَ الَّذِیْنَ یَاْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَیُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ (رواہ الطبرانی فی الاوسط) یعنی طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ یا اللہ میرے خلیفوں پر رحم کیجئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

marfat.com

آپ کے خلیفہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیث روایت کر کے لوگوں کو تعلیم کریں گے۔ (احیاء علوم الدین مترجم ج ا ص ۶۰)

یاد رہے کہ ان علماء سے وہ علماء مراد ہیں جو ظاہر و باطن میں رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور ان کی رفتار و گفتار اور وضع قطع اور نشست و برخاست عین اللہ و رسول کے فرمان کے مطابق ہے نہ کہ آجکل کے بعض مجہول اور گمراہ علماء سے مراد ہے جن کی ظاہری شکل تو اسلامی ہوتی ہے مگر باطن میں اس کے برعکس ایسوں ہی کی نسبت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

؎ از بروں چوں گور کافروز دروں بیگانہ وش

اللہ تعالیٰ ان علماؤں کو ہدایت بخشے تا کہ دوسرے لوگ ان کی دیکھا دیکھی گمراہ نہ ہو جائیں۔

## علماء کو مغفرتِ گناہ کی بشارت

جو لوگ نیک نیتی سے دینی علم پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے گناہوں کو معاف فرمائے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الْعُلَمَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَمْ اَجْعَلْ حِكْمَتِيْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ بِكُمُ الْخَيْرَ اِذْهَبُوْا اِلَى الْجَنَّةِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكُمْ (مسند ابو حنیفہ) یعنی مسند ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ علماء کو جمع کرے گا' پھر فرمائے گا کہ میں نے تمہارے دلوں کو علم سے منور کیا تھا کہ تمہارے لئے دین و دنیا میں بھلائی ہو' جاؤ جنت میں میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے جس طرح تم سے ہوئے۔

marfat.com

## علماء کو رزق کی کفالت اور دیگر مقاصد کی برآری کا وعدہ

اللہ تعالیٰ صاحب علم کی تمام دینی اور دنیوی حاجات برلاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وُلِدْتُّ سَنَةَ ثَمَانِيْنَ وَحَجَجْتُ مَعَ اَبِيْ سَنَةَ سِتٍّ وَّتِسْعِيْنَ وَاَنَا ابْنُ سِتَّ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمَّا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَرَأَيْتُ حَلْقَةً عَظِيْمَةً فَقُلْتُ لِاَبِيْ حَلْقَةُ مَنْ هٰذِهٖ فَقَالَ حَلْقَةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزَّبِيْدِيْ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمْتُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَفَقَّهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُهِمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ یعنی مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے ساتھ ۹۶ ہجری میں حج کو گیا اور اس وقت میری عمر ۱۶ برس کی تھی، پھر جب میں مسجد الحرام میں داخل ہوا اور ایک بڑا حلقہ دیکھا تو میں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ یہ کس کا حلقہ ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن الحارث بن جزء الزبیدی کا۔ تب میں آگے بڑھا تو میں نے سنا وہ کہتے تھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کیا، اللہ اس کے مقاصد کا ذمہ دار ہے اور اس کو رزق دے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو۔

## درود شریف لکھنے کا ثواب

علم پڑھنے کا یہ بڑا فائدہ ہے کہ جو کوئی تصنیف و تالیف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف لکھنے کا التزام رکھتا ہے، اس کیلئے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

marfat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ فِيْ كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَا دَامَ اِسْمِيْ فِيْ ذٰلِكَ الْكِتَابِ (رواہ الطبرانی) یعنی طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کتاب میں لکھ کر مجھ پر درود بھیجا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا' فرشتے برابر اس کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

صحیح ترمذی ابواب الوتر باب ماجاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ نزدیک مجھ سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا یعنی مرد ہو یا عورت جو سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلہا' دوسری فصل)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص سب سے بڑھ کر شفاعت کا مستحق ہوگا۔ یہ وصف صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ میں بالخصوص زیادہ تر پایا جاتا ہے کیونکہ یہ پاک لوگ رات دن درودخوانی میں مشغول رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی درود پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں[1]۔

صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۷۵ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجا' اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے۔ ایک روایت میں اتنا اور زیادہ آیا ہے کہ دس درجے بڑھتے ہیں اور دس گناہ مٹتے ہیں۔ (اس کو احمدؒ نسائی وغیرہ ج ۱ ص ۱۵۲ نے ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بدلہ ملنا ایک بڑی فوزِ عظیم ہے۔ یہ حدیث مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فصل اوّل میں ہے)

---

[1] صوفیوں کے اصول اور رموز تصوف اور عملیات مجرب کتاب عملیات وتعویذات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں مدلل ومفصل طور پر لکھ دیئے ہیں۔ (مصنف)

marfat.com

صحیح ترمذی ابواب الدعوات میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن کر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے۔ (یہ حدیث مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری فصل میں ہے)

ترمذی ابواب الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اس کی ناک پر خاک پڑے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۹۴، مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے وقت درود بھیجنا واجب ہے۔ جو اس وقت درود نہیں بھیجتا ہے وہ ذلیل و خوار ہوگا۔

حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا لفظ یہ ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے درود نہ بھیجا وہ شقی ہے۔ (اس کو ابن سنی رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے)

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ دنیا میں جو فرشتے چلتے پھرتے سیر کرتے ہیں۔ وہ امت کا صلوٰۃ و سلام پہنچا دیتے ہیں (مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فضلھا دوسری فصل) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں اس کا جواب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ایک سلام کے عوض دس سلام کرتا ہے۔ (یہ مضمون حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن عوف میں نزدیک حاکم کے آیا ہے)

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یوں وارد ہے کہ جس نے ایک بار درود شریف بھیجا اللہ اور فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔ (اسکو احمد نے روایت کیا ہے) (مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۷، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۸۷)

معلوم ہوا کہ درود شریف کے سبب سے دنیا کی تمام مہمیں آسان ہو جاتی ہیں اور آخرت میں مغفرت ہوتی ہے۔ دنیا بھی ملی، آخرت بھی سنور گئی۔ کہو اب کیا باقی رہا مگر اکثر لوگ اس نعمت عظمٰی کی قدر نہیں کرتے۔ دیکھئے شاہ ولی اللہ صاحب

marfat.com

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ پایا ہے اسی درود شریف کی برکت سے پایا ہے۔ راقم الحروف کے والد ماجد مولوی مست علی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے درود شریف کی برکت سے طریقت میں کمال حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ آپ درود شریف اس کثرت سے پڑھا کرتے تھے کہ آپ کے جسم مبارک کے ہر ایک بال سے درود شریف کی صدا آتی تھی اور نیز جس جگہ آپ بیٹھتے تھے اس جگہ سے خوشبو آتی تھی۔ یہ بات بالکل قرین قیاس اور صحیح ہے کیونکہ میں نے بھی خود اپنے شیخ کی ایسی حالت دیکھی ہے[1]۔

ابوداؤد میں حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم جمعہ کے دن مجھ پر بہت درود شریف بھیجا کرو کیونکہ تمہارا یہ درود شریف مجھ پر عرض کیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کو درود شریف کو کثرت سے پڑھنے کی زیادہ خصوصیت ہے۔ طبرانی میں حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ میں یہ بھی آیا ہے کہ ہر دُعا اوٹ میں ہے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود نہ بھیجا جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر دعا کے اوّل و آخر درود شریف پڑھ لینا چاہیے تا کہ وہ دعا قبول ہو جائے اور جو کام دعاؤں اور ذکروں سے نکلتا ہے وہ کام فقط کثرت درود شریف سے نکلتا ہے۔ غرض درود شریف کے فائدے بیشمار ہیں مگر اس جگہ تھوڑے سے فائدے لکھے جاتے ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ کیساتھ موافقت ہے گو ہمارے درود اور اللہ تعالیٰ کے درود میں بہت بڑا فرق ہے۔ کہاں تراب کہاں رب الارباب۔ (۲) فرشتوں کی موافقت۔

---

[1] اس کو وہی سمجھتے ہیں جو اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ چو دل بمہر نگارے نرستۂ اے ماہ۔ تراز حالتِ عشاق بے نوا چہ خبر۔

marfat.com

(۳) اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں کا اس شخص پر درود بھیجنا۔ (۴) ایک درود پر دس درود کا اللہ تعالیٰ سے حاصل ہونا۔ (۵) ایک درود پر دس نیکیاں ملنی، دس گناہ مٹنے، دس درجے بڑھنے۔ (۶) دوزخ اور نفاق سے بری ہونا۔ (۷) جنت میں شہیدوں کے ہمراہ ایک جگہ بسنا۔ (۸) اس دعا کا قبول ہونا جسکے ساتھ درود پڑھا گیا ہے۔ (۹) شفاعت کا مستحق ہونا۔ (۱۰) مرنے سے پہلے جنت کی بشارت کا ملنا۔ (۱۱) سو درود پر ہزار درود کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا۔ (۱۲) فرشتوں کا دوست ہو جانا اور اس کی مدد کرنا۔ (۱۳) بہشت کے دروازے پر اس کے کندھے رسول اللہ ﷺ کے کندھے سے بھڑ جانا۔ (۱۴) مرنے کے بعد قبر پر درود کا اس کیلئے استغفار کرنا۔ (۱۵) ایک درود کا برابر کوہ احد کے ہو جانا۔ (۱۶) ایک فرشتے کا رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر اسکے درود پہنچانے کیلئے مقرر ہونا۔ (۱۷) بھرپور ثواب کا ملنا۔ (۱۸) گناہوں کا روز بروز مٹنا۔ (۱۹) بردہ آزاد کرنے سے زیادہ ثواب کا حاصل ہونا۔ (۲۰) ایک درود میں اسی برس کے گناہ صغیرہ کا دور ہو جانا۔ (۲۱) کراماً کاتبین کا تین دن تک گناہ کا بانتظار توبہ نہ لکھنا۔ (۲۲) ہول قیامت سے نجات پانا۔ (۲۳) رحمت کا ہر طرف سے اس کو ڈھانپ لینا۔ (۲۴) اللہ کے غضب سے امان میں آ جانا۔ (۲۵) عرش کے نیچے سایہ پانا۔ (۲۶) ترازو کا بھاری ہو جانا اور دوزخ سے بچ جانا۔ (۲۷) محشر کی پیاس سے امن میں ہونا۔ (۲۸) پل صراط پر ثابت قدم رہنا۔ (۲۹) ہزار بار درود پڑھنے سے جنت کا اپنے لئے دیکھ لینا۔ (۳۰) بہت سی بیویوں کا جنت میں ملنا۔ (۳۱) برابر بیس جہاد کے ثواب پانا۔ (۳۲) برابر صدقے کے اجر حاصل کرنا۔ (۳۳) سو درود کا برابر لاکھ نیکی کے ہونا اور لاکھ گناہوں کا معاف ہو جانا۔ (۳۴) ہر روز سو بار درود شریف کا پڑھنا موجب ہے سو حاجتوں کے بر آنے کا۔ تیس دنیا میں ستر آخرت میں۔ (۳۵) ہر روز سو بار درود شریف پڑھنا ایسا

marfat.com

ہے جیسے رات دن عبادت کی۔ (۳۶) یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام عملوں سے محبوب تر ہے۔ (۳۷) مجلس کی زینت ہے اور قیامت کے روز نور ہے۔ (۳۸) محتاجی دور ہوتی ہے۔ (۳۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ (۴۰) اس کی برکت اس کی اولاد میں اثر کرتی ہے۔ (۴۱) زیادہ پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتا ہے۔ (۴۲) درود خواں سے بعض فرائض فوت شدہ کا سوال نہیں ہوتا۔ (۴۳) جو پچاس دفعہ روز درود شریف پڑھتا ہے قیامت میں اس کا مصافحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔ (۴۴) دل کا زنگ دور ہو جاتا ہے۔ (۴۵) جس دعا کے ساتھ درود ہوتا ہے وہ دعا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پردہ پھاڑ کر جا پہنچتی ہے۔ (۴۶) صبح و شام دس بار درود شریف پڑھنے سے شفاعت کا استحقاق ہو جاتا ہے۔ (۴۷) جس نے دن میں تیس بار رات میں تیس بار شوق و محبت سے درود پڑھا اس کے گناہ اس دن اور اس رات کے معاف ہو جاتے ہیں۔ (۴۸) گھر میں سلام کر کے جانا۔ پھر درود شریف پڑھنا محتاجی وضیق کو دور کرتا ہے۔ (۴۹) بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔ (۵۰) مرض نسیان دور ہو جاتا ہے۔ (۵۱) محتاج کیلئے بجائے صدقہ و خیرات کرنے کے ہے۔ (۵۲) مصلی کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں آپ پر درود بھیجتا ہے مثلاً فرشتے یوں عرض کرتے ہیں کہ محمد صالح بن مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ آپ پر درود بھیجتا ہے۔ مثلاً فرشتے یوں عرض کرتے ہیں کہ محمد صالح بن مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ آپ پر درود و سلام عرض کرتا ہے۔ زہے عزت و شرف زہے سعادت و کرامت کہ ہم سے گنہگاروں کا وہاں نام مذکور ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہماری خوش نصیبی ہوگی۔ (۵۴) جو بددعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل علیہ السلام نے درود شریف نہ بھیجنے والی پر کی ہے اس سے نجات ملتی ہے۔ (۵۵) ایسا آدمی

marfat.com

بہشت کا رستہ نہیں بھولتا۔ (۵۶) رسول ﷺ پر جفا کرنے سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ (۵۷) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی لعنت سے نجات ملتی ہے۔ (۵۸) بخیل کہلانے سے امن حاصل ہوتا ہے۔ (۵۹) رسول اللہ ﷺ کو اس شخص سے دلی محبت ہو جاتی ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت میں ہر شخص اپنے دوست کے ساتھ ہوگا گو عمل میں اس کے برابر نہ ہو۔ ہم کو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور رسول خدا ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اور اولیاء اور مجتہدین اور محدثین کا حشر میں ساتھ ہوگا۔ (۶۰) درود شریف پڑھنے سے ہدایت ایمان اور حیات دل ملتی ہے اور گمراہی وفسق سے بچ جاتا ہے۔ (۶۱) اس شخص کی محبت کو اللہ تعالیٰ تمام آسمان اور زمین والوں کے دل میں ڈال دیتا ہے یعنی نیک لوگ اسے دل سے چاہنے لگتے ہیں۔ (۶۲) اس کے ہر کام میں۔ عمر میں، مال میں، ایمان میں، گھر بار اور بال بچوں میں برکت ہوتی ہے۔ (۶۳) کثرت درود شریف سے کثرت محبت رسول اللہ ﷺ کی پیدا ہوتی ہے یہ محبت آخر کو جنت میں لے جائے گی۔ (۶۴) اس میں کچھ نہ کچھ رسول اللہ ﷺ کا حق ادا ہو جاتا ہے، سب نہ سہی تھوڑا ہی سہی، ورنہ حضور ﷺ کے حقوق و احسانات کا شکر کسی مخلوق سے کہاں ادا ہوسکتا ہے۔ (۶۵) درود شریف پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی آ جاتا ہے۔ (۶۶) رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجنے والا کثیر الذکر قرار دیا جاتا ہے۔ (۶۷) کثرت درود سے محبت برزخ بھی کبھی میسر آ جاتی ہے یا خواب میں مشرف بزیارت ہوتا ہے۔ (۶۸) کثرت درود کی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا چاہنے والا ہے۔ جو شخص جس چیز کو زیادہ دوست رکھا کرتا ہے تو اس کا ذکر بھی بہت کیا کرتا ہے ورنہ زبانی محبت کا دعویٰ کرنے والے بہت ہیں۔ محبت کی جگہ دل ہے زبان نہیں ہے۔ دل کی محبت کا اثر پڑتا ہے۔ زبان کی دوستی خالی از نفاق نہیں ہوتی۔

marfat.com

ان فوائد کے علاوہ اور بہت سے درود شریف کے فائدے ہیں جن میں سے کچھ جمعۃ المبارک کے بیان میں بھی آئیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعد تلاوت قرآن مجید اور ذکر خدا کے کوئی وظیفہ درود شریف سے بہتر نہیں ہے بلکہ اگر اور ذکر نہ کر سکے تو اسی درود شریف پر قناعت کرے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھی پڑھ لیا جاتا ہے۔ درود شریف کے صیغے قریب تیس عدد کے احادیث شریف میں بالفاظ مختلف آئے ہیں جن کا ذکر میں نے اپنی کتاب فضائل درود شریف میں مفصل طور پر لکھ دیا ہے جو عنقریب شائع کی جائے گی جس کا حجم غالباً چار پانچ سو صفحہ کے قریب ہوگا۔ غرض درود شریف پڑھنے کے بڑے فائدے ہیں۔ وَلَنِعْمَ مَا قِيْلَ

آسان ہر ایک ہوتی ہے مشکل درود سے
مقصد دلوں کے ہوتے ہیں حاصل درود سے
ناقص اگر پڑھے تو ہو کامل درود سے
دل سوئے دوست رہتا ہے مائل درود سے
خالق کی یاد رہتی ہے دل میں بسی ہوئی
جس نے پڑھا درود اسے حق رسی ہوئی
حاصل درود خواں کو ہو دیدارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہوتا ہے دستیاب ہر اک دل کا مدعا
ہر رنج کا علاج ہے ہر درد کی دوا
غمگین کو ہے رفاہ تو بیمار کو شفاء
عشقِ آلہ بہرِ مصلی درود ہے
تاریکیٔ دروں کی تجلی درود ہے

marfat.com

## عالم اور عابد کا مقابلہ

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُکِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّی النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِی النَّاسِ الْخَیْرَ (رواہ الترمذی)

یعنی ترمذی میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو دو شخصوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں سے عابد اور دوسرا عالم۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل ص ۳۴)

## طالب العلم کیلئے حشرات الارض کا دعا کرنا

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے اور اہل آسمان و زمین یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور یہاں تک کہ مچھلیاں اس شخص کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والا ہو۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو کیسا نبوت کے درجے کے ساتھ کیا ہے اور جو عمل کہ علم سے خالی ہو اس کے رتبے کو کیسا کم فرمایا ہے۔ حالانکہ عابد جس عبادت کو ہمیشہ کرتا ہے اس کو علم تو رکھتا ہی ہے۔ اگر اس کا علم نہ ہو تو عبادت نہ ہوگی۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

marfat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ یعنی ابوداؤد ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی بزرگی سب ستاروں پر۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل)

## پیغمبروں کی وراثت

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ (رواہ ابوداؤد الترمذی) یعنی ابوداؤد و ترمذی وغیرہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تحقیق علماء پیغمبروں کے وارث ہیں، پیغمبر میراث میں دینار و درہم نہیں چھوڑتے، وہ تو علم ہی کا ترکہ چھوڑتے ہیں، جس نے اسے حاصل کیا اس نے بھرپور حصہ لیا۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل)

## علم دین کے سکھلانے کی بزرگی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَقَالَ كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَّاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (رواہ الدارمی) یعنی دارمی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں پر گذرے اور

marfat.com

فرمایا کہ دونوں اچھے کام پر ہیں اور ایک دونوں میں سے اپنے ساتھی سے افضل ہے۔ یہ لوگ جو خدا سے دعا مانگ رہے ہیں اور اس کی طرف دل لگا رہے ہیں اگر خدا چاہے تو ان کو دے اور اگر چاہے تو نہ دے لیکن یہ لوگ جو فقہ یا علم سیکھتے اور جہلا کو سکھلاتے ہیں تو یہ افضل ہیں اور بیشک میں بھی معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں' پھر آپ انہیں میں بیٹھ گئے۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم تیسری فصل ابن ماجہ ص ۲۱' کنز العمال ج ۱۰ص ۱۴۷)

اس حدیث سے علم کی فضیلت عبادت پر کس قدر ثابت ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا مجلس علم میں بیٹھنا کیسی نعمت عظمیٰ کو بیان کر رہا ہے۔ کسی بزرگ نے اس موقعہ پر کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست     کہ سلطان جہاں با ماست امروز

## علم کی مجالس میں بیٹھنا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَجَالِسُ الْعِلْمِ (رواہ الطبرانی فی الکبیر) یعنی طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا جنت کے باغوں میں گذر ہوا کرے تو چرا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ جنت کے باغ کون سے ہیں؟ فرمایا: علم کی مجلسیں۔ (کنز العمال ج ۱۰ص ۷۹)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ جُلَسَائِنَا خَيْرٌ قَالَ مَنْ ذَكَّرَكُمُ اللّٰهُ رُؤْيَتُهٗ' وَزَادَ فِيْ عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهٗ' وَذَكَّرَكُمْ بِالْاٰخِرَةِ عَمَلُهٗ' (رواہ ابویعلی) یعنی ابویعلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کسی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے کون سا ہم نشین بہتر ہے؟ فرمایا: جس

marfat.com

کی زیارت خدا کو یاد دلائے اور گفتگو علم کو بڑھائے اور عمل آخرت کو یاد دلائے۔

## باقیات الصالحات

یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کی موت کے ساتھ ہی اس کے اعمال بھی منقطع ہو جاتے ہیں لیکن چند عملوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَبْعٌ یَجْرِیْ لِلْعَبْدِ اَجْرُھُنَّ وَھُوَ فِیْ قَبْرِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا اَوْ کَرٰی نَھْرًا اَوْحَفَرَ بِئْرًا اَوْ غَرِسَ نَخْلاً اَوْ بَنٰی مَسْجِدًا اَوْوَرَّثَ مُصْحَفًا اَوْ تَرَکَ وَلَدًا یَسْتَغْفِرُلَہٗ بَعْدَ مَوْتِہٖ (رواہ البزار و ابونعیم فی الحلیۃ) یعنی بزار اور ابونعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بندے کو قبر میں برابر پہنچتا رہتا ہے۔ (۱) جس نے لوگوں کو علم سکھایا۔ (۲) جس نے نہر نکالی۔ (۳) جس نے کنواں کھدوایا۔ (۴) جس نے کھجوروں کے درخت لگائے۔ (یا کوئی اور میوہ دار درخت اور باغ وغیرہ لگائے جس کو تمام آدمی اور چرند پرند کھائیں۔ (۵) جس نے مسجد بنوائی۔ (۶) جس نے ترکہ میں قرآن شریف چھوڑا۔ (۷) جس نے اولاد (صالح) چھوڑی کہ مرنے کے بعد اس کیلئے مغفرت کی دعا کرے۔ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تین چیزیں اور بیان فرمائی ہیں۔ (۸) جو اپنی صحت و زندگی میں اپنے مال سے صدقہ نکال کر دے جائے۔ (۹) جو ندی نالا اور دریاؤں کے پل تیار کرا جائے۔ (۱۰) جو مسافروں کے واسطے سرائے بنا جائے۔

علم کے سکھلانے اور پھیلانے سے یہ مراد ہے کہ وہ علم لوگوں کو سکھایا ہے، کتابوں میں پڑھایا ہے، کتابیں تصنیف کر کے چھوڑ گیا ہے جس کو لوگ پڑھ کر ہدایت پاتے ہیں، حق بات معلوم کرتے ہیں۔ یہ نفع خاص علم قرآن و حدیث میں

marfat.com

ہوتا ہے، نہ کسی اور علم میں۔ نیک بخت بیٹے سے یہ مراد ہے کہ عالم باعمل یا عامل صالح ہو، ایسا بیٹا باپ کیلئے جب دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے تو وہ دعا اس کے والدین کیلئے مغفرت کا سبب ہوتی ہے۔ جس کے پاس قرآن پاک ہوتا ہے، وہ اس میں تلاوت کرتا ہے۔ جب تک کوئی شخص اس میں تلاوت کرے گا، ایک اجر اس تلاوت کا اس مالک قرآن مجید کو بھی ملتا رہے گا جو قرآن مجید کو ترکہ میں چھوڑ گیا ہے۔ اسی طرح جب تک کوئی مسجد آباد رہے گی، لوگ اس میں نماز پنجگانہ ادا کیا کریں گے، تب تک اس نماز کا ثواب اس شخص کو بھی ملا کرے گا۔ اسی طرح جب تک مسافر لوگ اس کی سرائے میں ٹھہرا کریں گے، آرام پائیں گے، اس بانی سرائے کو بھی اس کا اجر ملتا رہے گا۔ اسی طرح نہر کا پانی جو آدمی اور جانور پئیں گے، اس کا ثواب نہر والے کو ہوگا۔ صدقہ و خیرات سے خواہ کوئی باغ یا زمین وقف کر جائے، یا کوئی جائیداد و آمدنی چھوڑ جائے، جس سے خلق منتفع ہو، اس کا اجر بھی ہمیشہ حاصل ہوتا رہے گا۔

نہ مرد آنکہ ماند پس از وے بجاے    پل و مسجد و چاہ و مہماں سرائے

طبرانی میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کوئی اچھی راہ نکالی، اس کو اس نیکی کا اجر ملے گا کہ وہ خود اس کام کو اپنی زندگی میں کرتا رہے گا اور مرنے کے بعد جب تک کہ وہ کام متروک نہ ہوگا۔ اور جس نے بری راہ نکالی، اس پر گناہ ہے اس برائی کا جب تک کہ وہ کام متروک نہ ہو۔ اس مفہوم کی احادیث صحیح مسلم کتاب العلم، مشکوٰۃ کتاب العلم پہلی فصل، سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ حسنۃ اوسیئۃ اور موطا امام مالک کتاب القرآن باب العمل فی الدعا میں ہیں۔

معلوم ہوا کہ جو شخص مرد ہو یا عورت کوئی سنتِ حسنہ نکال جاتا ہے یعنی فرائض

marfat.com

و واجبات و سنن شریعت و حسنات و فضائل دین کو اپنے گھر یا محلہ یا شہر یا ریاست یا سلطنت یا ملک یا اقلیم میں جاری کر جاتا ہے لوگ اس پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ اس کا اجر اس کو ہمیشہ جب تک وہ کام دنیا میں جاری رہتا ہے ملا کرتا ہے جس طرح کوئی کسی کو نماز' روزے' زکوٰۃ اور حج پر قائم کر جائے' کوئی عدل کا رستہ بتا جائے' کوئی طریقہ صدقہ و خیرات کا سکھا جائے۔ کوئی علم سنت و قرآن کا رواج کر جائے سو یہ کام داخل باقیات الصالحات ہیں۔ اس کے مقابلہ میں برے کام بھی ہیں۔ جس طرح کوئی رواج شراب خواری' زنا کاری یا کسی اور فسق و فجور کا اپنے گھر' محلے یا شہر میں چھوڑ جائے' ظلم و ستم کا طریقہ تعلیم کر جائے' اس کا وبال بھی ہمیشہ اس کو ملتا رہے گا' جب تک یہ برا کام جاری رہے گا۔ جو امرا' رؤسا' فاسق ظالم ہوتے ہیں' ان کو دیکھ کر جو کوئی ویسا کام کرتا ہے ان سب کا گناہ اس کے ذمہ پر بھی لکھا جاتا ہے' پورا پورا' نہ کم نہ زیادہ۔ جو امیر رئیس امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا ہے' پھر جو کوئی اس کے کہنے پر چلتا ہے تو ان سب کا اجر اس کو بھی ملتا ہے۔ اسلئے اہل دولت و حکومت یا تو سب سے زیادہ اجر پاتے ہیں یا سب سے زیادہ عذاب کے مستحق ہوتے ہیں۔ اوّل جنت میں جاتے ہیں' دوسرے کیلئے دوزخ تیار ہو چکی ہے۔

طبرانی میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو یہ باقیات صالحات ہیں' ان کلمات کو کہنا گناہوں کو ایسا جھاڑتا ہے جس طرح درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے۔ یہ کلمات کنوزِ جنت میں سے ہیں۔

صحیح مسلم میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک رات دن کی رباط مہینے بھر کے صیام و قیام سے بہتر ہے' پھر اگر اسی حال میں مر گیا تو اس کا عمل جس کو وہ کیا کرتا تھا جاری رہتا ہے' اس کو

marfat.com

رزق ملتا ہے اور منکر نکیر سے امن میں ہو جاتا ہے۔ طبرانی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ وہ قیامت کے دن شہید اٹھے گا۔

طبرانی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مرابط کا عمل جاری رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن قبر سے اٹھائے۔ یاد رہے کہ مرابط وہ ہے جو راہ خدا میں کمر باندھ کر چوکی پہرہ کیلئے سرحد اسلام پر تیار رہتا ہے۔ یا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا منتظر ہے۔

غرض یہ کام تو بالخصوص داخل باقیات الصالحات ہیں' انکے علاوہ اس طرح کے جتنے اچھے کام ہیں ایک زمانہ دراز تک باقی رہ سکتے ہیں' مگر یہ جب ہوتا ہے کہ وہ سارے کام خالصاً لِوَجْہِ اللّٰہ کیئے گئے ہوں۔ دکھانے' سنانے' ناموری' نیک نامی حاصل کرنے کیلئے نہ ہوں۔ امراء رؤسا ایسے کام بکثرت کرتے ہیں مگر ان کی نیت بھی شہرت و نیک نامی ہوتی ہے' وہ اس اجر سے بالکل محروم رہ جاتے ہیں' ان کے حق میں یہ کام سیئات باقیات ہو کر عذاب کا سبب ہو جاتے ہیں۔ غرضیکہ ہر عمل کا اعتبار نیت پر ہے۔ جب نیت درست ہوتی ہے' تب ہی پھل بھی ملتا ہے۔ وَاِلَّا فَلَا

از مکافاتِ عمل غافل مشو  گندم از گندم بروید جو ز جو

## کافر' منافق اور مومن کے پہچاننے کا طریقہ

مروی ہے کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری مجلس کے لوگ تین طرح سے اُٹھتے ہیں۔ اوّل کافر' دوم منافق' سوم مومن محض۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں تفسیر قرآن بیان کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا و رسول یوں فرماتے ہیں۔ جو کوئی میری تصدیق نہ کرے پس وہ کافر ہے۔ اور جس کا دل اس بیان سے تنگ ہو' پس وہ منافق ہے اور جو کوئی اپنے گناہ پر نادم ہو اور ترک گناہ کا عزم بالجزم کرے' پس وہ مومن محض ہے۔

marfat.com

## مرْدود علم کی تشریح

انسان کیلئے کوئی چیز علم سے بہتر نہیں مگر جو لوگ علم اس واسطے حاصل کرتے ہیں کہ دنیا کے کاموں کو رونق دیں اور اس سے جاہ و چشم پیدا کریں' ان کے حق میں بہتر یہی ہے کہ اس نیت سے علم نہ سیکھیں بلکہ کسی کسب پر دل لگائیں' کیونکہ جو لوگ ایسی نیت سے علم سیکھتے ہیں وہ شیاطین الانس ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ سب کو ان سے محفوظ رکھے۔ اس پر مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے کہ کسی بزرگ نے شیطان کو خواب میں بیکار بیٹھے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ تم تو گمراہی کے دھندے میں رات دن لگے رہتے ہو' تمہاری بیکاری کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب سے اس زمانے کے علماء پیدا ہوئے ہیں ہر ایک میرا شاگرد رشید ہے' اور بدچالی اور گمراہی کے فن میں پکا ہے۔ پس جو کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا' یہ سعادتمند فرزند شب و روز اس کی تدبیرات میں لگے رہتے ہیں اور میری خواہش کے کام بخوبی بجالاتے ہیں' اس لئے اب میں خوش و خرم ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کہ بعض ان میں سے نماز پڑھتے' روزے رکھتے' مونچھیں منڈواتے' داڑھی بڑھاتے ہیں اور عصا ہاتھ میں لیکر چلتے ہیں۔ ان کی یہ صورت تو اہل شرع کی سی ہے پھر کیونکر ان سے ایسے کام ہوتے ہیں جن سے تیری رضامندی ہوتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ بھی عین شاگردی اور میری پیروی ہے کہ ظاہر میں حاجی' ملا' عالم اور شیخ کی صورت بنائے رہنا اور باطن میں پرلے درجے کے حسد' بغض' کینہ' مکر' فریب اور طمع وغیرہ کے زنگ سے دل کو سیاہ رکھنا کہ سچے مسلمان جو دنیا کے کاموں میں بڑے ناسمجھ ہوتے ہیں' ان کو اپنی چال میں فوراً پھنسا لیں اور ان کے جان و مال کو ایک دم میں تاخت و تاراج کر دیں اور کسی کا مال و جان لیں اور کسی کا جوہر ایمان۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے ریاکار لوگوں سے محفوظ رکھے۔

marfat.com

## ریا اور دکھاوے کے عمل کا انجام

ریا اور دکھاوے کا انجام نہایت برا ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ولید بن ابی عثمان مدنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مسلم کے بیٹے عقبہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا اور اس سے شفیا اصحی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینے گیا تو دیکھا کہ ایک شخص پر لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کون ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں' تو میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا' وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہو کر خلوت پذیر ہوئے تو میں نے کہا آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ مجھ سے وہی حدیث بیان کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر سمجھی بوجھی ہوگی۔ فرمایا: اگر یہ تیرا ارادہ ہے تو میں وہی حدیث بیان کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر سمجھی بوجھی ہوگی۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے' پھر ہوش میں آئے تو کہا میں وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس مکان میں کہ سوائے میرے اور آپ کے کوئی نہ تھا بیان کی تھی۔ یہ کہہ کر دوبارہ بیہوش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد ہوش میں آ کر اپنا منہ پونچھا اور کہا کہ میں وہی حدیث بیان کرتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس مکان میں اس حالت میں کہ سوائے میرے اور آپ کے کوئی نہ تھا بیان کی تھی۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایسے سخت بیہوش ہوئے کہ منہ کے بل زمین پر گر نے لگے تو میں دیر تک تکیہ دیئے رہا۔ پھر ہوش میں آ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تبارک وتعالیٰ حساب کیلئے اپنے بندوں کی طرف نزول فرمائے گا اور ہر ایک امت زانو کے بل گری ہوگی تو سب سے پہلے ایک عالم ایک شہید اور ایک مالدار کو بلایا جائے گا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ

marfat.com

اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلَیْهِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ مَا عَمِلْتَ فِیْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْكَ حَتّٰی اسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنَّ یُّقَالَ فُلَانٌ جَرِیٌّ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک شہید کو حساب کیلئے بلا کر اپنی نعمتیں اسے جتائے گا۔ وہ اقرار کرتا جائے گا۔ پھر حکم ہوگا۔ اچھا تو نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا۔ وہ عرض کرے گا خداوندا میں تیری راہ میں لڑ کر شہید ہوگیا۔ ارشاد ہوگا تو نے جھوٹ کہا۔ تو نام آوری اور بہادری جتانے کی غرض سے لڑا' سو تجھے لوگوں نے بہادر کہا' محض ہماری راہ میں نیک نیتی کے ساتھ نہ لڑا نہ شہید ہوا پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل کھینچ کر دوزخ میں ڈال دو۔

وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْهَا تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَاْتُ فِیْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِیُقَالَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ هُوَ قَارِیٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْهِهٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ یعنی اور ایک شخص کو جس نے اپنی عمر کو تعلیم و تعلم پڑھنے پڑھانے اور قرآن مجید کی تلاوت میں صرف کی ہوگی' اللہ تعالیٰ اسے بلا کر اپنی نعمتیں جتائے گا' اور وہ اقرار کرے گا۔ پھر ارشاد ہوگا کہ ان نعمتوں کا تو نے کیا حق ادا کیا؟ وہ عرض کرے گا۔ خداوندا میں نے علم پڑھا پڑھایا' قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہا۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹا ہے' تیرا پڑھنا پڑھانا' قرآن مجید کی تلاوت اس غرض سے تھی کہ تجھے لوگ عالم اور قاری کہیں سو اس کا ثمرہ تجھے مل چکا ہے پھر فرشتوں کو حکم ہوگا اسے منہ کے بل کھینچ کر دوزخ میں ڈال دو۔

marfat.com

وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ (رواہ الترمذی والمسلم والنسائی) یعنی ایک اور شخص کو بلا کر جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کئی قسم کے مال سے وسعت دی ہوگی' اپنی نعمتیں جتائے گا۔ سو وہ اقرار کرے گا۔ پھر حکم ہوگا کہ بھلا تو نے ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا؟ وہ عرض کرے گا۔ خداوندا میں نے تیری رضا مندی کیلئے تیرے سب راستوں میں خرچ کیا کہ لوگ تجھے فیاض اور سخی کہیں' سو جس غرض و نیت سے تو نے دیا اس نیت کا پھل تجھے مل گیا کہ تو دنیا میں مشہور ہوگیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دو۔ (ترمذی و مسلم اور نسائی وغیرہ نے روایت کیا) (یہ حدیث مشکوۃ کتاب العلم کی پہلی فصل میں ہے)

ابو عثمان مدنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ علا بن ابی حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جلاد تھا۔ ایک دن ایک شخص نے ان کے پاس یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب ان لوگوں کا یہ حال ہوگا تو باقی لوگ کس گنتی میں رہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ ہمیں ان کی ہلاکت کا گمان ہوگیا۔ ہم کہنے لگے کہ اس نے بہت بڑی خبر لا سنائی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہوش میں آئے اور اپنا منہ پونچھا اور کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے۔ نیک کام کرنے سے' جن کا مطلب دنیا کی زندگی اور دنیاوی رونق ہے' ہم ان کے عملوں کا بدلہ یہیں دنیا میں ان کو پورا پورا بھر دیتے ہیں اور وہ دنیا میں کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہتے لیکن یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے آخرت میں گئے گذرے ہوئے اور ان کا کیا دھرا

marfat.com

سب اکارت اور لغو ہوا۔ چنانچہ ایک اور حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَشِّرْ هٰذِہِ الْاُمَّةَ بِالسَّنَاءِ وَالدِّیْنِ وَالرِّفْعَةِ وَالتَّمْکِیْنِ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ عَمَلَ الْاٰخِرَةِ لِلدُّنْیَا لَمْ یَکُنْ لَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ (رواہ البیہقی) یعنی بیہقی میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' یہ امت روشنی' دین' بلندی اور زمین میں غلبہ کی خوشخبری دی گئی ہے' سو جو کوئی آخرت کا کام دنیا کیلئے کرے اس کیلئے قیامت میں کچھ نہیں۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْمُ فِی الدُّنْیَا مَقَامَ سُمْعَةٍ وَرِیَاءٍ اِلَّا سَمَّعَ اللّٰہُ بِهٖ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (رواہ الطبرانی) یعنی طبرانی میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بندہ دنیا میں سنانے اور دکھانے کی نیت سے عبادت کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کی فاسد نیت کا اظہار کرے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَزَیَّنَ بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ وَهُوَ لَا یُرِیْدُهَا وَلَا یَطْلُبُهَا لُعِنَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (رواہ طبرانی) یعنی طبرانی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو کوئی آخرت کے عمل سے آراستہ ہوا اور اس کی نیت طلب آخرت کی نہیں تو اہل آسماں اس پر لعنت کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَّخْتَلِطُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ

marfat.com

لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّانِ مِنَ اللِّیْنِ اَلْسِنَتُھُمْ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَقُلُوْبُھُمْ قُلُوْبُ الذِّیَابِ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِءُوْنَ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰٓئِکَ مِنْھُمْ فِتْنَۃً تَدَعُ الْحَلِیْمَ حَیْرَانَ (رواہ الترمذی) یعنی ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دین و دنیا کو گڈمڈ کر دیں گے اور دکھاوے کیلئے بھیڑوں کے نرم چمڑے پہنیں گے، ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی مگر دل ان کے بھیڑیوں جیسے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا مجھے دھوکا دیتے ہیں یا مجھ پر جرأت کرتے ہیں، مجھے قسم ہے اپنی ذات کی، میں ان پر ایسا فتنہ بھیجوں گا کہ عقلمندوں کو بھی حیران و پریشان کر دے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الریاء والسمعۃ)

جولوگ یہ چاہتے ہیں کہ دین اسلام پر مستقیم ہو جائیں ان کو لازم ہے کہ اپنے عمل بے ریا اور خالصاً للہ کریں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

## دین پر مستقیم ہونے کا علاج

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا اکْتَسَبَ مُکْتَسِبٌ مِثْلَ فَضْلِ عِلْمٍ یَھْدِیْ صَاحِبَہٗ اِلٰی ھُدًی اَوْ یَرُدُّہٗ عَنْ رَدًی وَمَا اسْتَقَامَ دِیْنُہٗ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ عَمَلُہٗ (رواہ الطبرانی والکبیر) یعنی طبرانی نے کبیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نے علم جیسی کوئی بزرگ شئے حاصل نہیں کہ جو اپنے صاحب کو سیدھا راستہ دکھائے اور ہلاکت سے باز رکھے، اور جب تک عمل مستقیم نہ ہوگا دین مستقیم نہ ہوگا۔

مطلب یہ ہوا کہ جب تک عمل میں خلوص اور نیک نیتی نہ ہو وہ نہ تو مومن ہوتا ہے اور نہ ہی حصول بہشت اور عذاب آخرت سے محفوظ ہو سکتا ہے کیونکہ جب ایمان ہی نہ رہا تو پھر بہشت کیسے مل سکتا ہے۔ دیکھئے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومن کی

marfat.com

خاص خاص نشانیاں بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

## مومن کی نشانی

عَنْ جُبَیْرِبْنِ مُطْعَمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالْخَیْفِ خَیْفِ مِنًی یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَھَا وَدَعَاھَا وَبَلَّغَھَا مَنْ لَّمْ یَسْمَعْھَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ لَافِقْہَ لَہٗ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ ثَلَاثٌ لَّا یَغِلُّ عَلَیْھِنَّ قَلْبُ مُؤْمِنٍ اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰہِ وَالنَّصِیْحَۃُ لِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِھِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَھُمْ تَحُوْطُ مِنْ وَّرَآئِھِمْ (رواہ احمد و ابن ماجۃ والطبرانی فی الکبیر) یعنی ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ کی مسجد خیف میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے، جس نے میری بات سن کر یاد رکھی اور نہ سننے والے تک پہنچائی۔ بہت سے فقہ کے اٹھانے والے فقہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے اور بہت سے ایسے بھی ہیں کہ اپنے سے افقہ کی طرف فقہ کو لے جاتے ہیں۔ تین چیزوں پر مومن کا دل دریغ نہیں کرتا۔ (۱) عمل میں اخلاص پیدا کرنا۔ (۲) مسلمانوں کے پیشواؤں کی خیر خواہی کرنی۔ (۳) مسلمانوں کی جماعت میں جمے رہنا کیونکہ ان کی دعا سب کو محیط ہے۔

## عقبیٰ میں چند عملوں کی پرسش

مسلمانو! آخرت میں جب ہم دوبارہ پیدا ہوکر حساب کتاب کیلئے دربار آلہی میں پیش کئے جائیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ہم سے بالخصوص پانچ باتیں دریافت کرے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

marfat.com

حَتّٰی یُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمْرِہٖ فِیْمَ اَفْنَاہُ وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَ اَبْلَاہُ وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَ اَنْفَقَہٗ وَمَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ (رواہ الترمذی والبیہقی) یعنی ترمذی اور بیہقی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابن آدم قیامت کے دن پانچ چیزوں کے دریافت ہونے تک کہیں ٹل نہ سکے گا۔ (۱) اپنی عمر کس شغل میں فنا کی۔ (۲) اپنی جوانی کاہے میں پرانی کی۔ (۳) مال کہاں سے کمایا۔ (۴) مال کہاں خرچ کیا۔ (۵) علم پر کیا عمل کیا۔ (مشکوٰۃ کتاب الرقاق کی دوسری فصل)

## عالم بے عمل کو عذاب آخرت کا ملنا

صحیح بخاری و مسلم میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر دوزخ میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں نکل پڑیں گی اور وہ انہیں کھینچ کر گھومے گا جیسے گدھا اپنی چکی کے چاروں طرف گھوما کرتا ہے تو دوزخی اس کے پاس جمع ہو کر کہیں گے۔ اے شخص تیرا کیا حال ہے' کیا تو ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کیا کرتا تھا؟ وہ کہے گا میں تمہیں تو امر بالمعروف کرتا تھا مگر آپ اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور نہی عن المنکر تم کو کرتا لیکن خود باز نہیں آتا تھا۔ (مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الامر بالمعروف پہلی فصل) راوی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شب معراج میں ایک قوم کے پاس میرا گزر ہوا کہ آگ کی قینچیوں سے ان کے ہونٹ کاٹے جاتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا' اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں۔ جواب دیا یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو کہنے کے مطابق عمل نہ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الامر بالمعروف دوسری فصل)

marfat.com

## عمل کرنے کی تاکید

عمل کرنا علم پر موقوف ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْعَمَلُ بِلَا عِلْمٍ ضَلَالٌ یعنی عمل بے علم کے گمراہی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ کَالْقَوْسِ بِلَا وَتَرٍ یعنی علم بغیر عمل کمان بے زہ کی طرح ہے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی درگاہ وہی لوگ اچھے ہیں جو اچھے کام کریں' وہاں ذات پات کی پرسش نہ ہوگی۔

## بجز عمل کے حسب نسب کسی کام کے نہیں

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ عرب کو فرمایا کہ تم اپنے قبیلے سے ایک لڑکی کا ایاض رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح کر دو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنی لڑکی کا ایک غلام حجام کے ساتھ نکاح کر دیں۔ اسی طرح پر بعض لوگوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کالا کوا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ٹھگنی کہا۔ اسی موقعہ پر آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (پ ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر ۱۳) یعنی تمہاری بزرگی اللہ کے نزدیک تمہاری پرہیزگاری یعنی اللہ سے ڈرنا ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا اِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی (پ ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۷) یعنی بہترین توشہ آخرت کیلئے خدا سے ڈرنا ہے۔ پس جو شخص متقی ہے۔ وہی سب سے بڑا ہے۔

اگر شیخ یا سید کہلا کر خدا کی نافرمانی کی اور جولاہ اور دُھنیا کہلا کر خدا اور رسول کی اطاعت کی تو وہ جلاہا بنسبت سید خدا کے نزدیک بڑا ہی حسب والا اور اچھی ذات پات ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَبْطَاَبِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبُہٗ (رواہ مسلم)

marfat.com

یعنی مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' جس کے عمل نے دیر کی اس کا نسب جلدی سے اسے جنت میں نہ پہنچائے گا یعنی عمل نہ ہونے کی صورت میں نسب کچھ کام نہ آئے گا۔

طبرانی نے کبیر میں حضرت اسمٰعیل بن ...ن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ جمع ہو کر خدائے تعالیٰ کا کلام ایک دوسرے کو تعلیم کرتے ہیں وہ لوگ خدا تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں اور وہاں سے اٹھتے تک یا اور کسی بات میں مشغول ہونے تک فرشتے انہیں ڈھانکے رہتے ہیں اور جو عالم سیکھنے کی طلب میں نکلے' اس ڈر سے کہ ایسا نہ ہو علم مفقود ہو جائے یا اس کے لکھنے کی تلاش میں بایں خوف کہ ایسا نہ ہو علم مٹ کر نابود ہو جائے تو وہ اس غازی جیسا ہے جو خدا کے راستہ میں چلتا ہے اور جس شخص کا عمل اس سے دیر اور تاخیر کرتا ہے' اس کا نسب اس کیلئے عجلت نہیں کرتا۔ یعنی عمل نہ ہو تو محض نسب سے کام نہیں چلتا۔

## مردود علم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پناہ مانگنا

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس علم سے جو فائدہ مند نہ ہو پناہ مانگتے ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّايَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّايُسْتَجَابُ لَهَا (رواہ المسلم والترمذی والنسائی) یعنی صحیح مسلم' ترمذی اور نسائی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّايَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَايَخْشَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّايُسْتَجَابُ لَهَا یعنی اے اللہ میں اس علم سے جو فائدہ مند نہ ہو اور اس دل سے جو خوف نہ کرتا ہو۔ اور اس نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو پناہ مانگتا ہوں۔ (یہ حدیث مشکوۃ باب الاستعاذہ کی

marfat.com

دوسری فصل میں ہے)

## زمانہ کی نازک حالت اور بے دینی اور بے عملی کا رواج

آج کل زمانہ کی ایسی نازک حالت ہوگئی ہے کہ چاروں طرف بدمذہبی اور بے دینی کا رواج ہوگیا ہے، یہی دور قرب قیامت کا آثار ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُوْشَکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَّایَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُہٗ، وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ، مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَّھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی عُلَمَاؤُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ (رواہ البیہقی) یعنی بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب لوگوں پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام سے باقی نہ رہے گا مگر نام اس کا (یعنی علم تو رہے گا مگر عمل نہیں ہوگا) اور قرآن مجید سے باقی نہ رہے گا مگر نشان اس کا۔ (یعنی صرف الفاظ وعبارات پڑھیں گے مگر معنوں کی طرف غور نہیں ہوگا)۔ ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر در حقیقت ہدایت کے نہ ہونے سے اجاڑ ہوں گی۔ (یعنی لوگ وہاں دنیا کی غرض کیلئے جمع ہوں گے نہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور درس و تدریس کو) ان کے علماء بدترین خلائق زیر آسمان ہیں، ان کے ہی پاس سے فتنہ ظاہر ہوگا (یعنی ہر طرح کی دین اور دنیا کی خرابی ان کی ذات سے پیدا ہوگی کیونکہ انہوں نے اپنے طریق کو چھوڑ کر ظالموں کی مدد سے شرارت اختیار کی، ان کے برے چلن سے تمام خلق گمراہ ہوئی) اور ان کی ہی طرف وہ فتنہ وفساد پلٹے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم تیسری فصل) (یعنی ان کی بدنیتی اور بدباطنی سے وہی فساد اور ظلم اور گمراہی ان پر پڑے گی یعنی ان کی بیخ اور بنیاد اللہ تعالیٰ ظالموں کے ہاتھ کھدوا ڈالے گا اور ان کو دین ودنیا میں ذلیل اور رسوا بنا دے گا۔ جیسے مثل مشہور

marfat.com

ہے کہ جو کوئی اللہ کی خلقت کو آزار دے کر اس کا نقصان چاہ کر کسی مخلوق کے دل کو خوش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو ظالم کے ہاتھ سے اس کی سزا دلاتا ہے اور بے عزت کرواتا ہے) غرض اس حدیث شریف کا مضمون اس زمانے میں موجود ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔ آنکھ ہو تو دیکھو۔ کان ہو تو سنو۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ اور چال باز عالموں کی صحبت سے مومنوں کو دور رکھے اور ان کی گمراہی کے پھندے سے بیچارے سیدھے سادھے مسلمانوں کو بچائے اور صراط مستقیم پر قائم رکھے اور نیک عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

## جھوٹی اور وضعی حدیث کے بنانے کا عذاب

آج کل یہ مرض عام طور پر پھیل گئی ہے کہ وضعی احادیث اور غلط روایات بیان کی جاتی ہیں جس کی سخت ممانعت احادیث صحیحہ میں آئی ہے۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (رواہ مسلم) یعنی صحیح مسلم میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر جھوٹ بولنا اور لوگوں پر جھوٹ بولنے کا سا نہیں ہے جس نے مجھ پر جان کر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنی جگہ دوزخ میں دیکھ لے۔

اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ یعنی مسند ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا۔ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ (اسی مفہوم کی حادیث مشکوۃ کتاب العلم میں بھی ہیں)

marfat.com

مسلمانوں کو ان احادیث صحیحہ پر غور کرنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ آج کل کے گمراہ فرقے جس قدر وضعی احادیث اور من گھڑت تفسیر قرآن بیان کرتے ہیں، وہ سب کے سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان عیاروں اور دھوکے بازوں سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین

# انگریزی خواں اور علمائے اسلام

## انگریزی خوانوں کی غلط فہمی

افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ خسارت نشانہ میں سلف صالحین کے معتقدات اور معمولات کو باطل اور ناراست بتایا جاتا ہے اور خود ایجاد کردہ راہ و رسم کو راست مانا جاتا ہے۔ خواہشات نفسانی اور وساوس شیطانی کی اس قدر پیروی ہے کہ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور اجماع امت جو اصل اور مدار اسلام ہے، اس کی وقعت نہیں کی جاتی، ان کے مقاصد کو اپنی خواہش کے مطابق بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید کی ترمیم اور تکمیل بھی ہونی چاہیے۔ علمائے کرام اور صلحائے عظام جو ان کے معانی کو سمجھنے والے ہیں اور ان کے مطابق عمل کرنے والے ہیں، ان کو حقارت اور خسارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور ان کو مفسد اور فتنہ انداز قرار دیا جاتا ہے۔ ان کی تحقیق اور تنقیح مسائل کو نفاق اور شیطان اخرس کی طرح چپ چاپ رہنے کو اتفاق تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ذریعے سے اسلام ہم تک پہنچا اور رسومات اسلامی کا پتہ لگا۔ دنیا داروں کو جو شب و روز دنیا کے حاصل کرنے میں مصروف رہتے ہیں ان کو اس قدر کہاں فرصت کہ وہ اپنے مذہب کے معمولات اور دستور العمل کو غیر مذاہب سے پرکھیں اور ان

marfat.com

پر واقفی حاصل کریں۔ یہی علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہ اور صلحائے عظام ہیں جو اپنے عزیز اوقات کو صدق و کذب درست اور نادرست سے تمیز کر کے ان کے سامنے پیش کرتے ہیں اور وعظ و نصیحت سنا کر اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اگر یہ فرقہ نہ ہو تو اسلام کا نام و نشان ہی زمین پر نہ رہے۔ انہیں لوگوں کے وجود موجب ترقی اور ان کی تحقیر باعث تنزل ہے۔

## خداشناسی کا طریقہ

اگر کوئی شخص دنیاوی تعلیم میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم حاصل کرے۔ مثلاً بی اے ایم اے یا ایل ایل بی۔ یا ایل ایل ڈی وغیرہ وغیرہ ڈگریاں حاصل کرے مگر خداشناسی اور خدادانی کی راہ سے بالکل ناواقف اور لاعلم ہے بلکہ جہاں تک ظاہری علوم میں ترقی کرتا ہے۔ اسی قدر اس کو خدا کی شناخت اور علوم الٰہیہ میں پیچیدگیاں پڑتی جائیں گی۔ جب تک کسی رہبر کامل کی ہدایت سے ہدایت یاب ہوگا تب تک ان مشکلات سے جو راہ میں پیش آنے والی ہیں عقدہ کشائی نہ ہوگی۔ جس کی اصل منبع کلام ربانی اور وحی حقانی ہے' اس کا پڑھنا ہم پر فرض ہے' اسی کے حاصل ہونے سے ابوالبشر آدم علیہ السلام خلافت کے انعام و اکرام سے مشرف کئے گئے اور اشرف المخلوقات کے لقب سے ممتاز کئے گئے۔ سب نبیوں اور مرسلوں کی تعلیم کا مجموعہ قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا' اور جہاں تک بنظر غائر اس کلام پاک میں دیکھا جاتا ہے جمیع علوم کا پتہ چلتا ہے۔

چنانچہ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِنْ ۔۔۔ تَقَاصَرَ عَنْہُ اَفْہَامُ الرِّجَالِ

اس لئے اَفضل عبادات بعد الفرائض قرآن مجید کی تلاوت ہی قرار دی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ایک ایک حرف پڑھنے کے بدلے دس دس نیکیاں ملتی ہیں

marfat.com

اور نماز میں پچیس نیکیاں۔ قرآن مجید قیامت کے روز اس کے پڑھنے والے کیلئے شفیع ہوگا۔

اسلامی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو فوقیت اور عزت دی جاتی ہے اور اس کی طرف توجہ ہرگز نہیں کی جاتی اور نہ دلائی جاتی ہے۔ علم دین ایک نعمت عظمیٰ ہے جس کا شکریہ انسان ضعیف البیان ادا نہیں کرسکتا۔ کمتر اس کا رتبہ یہ ہے کہ جب کوئی طالب علم علم دین سیکھنے کیلئے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کے تلووں کے نیچے پر بچھا دیتے ہیں، اور یہی علم ہے جس کی نسبت یہ مقولہ مقبولہ کہا گیا ہے۔ اَلنَّاسُ مَوْتٰی اَلْعِلْمُ اَحْیَاءٌ یعنی دینی عالم زندہ ہیں باقی سب لوگ مردہ ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ زندگی کا مدار روح پر اور روح کا مدار غذا پر ہے۔ اگر روح کو غذا نہ ملے اور قطعاً بند کی جائے تو جب تک اس میں غذا حاصل کردہ کا اثر باقی ہے تب تک تو طاقت ہے اور پھر رفتہ رفتہ کمزور ہوتا جائے گا حتیٰ کہ ایک دن مردہ ہو جائے گا۔ چونکہ اس کے مناسب کی غذا جو ہے وہ علم ربانی ہے نہ دنیاوی۔ جہاں کہیں قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں فضیلت علم بیان کی گئی، وہاں یہی علم مراد ہے جو موصول الی اللہ ہے اور وہ علم علم فقہ اور تفسیر اور حدیث ہے۔

علم دیں فقہ است وقرآن وحدیث  ہر کہ خواند غیر زیں گرد و خبیث

## حصول علم میں غفلت

رسول اللہ ﷺ کا تو یہ حکم ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ یعنی ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پر علم کا طلب کرنا فرض ہے لیکن ہم مسلمان اس کی طلب سے کوسوں بھاگ رہے ہیں اور بجائے اس کے دنیاوی علم کے حاصل کرنے میں سخت کوشش اور سعی بلیغ کر رہے ہیں۔ چنانچہ نقشہ دنیا تو از بریاد ہے مگر اس کلام ربانی کی ایک چھوٹی سی چھوٹی سورہ تک بھی یاد نہیں جو جزو

marfat.com

عبادت ہے۔ تاریخ ہند اور تاریخ یورپ وغیرہ تو نوک زبان ہے مگر دینی مسائل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات سے محض ناآشنا ہیں۔ قوانین اور ضوابط اور سکولوں اور کالجوں کے کورس حرز جان ہیں مگر اسلامی کورس نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سے جو مکلف روح وابدان کا فرمان ہے بالکل بے پروا ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ تو ملانوں کا طریقہ کہا جاتا ہے مگر گڈ مارننگ جنٹلمینوں میں محبت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ دیسی یا اسلامی لباس تو باعث شرم ہے مگر کوٹ پتلون وغیرہ موجب حشم ہے۔ استغفار کی بجائے فونوگراف کے ترانے اور ناولوں کے فسانے اور عشقیہ مضامین کے پڑھنے کے شوقین ہیں۔

## اتباع شریعت کے بغیر ترقی نہیں ہو سکتی

غرض میرا اس سے یہ مقصد نہیں ہے کہ دنیا کو بالکل چھوڑ دو یا اس کی تعلیم کو حاصل نہ کرو بلکہ مقصود یہ ہے کہ دین اور دنیا دونوں کو باہم جمع کرو لیکن دینی تعلیم کو دنیوی تعلیم سے مقدم رکھو۔

مسلمانو! تمہاری ترقی فقط اتباع شریعت پر موقوف ہے۔ تمہاری قوم کا قوام شریعت اسلام ہے۔ تمہارے اسلاف نے جو جو ترقیاں کیں وہ صرف اتباع شریعت سے کیں، پس جب تک شریعت کی پابندی نہ کی جائے، آپ ہرگز ترقی نہیں کر سکتے۔

لہٰذا ہم مسلمانوں خصوصاً ہمارے نوجوانوں کیلئے جو سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں علماء کی از حد ضرورت ہے۔ تم پر فرض ہے کہ طلباء دین کی مدد کیا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ علمائے شریعت تم میں سے مفقود ہو جائیں اور پھر تم پر جہالت کی تاریکی چھا جائے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم کی پہلی فصل میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ

marfat.com

عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا (رواہ الصحیحین) یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہ اٹھائے گا کہ بندوں سے اسے نکال لے بلکہ علماء کو اٹھا لے گا یہاں تک کہ جب کسی عالم کو باقی نہ رکھے گا تو لوگ سردار جاہل پکڑیں گے۔ پس وہ مسئلے پوچھے جائیں گے اور بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

مسلمانو! نہیں ہے بے سبب دنیا کو حیرانی کہ اپنی آبرو پر پھر رہا ہے آج کل پانی
نہ وہ اسلاف کا ہم میں رہا ہے علم و فن باقی عوض اسکے ہے چھایا ہم پہ ابر جہل و نادانی
نہ وہ تلوار کی ہے دھاک باقی قلب دشمن پر کہاں وہ تاج شاہی ہے کہاں تخت سلیمانی
حکومت کی ہماری دھاک بیٹھی تھی زمانے میں ہر اک اسلام کا افسر تھا عالم گیر کا ثانی
کہاں حکمت ہے وہ باقی کہاں وہ فلسفہ باقی ریاضی ہے کہاں وہ اور کدھر ہے طب یونانی
کہاں ہیں مدرسوں میں اب وہ صرف ونحو کے چرچے جہالت سے معانی کو کہا کرتے ہیں اب مانی
بدیعی ہیں کہاں اور اب بیانی ہیں کہاں باقی کہاں منطق کی اب باقی رہی ہے بحث طولانی
کہاں رمال ہیں ویسے کہاں ویسے منجم ہیں کہاں ہیں فال کے موجد کہاں ہیں جفر کے بانی
کہاں نثر مسجع اور مقفٰی کی وہ رنگینی کہاں نظم مسلسل کی رہی وہ گوہر افشانی
کہاں ہمت کہاں جرأت کہاں دولت کہاں حشمت تجارت کے بنے بیٹھے ہیں کیسے دشمن جانی
نہیں واقف ہزاروں میں کوئی علم فلاحت سے فقط کہتے ہیں یا رب خوب سا برساوے تو پانی
کہاں تقریر پرتاثیر اور لکچر کہاں ویسے لگی ہے عالموں کے منہ پہ کیا مہر سلیمانی
فقط اب وعظ میں باقی ہے اک مضمون سخاوت کا جو ملا ہیں انہیں اک یاد ہے روٹی کما کھانی
نفاق اب پھیلتا ہے اپنی قوم میں بے حد مسلمان ہیں مسلمانوں کے دل سے دشمن جانی
حسد کا بغض کا کینے کا اب دل ہو گیا مسکن دماغوں میں رعونت ہے سروں میں خبط و نادانی
شراب اور کوٹ اور پتلون پر جامے سے ہیں باہر جو پہنیں بوٹ تو ہو قیمتی چمڑا ہو جاپانی
نہ کھانا گھر میں ہو کچھ بھی مگر میز اور کرسی ہو پے تفریح سیکل ہو۔ چھتا قلفر کا ہو پانی
چھڑی ہو بید کی عمدہ گھڑی ہو اک کلائی پر عوض دربان کے بل ڈاگ کی ہو در پہ دربانی
چرٹ منہ میں کھلا سر ہو نیا فیشن ہو بالوں کا بڑھی مونچھیں صفا ڈاڑھی سراسر شکل شیطانی
نہیں اندھے مگر عینک ہوئی ہے داخل فیشن بصارت کی ہوئی اس پردۂ غفلت سے حیرانی
سائیس اک ہو فٹن ہو اور موٹر کار بھی گھر میں مکان بھی ہیئۂ و آلات سے ہو خوب نورانی

marfat.com

بجائے آب سوڈا ہو عوض شربت کے ہولنڈ یہی اک شیر مادر ہے یہی زمزم کا ہے پانی
ملے گر سوپ تو دونوں جہاں کی مل گئی نعمت جو مل جائے کوئی بسکٹ نہیں درکار بریانی
بہت سے رسم پردہ بھی اٹھانے کو ہیں آمادہ زن و ہمشیر کے ہمراہ سیکھی ہے ہوا کھانی
نہ دوزخ کا انہیں کھٹکا نہ جنت کی انہیں خواہش بنے ہیں پورے نیچر بندۂ لذات نفسانی
معاذ اللہ یہ وہ ہیں جو خدا کے بھی نہیں قائل عبادت بھی ہے گویا ان کے حق میں کار نادانی
جو کی تقلید یورپ کی تو ہم نے اس طرح کی ہے لٹی دولت بنے جاہل ہوئی حاصل پریشانی
رہا کچھ بھی نہ جب باقی تو اب ہم منہ کو تکتے ہیں اڑا کر لے گئے جوہر ہمارے سارے نصرانی
نہ سوچا ہم نے کیا ہوگا نتیجہ اپنی غفلت کا چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
نکل کر علم کا دریا عرب سے پہنچا یورپ میں وہیں ہر علم کے پیاسے کو مل جاتا ہے اب پانی
کرو کوشش مسلمانو کہ اب بھی وقت ہے باقی خداوند دو عالم دور کر دے گا پریشانی
ابھر آئیں گے اب بھی سینکڑوں خاک مذلت میں چھپے ان کنکروں میں اب بھی ہیں لعل بدخشانی
کرو وہ کام دنیا میں رہے نام و نشاں باقی اگرچہ چند روزہ ہے یہ سارا عالم فانی
خدا چاہے تو پلٹے گی ضرور اس قوم کی کایا کہاں تک اس ردی حالت میں ہوگی مرثیہ خوانی
کہا ہے مختصر میں نے بہت کچھ دل میں تھا مضموں کہ باقی رات تھوڑی سی یہ قصہ ہے طولانی

## امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

علقمہ بن سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز خطبہ پڑھ کر چند مسلمانوں کے گروہ کی تعریف بیان فرمائی پھر فرمایا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے ہمسائیوں کو نہ سمجھاتے اور نہ تعلیم دیتے اور نہ اچھے کاموں کا حکم کرتے اور نہ برے کاموں سے روکتے ہیں اور ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے ہمسائیوں سے نہ سیکھتے' نہ دین کی باتوں کی سمجھ پیدا کرتے اور نہ ان کی پند سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔ خدا کی قسم۔ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے ہمسائیوں کو تعلیم کریں اور سمجھائیں اور انہیں پند و نصیحت کریں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ اور لوگوں کو چاہیے کہ اپنے ہمسائیوں سے سیکھیں اور سمجھیں اور پند و نصیحت حاصل کریں۔ یا بہت جلد عذاب آئے گا۔ جب منبر سے اترے تو لوگوں نے سوال کیا۔ آپ کا یہ خیال ہم میں سے

marfat.com

کن لوگوں کی طرف ہے۔ فرمایا۔ قبیلہ اشعرینین کی طرف۔ جب یہ خبر اشعرینین کو پہنچی تو انہوں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے لوگوں کو بھلائی سے یاد فرمایا اور ہمیں برائی سے' ہمارا کیا حال ہے۔ فرمایا۔ لوگوں کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں سے سیکھیں اور پند ونصیحت کی باتیں اور تفقہ حاصل کریں یا دنیا ہی میں ان پر بہت جلد عذاب آئے گا۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ کیا ہم اوروں کو سمجھائیں۔ تب بھی آپ نے یہی فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں ایک سال کی مہلت دیجئے۔ تو آپ نے سکھانے اور تعلیم کرنے اور نصیحت کرنے کی غرض سے ایک سال کی مہلت دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ بنی اسرائیل میں سے لوگ منکر ہیں' وہ عیسیٰ بن مریم اور داؤد علیہما السلام کی بددعا سے ملعون ہو چکے ہیں۔

## اہل وعیال کو تعلیم نہ دینے کا نتیجہ

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن جو چیز مرد کے آگے آئے گی اس کے اہل وعیال ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا کریں گے اور اس کے اہل وعیال کہیں گے کہ بار خدایا اس سے ہمارا حق لے کہ اس نے ہم کو احکام دین کی تعلیم نہیں کی اور ہم کو مال حرام کھلایا جس کو ہم نہیں جانتے تھے۔ ایک حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ اَجْهَلَ اَهْلَهٗ' یعنی قیامت کے دن آدمی کیلئے جہالت سے بڑھ کر کوئی گناہ نہ ہوگا یعنی اپنے اہل وعیال کو تعلیم علم دین نہ کرے گا اور وہ جاہل رہیں گے تو یہ ولی کے حق میں بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسا بندہ ہوگا جس کی نیکیاں پہاڑوں کے برابر ہوں گی۔ پھر اس سے اہل

marfat.com

وعیال کے حقوق اور کسب مال کی بابت سوال کیا جائے گا۔ پس اس مطالبہ میں اس کی سب نیکیاں جاتی رہیں گی۔ اس وقت فرشتے فریاد کریں گے کہ یہ وہ شخص ہے جس کی نیکیاں اہل وعیال لے گئے۔

اس موقعہ پر مجھے یہ بات بھی بیان کرنی ضروری ہے کہ لڑکوں کی تعلیم کی بابت اس کے باپ یا ولی ہی سے مواخذہ ہوگا مگر لڑکی کی تعلیم کی بابت چار شخص مواخذہ میں پڑیں گے یعنی باپ' بھائی' خاوند اور لڑکا۔ اور قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ سے خطاب ہوگا کہ تم لوگ تو اس سے بہت قریب تھے تم نے اس کو علم شریعت کیوں نہیں پڑھایا۔ پس ان الزاموں سے بچ کر مفاد دارین کا یہی عمدہ سبب ہے کہ اپنی اولاد کو علم دین پڑھائیں اور آج کل کے رواجی علوم کے حاصل کرنے سے پہلے ان کو گھر میں دینی تعلیم ضرور دیں۔ کم سے کم ترجمہ قرآن مجید اور چند فقہ واحادیث کی کتابیں ضرور پڑھا کہ مدرسہ وغیرہ میں داخل کریں۔ پھر انشاء اللہ وہ لڑکے بڑے دیندار اور پابند صوم وصلوٰۃ اور ماں باپ کے تابعدار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسی نیک سمجھ عطا فرمائے تا کہ وہ اپنے بچوں کو کوئی اور شغل شروع کرنے سے پہلے دینی تعلیم دلوانے کے عادی ہو جائیں۔

## مفروضہ علم

صاحبو! علم کا پڑھنا ہر ایک مسلمان پر فرض و واجب ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّے اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰے كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ (مشکوٰۃ کتاب العلم ومسند ابی حنیفۃ کتاب العلم) یعنی مسند ابوحنیفہ اور مشکوٰۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر

marfat.com

فرض ہے"۔

پس اس حدیث میں علم سے مراد علم حال ہے یعنی جو امر پیش آئے اس کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ مثلاً جب آدمی مسلمان ہوا تو اس پر صانع جل جلالہ کی معرفت اور نبوت رسول کا جاننا اور ان چیزوں کا علم جن کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا واجب ہوا۔ جب نماز کا وقت آیا تو احکام نماز کا علم سیکھنا واجب ہوا۔ جب رمضان شریف آیا تو احکام صوم کا علم ضروری ہے۔ جب مالک نصاب ہوا تو احکام زکوٰۃ کا جاننا لازم ہوا۔ جب نکاح کیا تو حیض و نفاس اور طلاق وغیرہ کے مسائل کا سیکھنا واجب ہوا۔ جب بیع و شرا کرنے لگے تو اس کے مسائل کی واقفیت واجب ہوئی۔ اسی طرح احوال قلب (توکل۔ رضا۔ صبر۔ شکر وغیرہ) کا علم ضروری ہے۔

غرض علم احال کا سیکھنا فرض عین ہے۔ اگر کوئی نہ سیکھے گا تو سخت گنہگار ہوگا مگر جو علم مایحتاج الیہ سے زاید دوسروں کے نفع کیلئے ہو اس کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ اگر شہر میں بعض لوگ اس فرض کو ادا کریں گے تو باقیوں کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا' اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو تمام گنہگار ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ آل عمران ع ۱۱ پ ۴ آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی اور تم میں رہنا چاہیے ایک ایسا گروہ جو بلاتے رہیں نیک کام کی جانب اور حکم کرتے رہیں اچھے کاموں کا اور منع کرتے رہیں برے کاموں سے اور یہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہمیشہ ان میں ایک گروہ ایسا رہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے اسی کا نام فرض کفایہ ہے۔

سورہ توبہ ع ۱۵ پ ۱۱ آیت نمبر ۱۲۲ میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَمَا كَانَ

marfat.com

الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ یعنی اور یہ ٹھیک نہیں کہ مسلمان سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔ پھر کیوں نہ نکلے ان کی ہر جماعت میں سے چند لوگ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ آئیں ان کی جانب شاید وہ بچتے رہیں۔ یعنی جہاد اور طلب علم دونوں فرض کفایہ ہیں اس لئے ہر جماعت میں سے چند آدمی جہاد کو نکلیں اور چند رسول کی خدمت میں علم سیکھیں تا کہ جب مجاہدین واپس آئیں تو یہ علمی مسائل ان کو بھی سکھلائیں۔ اس صورت میں جہاد اصغر یعنی کفار سے لڑنا اور جہاد اکبر یعنی ریاضت کرنا' علم سیکھنا' اپنی جانیں' دماغ' قلب' اللہ کے راستے میں خرچ کرنا دونوں باقی رہیں گے۔

پس دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ دعوت الی الحق اور تفقہ فرض کفایہ ہے۔

## اقسام علم مفروض

علم دین میں دو مرتبے ہیں۔ ایک فرض عین' دوسرا فرض کفایہ۔ اول فرض عین تو وہ ہے جس کی ضرورت واقع ہوئی ہو۔ مثلاً نماز سب پر فرض ہے اور اس کے احکام بھی جاننا سب پر فرض ہے۔ زکوٰۃ مالداروں پر فرض ہے' اس کے احکام جاننا بھی ان ہی پر فرض ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جو حالت ہوتی جائے اس کے احکام کا سیکھنا فرض ہوتا جائے گا۔ دوسرا فرض کفایہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر جگہ ایک دو آدمی ایسے ہونے چاہئیں جو اہل بستی کی دینی ضرورتوں کو رفع کر سکیں اور مخالفین اسلام کے شبہات واعتراضات کا جواب دے سکیں۔

## عوام کے لئے حصول علم دین کا سہل طریقہ

جو علم فرض عین ہے اس کیلئے عربی زبان کی تحصیل ضرور نہیں بلکہ فارسی یا

marfat.com

اُردو میں مسائل و عقائد کا سیکھ لینا کافی ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ کم از کم اپنے بچوں کو اتنا علم دین سکھلا دیا کریں کہ دو چار نسلوں کے بعد شاید دین سے ایسی اجنبیت ہو جائے کہ دین و اسلام کے انتساب سے بھی عار آنے لگے۔ خدا کیلئے اس طوفان بے تمیزی کے روکنے کی فکر کرو۔ اگر کسی وجہ سے اُردو فارسی پڑھنا بھی ممکن نہ ہو تو علماء کی صحبت میں اپنے عقائد و مسائل کی تصحیح کرے اور اولاد کو بھی تاکید کرے کہ روزمرہ یا تیسرے چوتھے روز دس پندرہ منٹ کیلئے خوش عقیدہ متقی محقق عالم کی صحبت سے فیض اٹھایا کریں۔ صحبت کے عجیب منافع و برکات ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا　　گو نشیند در حضورِ اولیاء

یک زمانے صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

## اختلاف علم مفروضہ

حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ تحصیل علم ہر ایک مسلمان پر فرض ہے مگر اس میں یہ اختلاف ہے کہ اس علم سے کون سا علم مراد ہے۔ اہل کلام کہتے ہیں کہ یہ علم کلام ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ فقہاء کے نزدیک علم فقہ (مسائل عبادت و معاملات) کا پڑھنا واجب ہے کہ اس سے حلال و حرام میں فرق معلوم ہوتا ہے۔ محدثین علم کتاب و سنت (تفسیر و حدیث) کو واجب کہتے ہیں کیونکہ یہ اصل علوم شرعی ہیں۔ حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کو دل کے احوال کا علم حاصل کرنا فرض ہے کہ بندہ کو خدا کی جانب راستہ دل کی بدولت ہے۔ غرض ہر فرقہ اپنے اپنے علم کی فضیلت و تعریف بیان کرتا ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ خاص ایک ہی علم فرض نہیں اور یہ سب علم بھی بالکلیہ واجب نہیں بلکہ اس مقام میں تفصیل ہے جس سے جھگڑا دور ہوتا ہے اور ہر گروہ کا قول بجائے خود موزوں و

marfat.com

مناسب نظر آتا ہے۔

تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی دوپہر سے پہلے مثلاً مسلمان ہو' اس وقت اس پر اسی قدر واجب ہوگا کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معنی سمجھے اور جس طور سے کہ اہل اسلام کا اعتقاد ہے خود بھی حاصل کرے۔ خدا کو واحد جاننے میں دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ بلا دلیل یقین کر لینا اور اس کلمہ کے معنی مان لینا ضرور ہے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے صفات' رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور اس کی تصدیق' بہشت دوزخ کا اعتقاد' حشر ونشر کا ہونا بھی مانے۔ اور یہ بھی جانے کہ اس کا خالق خدائے مطلق ہے جو بصفات کاملہ موصوف ہے اور اپنے بندوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتا ہے۔ اپنے رسول کی زبانی احکام نازل فرمائے' اگر بندہ طاعت الٰہی میں مصروف رہے گا تو دولت سعادت پائے گا۔ اگر گناہ کے راستہ پر چلے گا تو مال کار خرابی ہے۔ اس قدر علم عقائد ہے۔

اس کے بعد دو علم اور بھی حاصل کرے۔ ایک علم دل کے متعلق ہے' دوسرا اعمال کے ساتھ متعلق ہے۔ قسم دوم یعنی جس کو اعمال سے تعلق ہے' دو طرح ہے۔ ایک کرنے کے قابل' دوسرا نہ کرنے کے قابل۔ جو اعمال کرنے کے ہیں' وہ یہ ہیں مثلاً ظہر کے وقت مسائل وضو سیکھنا' نماز کا طریقہ' ظہر میں کتنی رکعتیں فرض ہیں۔ علٰے ہذا القیاس جو اور امور مسنون ہیں' ان کا علم بھی مسنون ہے۔ اسی طرح عصر' مغرب اور عشاء کے وقت۔ جب نمازیں واجب ہوئیں تو ان کے ادا کرنے کا طریقہ بھی معلوم کرنا چاہیے۔ پھر ماہ رمضان کے آتے ہی مسائل روزے کے سیکھے۔ اگر مالدار ہے تو اس کو سال گزرنے پر زکوۃ کے مسئلے معلوم کرنے چاہئیں۔ حج واجب ہو تو اس کے مسائل معلوم کرے۔ غرض جو کام پیش آئے اس کے متعلق فرض و واجب معلوم کرنا فرض ہے۔ مثلاً نکاح کیا تو معلوم کرے کہ عورت کے حقوق مرد

marfat.com

پر کیا ہیں' حالت حیض میں عورت سے صحبت حرام ہے۔ یہ تو متعلق بعبادات ہے۔

اب اگر وہ شخص سوداگر ہے تو اس کو سود بیاج کے مسئلے سیکھنا واجب ہوا بلکہ خرید و فروخت کے سب مسئلے بخوبی معلوم کرنے چاہئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازاریوں کو درے مارتے اور فرماتے تھے کہ خرید و فروخت کے مسئلے سیکھ آؤ' پھر بازار میں خرید و فروخت کرو۔ اگر حجام' بزار ہے تو اس کے متعلق جو کام کرنا واجب ہے اس کو حاصل کرے۔ اور جو اعمال کرنے کے نہیں یعنی حرام ہیں وہ یہ ہیں کہ اگر مالدار ذی مقدرت ہے' اس کو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ ریشمی کپڑا مرد کو حرام ہے۔ اگر شراب خواروں میں رہتا ہے تو شراب کی حرمت جاننا واجب ہے۔ کسی کا مال غصب کر لینا' کسی پر ظلم کرنا' نامحرم عورتوں میں نشست و برخاست رکھنا' بلاضرورت ان کے پاس آنا جانا' جو امور حرام ہیں ان سب کا سیکھنا' تاکہ حرام سے بچے۔ اسی طرح عورتوں کو جن باتوں کی ضرورت درپیش رہتی ہے جیسے حیض و نفاس' ان کے احکام انہیں کو سیکھنا واجب ہے مرد پر واجب نہیں۔ جو مردوں کے متعلق ہیں ان کا علم سیکھنا عورتوں پر واجب نہیں۔ یہ تمام مسائل جو تمثیلاً مذکور ہوئے علم فقہ کے ہیں۔

قسم اول متعلق بہ دل جس کو تصوف کہتے ہیں' یہ بھی دو جنس ہے۔ ایک تو وہ ہے جس کو خاص دل کے حالات سے تعلق ہے۔ دوسری متعلق باعتقادات۔ جنس اول یہ ہے۔ مثلاً جانے۔ حسد کرنا حرام ہے' کسی پر بدگمانی کرنا حرام ہے۔ اس قدر علم کلام و فقہ و تصوف فرض عین ہے' اس کا سیکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے' کسی فرد بشر کو اس سے گریز نہیں۔ اس سے زیادہ علم فقہ کے مسائل جیسے مسائل اجارہ' رہن وغیرہ سیکھنا ہر شخص کے ذمہ فرض عین نہیں۔

جنس دوسری متعلق باعتقاد یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کسی عقیدہ میں کچھ شک پیدا ہو تو اس کو واجب ہے کہ فوراً اس شک کو دل سے نکالے' علماء و فضلاء سے اپنی

marfat.com

تسلی کرلے ورنہ ایمان کا نقصان ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوگیا کہ علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور خاص ایک قسم علم ضرور نہیں بلکہ جملہ اقسام علوم سے بقدر ضرورت مسائل سیکھنا فرض ہے' اسی واسطے طلب علم فرض ہے۔

جب یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ اقسام جملہ علوم سے بقدر ضرورت ہر مسلمان کو سیکھنا فرض ہے' اب اگر کوئی اپنی لاعلمی و جہالت سے کسی امر حرام کا مرتکب ہوا یا کسی فرض کو ترک کیا مثلاً حالت حیض میں اپنی عورت سے صحبت کی یا دیدہ و دانستہ فرض نماز فوت کی اور کہا کہ میں تو یہ باتیں نہ جانتا تھا' اس صورت میں وہ شخص معذور نہ ہوگا' قیامت میں اس سے کہا جائے گا کہ تو نے اس قدر علم کیوں نہ سیکھا۔ البتہ کوئی خاص مسئلہ نادر الوقوع پیش آیا اور اس میں غلطی کی تو امید ہے کہ عذر قبول ہو۔

جب معلوم ہوگیا کہ علم بتفصیل مذکورہ بالا ہر شخص پر فرض ہے اور جاہل اور لاعلم ہر وقت محل خطر میں ہے تو جاننا چاہیے کہ انسان کے حق میں علم سیکھنے سے بڑھ کر زیادہ موجب فضیلت دینی و دنیوی امر دیگر نہیں ہے۔

## اقسام طالب علم

طالب علم چار طرح پر ہیں۔ اول صاحب دولت و مال۔ یہ شخص ضرور علم دین حاصل کرے' علم اس مال کا نگہبان ہوگا دنیا میں اس کی عزت علم کے سبب زیادہ ہوگی اور آخرت میں درجات جنت نصیب ہوں گے۔ دوسرا وہ شخص جس کے گذر اوقات کی کوئی آمدنی نہیں۔ دنیوی جاہ و عزت کچھ نہیں رکھتا مگر دولت قناعت سے مالا مال ہے۔ صبح سے شام تک جو میسر آیا کھا کر اپنا پیٹ بھرا نہ ملا تو فاقہ سے پڑا رہا' یہ شخص بھی علم پڑھے' اس شخص کو علم کی قدر آخرت میں معلوم ہوگی جبکہ درویش اہل اللہ مالداروں سے پانچ سو برس پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

marfat.com

تیسرا وہ طالب علم جس کی گزر اوقات کو مال حلال بیت المال یا اور مسلمانوں سے ملتا رہتا ہے۔ اہل ثروت اس کے متکفل ہیں' اس کی خدمت کیا کرتے ہیں اور اس قدر اس کو مل جاتا ہے کہ اس کا ضروری خرچ اس آمدنی سے نکلتا رہتا ہے۔ یہ بھی بخوبی علوم دینی حاصل کرسکتا ہے اور اس کے حق میں طلب علم دنیا و دین کے سب کاموں سے بہتر ہے۔

چوتھا وہ شخص ہے کہ خود اس کے پاس کھانے پینے کو نہیں' علم حاصل کرنے سے تحصیل دنیا مقصود ہے۔ یہ شخص بغیر اس کے کہ سلطانی خزانہ سے اس کا کوئی وظیفہ مقرر نہ ہو اور اس کی ضروریات کے پورا ہونے کا کافی انتظام نہ ہو' طالب علمی سے قاصر ہے۔ اس کے حق میں اولیٰ یہ ہے کہ ضروری علم کے سوا اور کچھ حاصل کرنے کی فکر نہ کرے بلکہ دوسرا پیشہ اختیار کرے جس کے ذریعے سے معاش دنیوی حاصل کرسکے اگر دنیا کی طلب میں علم حاصل کرتا ہے تو یہ شخص پورا شیطان ہے۔ خدانخواستہ بعد تحصیل علم کے یہی نیت رہی تو عامہ خلائق اس کی پیروی سے گمراہ ہوگی۔ اس کو کیا ضروری ہے کہ علم کو آلہ تحصیل دنیا بنائے' دنیا کمانے کے تو اور بھی طریقے ہیں۔ ایسے عقلمند ذی علم جس قدر دنیا میں کم ہوں اچھا ہی ہے۔

اگر کوئی شخص کہے کہ جب اس شخص کو علم آجائے گا تو وہ علم ہی اس کا رہبر ہو کر خدا کی جانب لے جائے گا۔ اس وقت جو نیت فاسد ہے' یہ بھی درست ہو جائے گی کیونکہ بعض کا مقولہ ہے کہ ہم نے علم خدا کے واسطے نہیں سیکھا مگر وہ خود ہم کو خدا کی طرف لے گیا۔ جواب یہ ہے کہ جس علم کی یہ تعریف ہے وہ علم قرآن و حدیث' علم اسرار آخرت وحقائق شریعت ہے' وہ بیشک راہ حق پر ان کو لے جائیگا۔ بزرگان دین کا حال جدا ہے' ان کے باطل پاکیزہ تھے' حرص دنیا ان کو چھو نہ گئی تھی' محبت دنیا سے دور' اس کے لذات سے نفور تھے۔ آج کل کے علماء اور طلباء جو کچھ پڑھتے

marfat.com

پڑھاتے ہیں وہ علوم اکثر علم کلام کے مخالف ہوتے ہیں' بجز قصہ وکہانی کے کوئی نفع کی بات ان سے حاصل نہیں ہوتی۔ علمائے زمانہ اپنے علم کو جاہلوں کے پھانسنے کا جال بناتے ہیں۔ ایسے کی صحبت اور ان کی شاگردی کسی طالب علم کو راہ حق پر نہیں لے جاتی۔ غور کرنے سے اس کی تصدیق ہو جائے گی کہ یہ علمائے زمانہ علمائے دین ہیں یا نہیں۔ عام اشخاص کو ان کی پیروی مفید ہے یا مضر۔ اتفاقاً کسی جگہ ایسے بزرگ عالم نظر آ سکیں گے جو لباس تقویٰ سے آراستہ ہیں' علمائے سلف کے طریقہ پر علمی تعلیم ان کا شیوہ ہے' عوام کو دنیا کے فریب اور اس کے مکر سے ڈراتے ہیں' رات اور دن اپنا عزیز وقت نیک کاموں میں صرف کرتے ہیں' ایسوں کی صحبت ہر شخص کو نفع رساں ہے۔ ان کی تعلیم کا ذکر ہی کیا صرف ان کی ملاقات ہی میں دونوں جہان کے فائدے ہیں اور جب کوئی بندۂ خدا خالصاً للہ علم دینی حاصل کرے اور وہ علم پڑھے جو اس کو مفید ہو۔ یہ اس کے حق میں سب ہنروں اور پیشوں سے بہتر ہے اس کو دنیا حقیر نظر آئے گی۔ آخرت کے کام اس کے نزدیک بڑے ہوں گے۔ دنیا داروں کی جہالت معلوم ہوگی کہ وہ آخرت چھوڑ کر فانی شے کے پیچھے پڑے ہیں۔ تکبر' حسد' خود بینی' خود پسندی' حرص' حب دنیا' حب جان و مال' ان کو خراب جانے گا' ان کا علاج ان کے دفعیہ کی ترکیب سے واقف ہوگا۔ الغرض علم بہ نیت دنیا اور بغرض تحصیل دنیا بالکل نقصان پہنچانے والا ہے اور آخرت کی نیت سے دونوں جہان میں مفید۔

## علم کے سکھلانے والوں کو ثواب بیشمار ملنا

جو شخص کسی کو علم دین سکھلائے تو اس کو عمل کرنے والوں کا ثواب بغیر ان کی کمی کے ملے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

marfat.com

عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهٗ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَا يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الْعَامِلِ شَيْئًا (رواہ ابن ماجۃ باب ثواب معلم الناس الخیرا) یعنی ابن ماجہ میں حضرت سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے لوگوں کو علم سکھایا تو اسے عمل کرنے والوں کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔

## ایک مسئلہ بتانے سے ساٹھ برس کی عبادت کا مستحق ہونا

جو شخص کسی کو نیک نیتی سے ایک مسئلہ بتلائے' اللہ تعالیٰ اس کو ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔ چنانچہ حصن الایمان میں ہے کہ حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دَرْسَ مَسْئَلَةٍ لِمَنْ تَنْفَعُ بِهِنَّ النَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً یعنی کسی کو ایک مسئلہ سکھلانا ساٹھ برس کی عبادت کے ثواب کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

## علم کو بیچنے کا عذاب

ہر ایک صاحب علم کو ضروری ہے کہ وہ دینی علم کو بلاطمع اور بغیر کسی قسم کے عوض کے سکھلائیں ورنہ وہ سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عُلَمَاءُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رَجُلَانِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَبَذَلَهٗ لِلنَّاسِ وَلَمْ يَاْخُذْ عَلَيْهِ طَمَعًا وَلَمْ يَشْتَرِ بِهٖ ثَمَنًا فَذٰلِكَ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ حِيْتَانُ الْبَحْرِ وَدَوَابُّ الْبَرِّ وَالطَّيْرُ فِيْ جَوِّ السَّمَاءِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِهٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمَعًا وَشَرٰى ثَمَنًا فَذٰلِكَ يُلْجَمُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ وَّيُنَادِيْ مُنَادٍ هٰذَا الَّذِيْ اٰتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَبَخِلَ بِهٖ عَنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَخَذَ عَلَيْهِ طَمَعًا وَاشْتَرٰى بِهٖ ثَمَنًا وَكَذٰلِكَ حَتّٰى

marfat.com

يَفْرُغَ الْحِسَابَ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

یعنی طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے علماء دو قسم کے ہوں گے۔ ایک تو وہ جسے خدائے تعالیٰ نے علم عنایت کیا اور وہ لوگوں کو بے طمع سکھاتا ہے اور اس کے دام نہیں لیتا۔ اس کیلئے دریا کی مچھلیاں' جنگل کے چارپائے جو آسمان کے اڑنے والے جانور مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور دوسرے وہ جسے خدا تعالیٰ نے علم عنایت کیا اور وہ خدائے تعالیٰ کے بندوں سے بخل کرتا ہے' طمع میں گرفتار اور اسے داموں میں فروخت کرتا ہے۔ اس کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی اور ایک پکارنے والا فرشتہ پکار کر کہے گا کہ یہ وہی شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم عنایت کیا تھا اور اس نے خدا کے بندوں سے بخل کیا اور اس کی طمع میں گرفتار رہ کر اس کو داموں سے فروخت کرتا رہا۔ حساب سے فارغ ہونے تک آگ کی لگام چڑھی رہے گی۔

## مسئلہ نہ بتانے کا عذاب

ہر شخص کو یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس صاحب علم یا صاحب باطن کو کوئی شرعی مسئلہ معلوم ہو اور ان سے کوئی شخص آکر پوچھے' اس کو لازم ہے کہ وہ بلا حیل وحجت بتلا دے ورنہ وہ مستوجب سزا ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ (رواہ احمد وابو داؤد والترمذی ورواہ ابن ماجہ) یعنی ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کو اس علم سے جو وہ جانتا ہے پوچھا جائے اور وہ اسے چھپائے اور نہ بتلائے تو وہ دوزخ کی آگ کی لگام سے

marfat.com

لگام دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل) یعنی ایک ایسا عالم ہے کہ دین کے مسئلے یاد ہیں اور ناواقف نے سوال کیا اور وہاں کوئی اور عالم نہیں ہے یا نہ بتانے کی کوئی اور معقول وجہ نہیں رکھتا' پھر اگر وہ سائل کو نہ بتادے تو البتہ وہ سزاوار عذاب ہوگا۔

## نا اہل کو علم سکھلانے کا حکم

نا اہل کو نہ سکھلانے سے کوئی عذاب نہیں ہوگا بلکہ سخت ممانعت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف ہے۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَیْرِ اَھْلِہٖ کَمُقَلِّدِ الْخَنَازِیْرِ الْجَوْھَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّھَبَ (رواہ ابن ماجۃ باب فضل العلماء) یعنی ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ نا اہل کو علم سکھلانے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کے گلے میں جواہر' موتیوں اور سونے کا ہار پہنانے والا۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل)

## علم کی خوبیاں

علم کی خوبی اور برکت کا کون اندازہ کون لگا سکتا ہے' یہ ایک بحر بے پایاں ہے۔ ہاں حدیث شریف میں اس کی کسی قدر تفصیل آئی ہے۔ وہ یہ ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ فَاِنَّ تَعَلُّمَہٗ لِلّٰہِ خَشْیَۃٌ وَطَلَبَہٗ عِبَادَۃٌ وَمُذَاکَرَتَہٗ تَسْبِیْحٌ وَالْبَحْثُ عَنْہُ جِھَادٌ وَتَعْلِیْمَہٗ لِمَنْ لَّا یَعْلَمُہٗ صَدَقَۃٌ وَبَذْلُہٗ لِاَھْلِہٖ قُرْبَۃٌ لِاَنَّہٗ مَعْلَمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَمَنَارُ سُبُلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَھُوَ الْاَنِیْسُ فِی الْوَحْشَۃِ

marfat.com

وَالصَّاحِبُ فِي الْغُرْبَةِ وَالْمُحَدِّثُ فِي الْخَلْوَةِ وَالدَّلِيْلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالسِّلَاحُ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَالزَّيْنُ عِنْدَ الْاَخِلَّاءِ يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ اَقْوَامًا فَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً قَائِمَةً تُقْتَصُّ اٰثَارُهُمْ وَيُقْتَدٰى بِفِعَالِهِمْ وَيُنْتَهٰى اِلٰى رَأْيِهِمْ تَرْغَبُ الْمَلٰئِكَةُ فِي خُلَّتِهِمْ وَبِاَجْنِحَتِهَا تَمْسَحُهُمْ وَيَسْتَغْفِرُلَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ وَحِيْتَانُ الْبَحْرِ وَهَوَامُّهُ وَسِبَاعُ الْبَرِّ وَاَنْعَامُهُ لِاَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقُلُوْبِ مِنَ الْجَهْلِ وَمَصَابِيْحُ الْاَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ يَبْلُغُ الْعَبْدُ بِالْعِلْمِ مَنَازِلَ الْاَخْيَارِ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَلتَّفَكُّرُ فِيْهِ يَعْدِلُ الصوام ومدارسته تعدل الْقِيَامَ بِهٖ تُوْصَلُ الْاَرْحَامُ وَبِهٖ يُعْرَفُ الْحَلَالُ مِنَ الْحَرَامِ وَهُوَ اِمَامُ الْعَمَلِ وَالْعَمَلُ تَابِعُهُ يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءَ وَيُحْرَمُهُ الْاَشْقِيَاءَ (رواہ عبدالبر النمری فی کتاب العلم، ترغیب وترھیب ج ۱ ص ۹۴، ۹۵)

یعنی ترغیب ترہیب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم حاصل کیا کرو کیوں کہ خدا کیلئے علم سیکھنا خشیت کا باعث ہے اور اس کی طلب عبادت ہے اور باہم یاد کرنا قائم مقام تسبیح ہے، اس میں بحث کرنی قائم مقام جہاد ہے۔ نہ جاننے والے کو سکھانا ایک قسم کا صدقہ ہے، اور اپنے اہل وعیال میں صرف کرنا قرب خداوندی کا باعث ہے۔ کیونکہ علم ہی حلال وحرام اور جنت والوں کے طریقوں کا نشان ہے اور علم ہی وحشت میں انیس و ہمدم اور مسافرت میں ساتھی اور تنہائی میں بات چیت کرنے والا ہے۔ خوشی و تکلیف میں غم خوار دشمن کے مقابلہ میں ہتھیار دوستوں میں زینت کا باعث ہے۔ اس کے سبب اللہ تعالیٰ لوگوں کا درجہ بلند کر کے انہیں نیکی کی طرف کھینچنے والا بنائے گا۔ لوگ علم والوں کے قدم بقدم چلیں گے، ان کے فعل کی تابعداری کریں گے اور انہیں کی طرف انتہا ہوگی۔ فرشتے ان کی دوستی کی رغبت کریں گے، اپنے پروں سے ان کے

marfat.com

بدنوں کو چھوئیں گے اور کل خشک وتر اور دریا کی مچھلیاں اور اس کے حشرات اور جنگل کے درندے، چارپائے ان کی بخشش کی دعا کریں گے کیونکہ علم دلوں کی زندگی ہے جہالت سے اور چراغ بینائی ہے تاریکی سے۔ بندہ علم ہی کے سبب اخیار کے مرتبے کو پہنچتا ہے اور دین و دنیا کے بلند درجے حاصل کرتا ہے۔ اس میں غور کرنا روزوں کے برابر ہے اور درس و تدریس کرنا رات کے قیام کے برابر' اسی کے سبب صلہ رحمی کا طور معلوم ہوتا ہے' اسی سے حلال وحرام کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہی عمل کا امام ہے اور عمل اس کا تابع۔ نیک ہی لوگوں کو اس کا الہام کیا جاتا ہے اور بدبخت اس سے محروم کیے جاتے ہیں۔ وَلَنِعۡمَ مَا قِیۡلَ

علم ہی ہے باعث عزو وقار — علم سے ہے انسان کا اعتبار
علم کی دولت ہے ایسی لازوال — کوئی لے چوری سے اس کو کیا مجال
یہ بڑھائے عشرت و آرام کو — لائے یہ قابو میں خاص و عام کو
عاقلوں کا یہ قول ہے اے عزیز — علم سے بہتر نہیں ہے کوئی چیز
علم ہی ہے ہر جگہ پر یار غار — کون ہے اس کے برابر غمگسار
ہے سفر میں دافع وحشت یہی — ہے حضر میں موجب راحت یہی
جو کہ علم وفضل سے ہیں بہرہ ور — فرض ہے تعظیم ان کی شان پر
کرتے ہیں جاہل سے نفرت ہوشیار — اس کا ہوتا ہے حیوانوں میں شمار

## حصول علم کی تاکید

دینی علم کے حاصل کرنے کیلئے شرع شریف میں سخت تاکید آئی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف صحیح میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُطۡلُبُوا الۡعِلۡمَ وَلَوۡ کَانَ بَیۡنَ اَیۡدِیۡکُمۡ نَارٌ تَحۡرِقُوۡنَ اَوۡ بَحۡرٌ تَغۡرِقُوۡنَ

یعنی علم کو طلب کرو اگرچہ تمہارے آگے آگ جلانے والی اور دریا غرق کرنے والا

marfat.com

ہو۔ خلاصہ مطلب حدیث شریف کا یہ ہے کہ اگر کسی کو معلوم ہو کہ فلاں مقام پر علم کا خوب چرچا ہے اور وہاں جانے سے علم حاصل ہوگا تو اگرچہ اس راہ میں آگ جلانے والی اور دریا غرق کرنے والا ہو تو ہرگز اس سے خوف نہ کریں اور جس طرح سے ہو سکے اس مقام پر پہنچ کر طلب علم میں مشغول ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں اس طرح مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اُطْلِبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ

یعنی تم علم کو گہوارے میں جھولنے کے وقت سے قبر میں پڑنے تک طلب کرو۔ یعنی پیدا ہونے کے وقت سے لے کر مرتے دم تک حصول علم میں مشغول رہنا چاہیے۔

## حصول علم کا فائدہ

علم ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اسے پورے طور پر حاصل کیا جائے یا نہ بھی کیا جا سکے تو بھی اس کے بڑے بڑے فائدے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ عِلْمًا فَاَدْرَكَهٗ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ كِفْلَيْنِ مِنَ الْاَجْرِ وَمَنْ طَلَبَ عِلْمًا فَلَمْ يُدْرِكْهُ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ كِفْلًا مِنَ الْاَجْرِ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

یعنی طبرانی نے کبیر میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے طالب علمی کی اور علم حاصل کر لیا' اللہ تعالیٰ اس کیلئے دو حصے ثواب کے لکھتا ہے اور جس نے طالب علمی کی اور علم حاصل نہ کر سکا' اس کیلئے اللہ تعالیٰ ایک حصہ ثواب کا لکھتا ہے۔ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۹۲' سنن دارمی ۱/ ۹۷)

## حصول علم میں ایک ساعت بیٹھنے کا ثواب

حصول علم کے بہت بڑے فائدے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص ایک ساعت

marfat.com

حصول علم میں مشغول ہو تو اس کو بہت زیادہ ثواب ملے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

تَعَلُّمُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ قَائِمٍ بِاللَّيْلِ وَصَائِمٍ بِالنَّهَارِ

یعنی علم کی طلب میں ایک ساعت مشغول ہونا سال بھر کی ایسی عبادت سے جو تمام رات نماز پڑھتا رہے اور تمام روز روزے رکھتا رہے بہتر و برتر ہے۔ ایک حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ لَاَنْ تَغْدُ وَفَتَعَلَّمَ اٰیَةً مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیَ مِائَةَ رَکْعَةٍ وَلَاَنْ تَغْدُ وَفَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ عَمِلَ بِهٖ اَوْلَمْ یَعْمَلْ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تُصَلِّیَ اَلْفَ رَکْعَةٍ (رواہ ابن ماجہ باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ)

یعنی ابن ماجہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ اگر تو صبح کو جائے اور کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھے، یہ تیرے لئے سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اگر تو صبح کو جائے اور علم کا کوئی باب سیکھے جس پر عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے یہ تیرے لئے ہزار رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ وَلَنِعْمَ مَا قِیْلَ

رفتنش روز قضا اندر بہشت آساں بود — شرع چوں سبز است قرآں قطرۂ باراں بود
عزت از قرآں بود تا زندہ باشی اے پسر — چوں بمیری مونست در گور ہم قرآں بود
بود یا بد روز و شب با خواندن قرآن قرین — تا قرینش مصطفٰی با جملہ یاراں بود

## حصول علم کے باعث مغفرت گناہاں

علم ایک ایسی نعمت عظمٰی ہے کہ جس کے طلب کیلئے گھر سے باہر نکلنے کے ساتھ ہی تمام گناہ مغفور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

marfat.com

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا انْتَعَلَ عَبْدٌ قَطُّ وَلَا تَخَفَّفَ وَلَالَبِسَ ثَوْبًا عَنْ طَلَبِ عِلْمٍ اِلَّا غَفَرَاللّٰہُ لَہٗ ذُنُوْبَہٗ حَیْثُ یَخْطُوْا عُتْبَۃَ دَارِہٖ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

یعنی طبرانی نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان نے علم کی طلب میں ابھی جوتہ اور موزہ اور لباس بھی نہیں پہنا مگر گھر کی چوکھٹ سے قدم نکالتے نکالتے خدائے تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے۔ (کنزالعمال ج۱۰ص۱۶۳)

## راہ بہشت کی آسانی کا طریقہ

حصول علم کیلئے کہیں جانے سے بہشت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے اور پل صراط وغیرہ سے بلا دقت گذر جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنَّہٗ مَنْ سَلَکَ مَسْلَکًا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَھَّلْتُ لَہٗ طَرِیْقَ الْجَنَّۃِ وَمَنْ سَلَبْتُ کَرِیْمَتَیْہِ اَثَبْتُہٗ عَلَیْھِمَا الْجَنَّۃَ وَفَضْلٌ فِیْ عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِیْ عِبَادَۃٍ وَمِلَاکُ الدِّیْنِ الْوَرْعُ (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ جو شخص طلب علم کیلئے ایک راہ پر چلا (میں اس کے بدلہ میں) اس پر بہشت کی راہ آسان کردوں گا اور جس کی میں نے دونوں آنکھیں لے لیں، ان کے بدلے اس کو بہشت دوں گا اور علم کی افزونی عبادت کی افزونی سے بہتر ہے اور دین کی اصل تو پرہیز گاری ہے۔

یہ بہشت کی بشارت طالب علم اور دیندار عالموں کے حق میں ہے۔ علم دین تفسیر، فقہ، حدیث ہے اور جو علم کہ تفسیر میں کام آئے جیسے علم صرف ونحو، فصاحت و

marfat.com

بلاغت وہ بھی علم میں شامل ہے بشرطیکہ نیت خالص ہے۔

## فرشتوں کا طالب علم کیلئے اپنے پروں کا بچھانا

فرشتے بھی طالب علم کیلئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں جبکہ وہ علم دین کے حصول کیلئے نیک نیتی سے جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ وَاَنَّ الْمَلَآئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًی بِمَا یَصْنَعُ وَاَنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی الْحِیْتَانُ فِی الْمَآءِ
(رواہ ابوداؤد ابن ماجہ باب فضل العلماء)

یعنی ابوداؤد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو علم کی طلب میں رستہ چلا' اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی کیلئے اپنے پر بچھاتے اور زمین و آسمان کے رہنے والے حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں عالم کیلئے بخشش کی دعا کرتی ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل)

## جہاد کا ثواب

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ (رواہ الترمذی والدارمی ومشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل)

یعنی صحیح ترمذی اور دارمی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص علم کی طلب میں نکلے' پس وہ خدا کی راہ میں ہے یہاں تک کہ واپس آئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وطن سے علم دین کی طلب میں نکلنا جہاد

marfat.com

کرنے کا ثواب رکھتا ہے۔

## طالب علم اور انبیاء کا رتبہ

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَہُ الْمَوْتُ وَھُوَ یَطْلُبُ الْعِلْمَ لِیُحْیِیَ بِہِ الْاِسْلَامَ فَبَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّبِیِّیْنَ دَرَجَۃٌ وَّاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ (رواہ الدارمی والطبرانی عن ابن عباس) یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو موت آئے اور طالب علم ہو تاکہ اس سے اسلام کو زندہ کرے پس اس کے درمیان اور نبیوں کے درمیان بہشت میں ایک ہی درجہ ہوگا۔ (روایت کیا اس کو دارمی رضی اللہ عنہ نے اور طبرانی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے) (احیاء علوم الدین مترجم ج ا ص ۵۳، کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۶۰)

## ستر صدیقوں کا ثواب

جو شخص نیک نیتی سے علم دین سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے اسے ستر صدیقوں کا ثواب ملے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ لِیُعَلِّمَ النَّاسَ اُعْطِیَ ثَوَابَ سَبْعِیْنَ صِدِّیْقًا (رواہ ابو منصور الدیلمی فی مسند الفردوس)

یعنی ابو منصور دیلمی مسند الفردوس میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس غرض سے علم سیکھے کہ اور لوگوں کو سکھائے اسے خدائے تعالیٰ ستر صدیقوں کا ثواب عنایت کرے گا۔ (احیاء علوم الدین مترجم ج ا ص ۵۶، الترغیب والترہیب ج ا ص ۹۸ باب فضل العلم)

marfat.com

## جزام۔ فالج اور نابینائی کا مجرب علاج

علم کے سکھلانے میں سے ایک علم یہ بھی ہے کہ وہ عملیات جو بزرگان دین کو صحیح صحیح سینہ بہ سینہ یا احادیث صحیحہ میں مرقوم ہیں سکھائے' تاکہ وہ امراض جسمانی وروحانی سے محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ قَبِیْصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ قَبِیْصَةُ مَا جَآءَ بِكَ قُلْتُ كَبُرَتْ سِنِّیْ وَرَقَّ عَظْمِیْ فَاَتَیْتُكَ لِتُعَلِّمَنِیْ مَا یَنْفَعُنِی اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٖ فَقَالَ یَا قَبِیْصَةُ اِذَا صَلَّیْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ ثَلَاثًا سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ تَعَافٰی مِنَ الْعَمٰی وَالْجُزَامِ وَالْفَلَجِ یَا قَبِیْصَةُ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ وَاَقْضِ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ (رواہ احمد) یعنی ترغیب وترہیب میں حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اے قبیصہ رضی اللہ عنہ کس غرض سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ بوڑھا ہو گیا ہوں۔ ہڈیاں سست پڑ گئیں۔ اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کوئی ایسی چیز تعلیم کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے فائدہ دے تو آپ نے فرمایا اے قبیصہ (رضی اللہ عنہ) جب تو کسی پتھر اور درخت اور ڈھیلے کے پاس سے گزرے گا تو وہ تیرے حق میں دعائے مغفرت کرے گا۔ اے قبیصہ (رضی اللہ عنہ) صبح کی نماز پڑھ کر تین مرتبہ کہہ لیا کر سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اندھے پن' جذام اور مرض فلج سے امان میں رہے گا۔ اے قبیصہ کہہ لیا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ وَاَقْضِ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَیَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ یعنی اے اللہ میں وہ چیز مانگتا ہوں جو تیرے پاس ہے اور بہاوے مجھ پر اپنا فضل اور پھیلا دے مجھ پر اپنی رحمت اور نازل کر مجھ پر اپنی برکتیں۔ (روایت کیا ہے اس کو احمد نے)

marfat.com

## علم کے سیکھنے اور سکھلانے کی مثال

علم کے سیکھنے اور سکھلانے میں بہت بڑے فائدے ہیں۔ احادیث صحیحہ میں اس کو کئی طرح میں سمجھایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں اس کے فوائد اس طرح ارشاد فرمائے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِی اللّٰہُ بِہٖ مِنَ الْھُدٰی وَالْعِلْمِ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَکَانَتْ مِنْھَا طَائِفَۃٌ طَیِّبَۃٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ وَاَنْبَتَتِ الْکَلَاءَ وَالْعُشْبَ الْکَثِیْرَ وَکَانَتْ مِنْھَا اَجَارِبُ اَمْسَکَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰہُ بِھَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْھَا وَسَقُوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ طَائِفَۃً اُخْرٰی مِنْھَا اِنَّمَا ھِیَ قِیْعَانٌ لَّا تُمْسِکُ مَآءً وَلَاتُنْبِتُ کَلَاءً فَذٰلِکَ مَثَلُ مَنْ فَقِہَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَنَفَعَہٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِکَ رَاْسًا وَلَمْ یَقْبَلْ ھُدَی اللّٰہِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِہٖ (رواہ البخاری والمسلم)

یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ہدایت اور علم لانے کے مثل بارش کی سی ہے کہ ایسی زمین پر ہوئی کہ کچھ حصہ تو اس کا عمدہ ہے' اس نے پانی کو قبول کرلیا اور کثرت سے گھاس اگائی اور کچھ حصہ اس کا بغیر گھانس کے ہے کہ اس نے پانی کو روک لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور اس میں سے خود پیا اور پلایا اور کھیتی کی۔ اور کچھ حصہ اس کا چٹیل میدان میں ہے کہ نہ پانی روک سکتا ہے اور نہ گھاس اگاتا ہے۔ بس یہی مثل اس کی ہے کہ جس نے دین میں فقاہت حاصل کی اور جو میں لے کر آیا ہوں اس سے فائدہ اٹھایا۔ خود علم سیکھا اوروں کو سکھایا۔ اور اس کی مثل جس نے اس طرف نہ تو توجہ کی اور نہ اس ہدایت کو جو میں خدا کی طرف سے لایا ہوں قبول کی۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ' پہلی فصل' بخاری شریف کتاب العلم باب فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ)

marfat.com

## موت کے وقت بھی حصول علم کا حکم

بعض احادیث میں حصول علم کی اس قدر تاکید آئی ہے کہ جب انسان موت کے کنارے پر ہو تو اس وقت بھی اس کو علم کے حاصل کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص سے بات چیت کر رہے تھے کہ اتنے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اس کی عمر سے سوائے ایک ساعت کے اور کچھ باقی نہیں اور وہ وقت عصر کا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس حال سے اس شخص کو خبر دی۔ وہ مضطر ہوا اور کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ دُلَّنِیْ عَلٰی اَوْفَقَ عَمَلٍ لِّیْ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ یعنی مجھ کو ایسا عمل بتاؤ جو اس ساعت کے موافق ہو۔ آپ نے فرمایا کہ علم میں مشغول ہو۔ پس وہ شخص بموجب فرمان رسول ﷺ تحصیل علم میں مشغول ہوا اور جان بحق ہوا۔ راوی حدیث کہتا ہے کہ اگر اس وقت کوئی شئے علم سے افضل اور بڑھ کر ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ایسے نازک اور تنگ وقت میں اس کا حکم فرماتے۔ سبحان اللہ علم کی یہ فضیلت اور اس زمانے میں اس قدر جہالت کہ اگر کوئی لڑکا قرآن مجید اور حدیث شریف پڑھتا ہے تو والدین اور قرابت دار اور آشنا سب کے سب اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اور علم دین سے مانع ہو کر فقط رواجی علم کے تحصیل پر جبر کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں علماء کرام کی حقارت اور ان کا افلاس بیان کرتے ہیں۔ اور ہر امور میں دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں حتیٰ کہ بعض مردود اور دشمن اسلام نماز سے بھی مانع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے دینوں اور گمراہوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

## علم کی برکات

غرض علم دین خاص خدا کے واسطے سیکھنا خشیت اور خوف الٰہی ہے، علم کی

marfat.com

تلاش و جستجو کرنی عبادت ہے، علم کو یاد کرنا تسبیح ہے، علم کی بحث کرنا جہاد ہے۔ ناواقف جاہل کو علم سیکھنا صدقہ ہے۔ علم وحشت میں انیس، غربت میں دوست، تنہائی میں باتیں کر کے دل بہلانے والی خوشی کی حالت میں ایک دلیل، تنگی کے وقت میں مددگار، دشمنوں پر ہتھیار دوستوں کے نزدیک زینت ہے۔ علم آنکھوں کیلئے مشعل کش اور روشن چراغ ہے۔ علم ہی کی برکت سے آدمی دارین میں بلند مرتبہ پاتا ہے۔ علم کا درس دینا قیام لیل کی مثل ہے۔ علم ہی کے سبب صلہ رحمی کی جاتی ہے۔ اسی کے باعث حلال وحرام پہچانا جاتا ہے۔ علم امام اور عمل اس کا مقتدی ہے۔ کیا ہی اچھا کسی نے علم کی وصف میں یہ نظم لکھی ہے۔

## توصیف علم

دولت علم سے بڑھ کر کوئی دولت کیا ہے
گنج قاروں ہے کیا اس کی حقیت کیا ہے
علم بے نقص ہے اور مال کو ہے نقص و زوال
علم پر مال کو ترجیح کی نسبت کیا ہے
صرف ایک علم سے حاصل ہے ہر ایک عزو شرف
ورنہ انسان کو حیوان پہ فضیلت کیا ہے
ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی
صاحب علم ہی جانے کہ وہ لذت کیا ہے
علم پر دین کا دنیا کا ہے سب دار و مدار
گر نہ ہو علم تو جینے کی حلاوت کیا ہے
صاحب علم اگر قابل اعزاز نہ ہوں

marfat.com

نام کس چیز کا عزت یہ عزت کیا ہے
مجھ سے کیوں کر ہو بھلا علم کی پوری تعریف
حوصلہ کیا ہے میرا میری لیاقت کیا ہے
قطرہ ہو بحر کا مداح یہ ممکن ہی نہیں
وصف خورشید ہو ذرہ سے یہ طاقت کیا ہے
دین کا علم ہر ایک علم سے ہے افضل تر
اس ضرورت سے فزوں اور ضرورت کیا ہے
دین ہے صورت جاں جسم کی مانند ہم تم
جسم بے جان کی بھلا دہر میں وقعت کیا ہے
دین کا علم پڑھو سستی و غفلت نہ کرو
مجھ سے مت پوچھو نہ پڑھنے میں قباحت کیا ہے
حشر میں تم کو ہو معلوم قباحت اس کی
کہ سزا اس کی ہے کیا اور مصیبت کیا ہے
رنگ بدلہ ہے زمانے نے عجب ان روزوں
نہیں معلوم کہ اللہ کی حکمت کیا ہے
دہریت ملحدیت پھیل رہے ہر سو
کہتے ہیں دین ہے کیا اور شریعت کیا ہے
ترک بعضوں نے کیا دین نبی کے احکام
دعوئ پھر دین کا افسوس یہ حالت کیا ہے
کوئی کہتا ہے کہ نہیں خوف کی ساری باتیں
حشر کیا چیز ہے اور دوزخ و جنت کیا ہے

marfat.com

نہیں محسوس کریں جس کو حواس خمسہ
اس پہ ایمان رکھیں ہم ہمیں حاجت کیا ہے
تابع عقل ہے شرع عقل نہیں تابع شرع
عقل جب ہم کو ہے پھر مذہب و ملت کیا ہے
غرض ایسے ہی بہت سے ہیں عقائد ان کے
غور سے دیکھئے ان لوگوں کی جرأت کیا ہے
دینداری نہ ہو جس قوم میں وہ قوم نہیں
قوم کا جوش عبث قومی محبت کیا ہے

## علماء کا کسب دنیا کے نہ کرنے کا باعث

یہ بات تجربے سے ثابت ہوتی ہے کہ کسی شے میں پورا کمال بدوں کمال اشتغال کے حاصل نہیں ہوتا اور کمال اشتغال بدوں قطع تعلقات وحصول یک سوئی کے میسر نہیں ہوتا۔ سو علم دینیہ میں تبحر اور اس کی پورے طور سے خدمت کرنی دوسرے اشغال کے ساتھ عادۃً محال ہے۔ پس بیوقوفوں کا یہ اعتراض کہ یہ لوگ اور کسی کام کے نہیں ہیں کس قدر کم فہمی اور بے عقلی کی دلیل ہے۔

غرض جن دیندار علماء نے بالکل دنیا کے سر پر لات ماری اور اللہ جل شانہ کی اطاعت اور سامان آخرت مہیا کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں ان پر نکتہ چینی کرنا اور ان کو رہبان بتانا بھی شیوۂ دیندار نہیں ہے۔ کیا نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کس طرح دنیا چھوڑے پڑے تھے اور صرف آخرت کی بہتری میں ساعی تھے۔ اگر یہ امر برا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ضرور ہی اس سے روکتے۔

marfat.com

## علم کی تحصیل

جو فضائل تعلم و تعلیم کے احادیث شریف میں وارد ہیں وہ سب علوم دینیہ کے ساتھ خاص ہیں جو یا علوم ان علوم کے خادم ہیں اور جو فنون علوم دینیہ میں کچھ دخل نہیں رکھتے یا دخل رکھتے ہوں مگر کبھی ان کو خدمت علم دین کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ تمام عمر ان ہی خرابات میں پھنسے رہے' اس کو ان فضائل سے کچھ تعلق نہیں۔

## طالب علم کی امداد کرنے کا ثواب

طالب علم کی مالی' بدنی' جانی امداد کرنا بہت بڑا ثواب کا کام ہے۔ چنانچہ کفایۃ الشعبی میں ہے۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّہٗ' قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ طَالِبَ الْعِلْمِ اَعْطَاهُ اللّٰہُ كِتَابَہٗ' بِيَمِيْنِہٖ' وَمَنْ اَحَبَّ طَالِبُ الْعِلْمِ فَقَدْ اَحَبَّ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَمَنْ اَحَبَّ الْاَنْبِيَاءَ دَخَلَ الْجَنَّةَ مَعَهُمْ وَاَيْضًا قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ صَافَحَہٗ' فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ' عَلَى النَّارِ وَمَنْ اَعَانَہٗ' عَلٰى شَيْئٍ كُتِبَ لَہٗ' بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔ یعنی حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طالب علم کی مدد کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا' اور جس شخص نے محبت کی طالب علم سے اس نے محبت رکھی تمام انبیاء علیہم السلام سے' اور جس نے محبت رکھی انبیاء علیہم السلام سے وہ داخل ہوگا بہشت میں ان کے ساتھ اور جس نے مصافحہ کیا طالب علم سے حرام کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کا جسم نار جہنم پر اور جو شخص مدد کرے گا طالب علم کی چیز سے اس کے واسطے نجات ہے نار جہنم سے۔

## طالب العلم کی اعانت کرنے کے باعث ایک ظالم کا بخشا جانا

منقول ہے کہ شہر ترمذ میں اخطی نام ایک امیر تھا کہ اس کا ظلم شہرہ آفاق

marfat.com

تھا۔ ہمیشہ مخلوق کو اذیت و آزار دیا کرتا تھا۔ قضارا وہ اسی حالت میں مر گیا۔ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ باغ بہشت میں سیر کر رہا ہے۔ آپ نہایت متعجب ہوئے کہ ایسے شخص کو بہشت میں جانا گویا ابلیس کو بہشت کا نصیب ہونا ہے۔ پوچھا کہ اے اخطی تجھ کو باوجود اس ظلم و ستم کے کیوں کر رہائی ہوئی اور یہ مقام عالی تجھ کو کیوں کر ملا۔ کہنے لگا کہ عالی جاہ۔ کیا بیان کروں۔ مرنے کے وقت میں نہایت مضطر اور نا امید تھا کہ میرے پاس فسق و فجور اور ظلم و ستم کے سوا کوئی نیک عمل نہیں ہے‘ دیکھئے کیا گذرتی ہے۔ جب گور میں دفن ہوا تو اس عذاب کا حال کچھ نہ پوچھو کہ کیسا تھا۔ بعد ایک ساعت کے ایک آواز آئی کہ اس کو اس عذاب سے نجات دو۔ میں نے بدرگاہ رب العالمین عرض کی کہ خداوندا میرا تو کوئی عمل ایسا نہ تھا کہ مغفرت کا باعث ہوتا۔ حکم ہوا کہ ایک رات بازار کی طرف مکتب پر گذرا۔ وہاں ایک طالب علم اپنا سبق بھول گیا تھا اور چراغ میں تیل نہ تھا۔ اس سبب سے نہایت مغموم بیٹھا تھا۔ تیری مشعل کی روشنی سے اس نے کتاب دیکھ کر اپنا سبق یاد کرلیا تھا اور اس کا دل خوش ہوا اور اس نے تمہارے لئے روشنی ایمان اور مغفرت کے دعا کی‘ فوراً وہ دعا مقبول ہوئی اور یہ امر تیری مغفرت کا باعث ہوا۔ پس غور کرنا چاہیے کہ علماء و فضلاء اور طلبا کے خدمت اور صحبت کا کیسا بڑا فائدہ اور بہتر نتیجہ ہوگا۔ (نزہتہ المجالس)

## علماء کی محنت و سعی و ترقی علم دین کی تحصیل میں

زمانہ سابق میں طالب علم نہایت جانفشانی سے تحصیل علم کرتے تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ جس طرح آج کوئی طالب علم مدرسہ میں آتا ہے تو کہتا ہے کہ پہلے میرا وظیفہ مقرر ہو‘ تب پڑھوں گا۔ اس وقت اس بات کی کوئی پروا نہ کرتے تھے بلکہ جس طرح ہو سکے تحصیل علم کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ الحدیث حجاج بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امام

marfat.com

شبابہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تحصیل علم کیلئے جانے لگے تو ان کی حالت یہ تھی کہ مادر مہربان نے ان کو سو کلچے پکاوئے تھے اور سالن تو ہونہار فرزند نے خود تجویز کرلیا تھا۔ اس قدر کہ آج تک صدہا برس گذرنے کے بعد بھی ویسا ہی تر وتازہ موجود ہے۔ وہ کیا چیز تھی۔ دجلہ کا خداداد پانی۔ حجاج رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک روٹی دجلہ کے پانی میں بھگو کر کھالیا کرتے اور استاد سے سبق پڑھا کرتے۔ جس روز وہ روٹیاں ختم ہوگئیں ان کو استاد کا فیض بخش دروازہ چھوڑنا پڑا۔

شیخ الاسلام بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ اس سے بھی زیادہ موثر حکایت بیان فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہ میں ایک شخص کو جانتا ہوں جس پر ایام طالب علمی میں ایسا سخت زمانہ گذرا تھا کہ ناداری کی وجہ سے چقندر کے پتے کھا کر بسر کرتا تھا۔

پتے کھانا تعجب کی بات نہیں ہے۔ بھوک تو وہ بلا ہے کہ لخت جگر بچوں کے کباب بھی مادر پدر مہربان کو کھلا کر چھوڑتی ہے۔ قابل تحسین و ہزار آفرین یہ بات ہے کہ جس افلاس نے ان کو چقندر کے پتے کھانے پر مجبور کیا تھا' اس میں اتنی قوت نہ تھی کہ علمی شوق پر غالب آتا اور اس دلیر طالب علم کی ہمت کو توڑ دیتا۔ یادش بخیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایام طالب علمی کے ایک سفر میں تہی دستی نے ایسا ستایا کہ تین دن برابر انہوں نے جنگل کی بوٹیاں کھائیں۔

## زمانۂ سلف میں طلباء کے گذارے کی حالت

آج کل تو حصول علم کیلئے کوئی دقت اور تکلیف اور مانع نہیں ہے مگر زمانہ سلف میں بڑی بھاری دقت تھی۔ چنانچہ صحیح روایت میں مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعشق اور دین محمدی کے فریفتگی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے وطن و برادری سے چھڑا دیا تھا اور وہ مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں آپ کی خدمت میں حاضر رہتے اور علم دین کے سیکھنے کیلئے آ گئے تھے۔ ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مہاجرین کے

marfat.com

لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور جو مدینہ منورہ والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے وہ انصار یعنی ان کے مددگار کہلاتے تھے۔ بعض مہاجرین تو اپنے معاش کیلئے تجارت و حرفت وغیرہ کام کرتے تھے لیکن بعض صحابہ رضی اللہ عنہم محض طالب علم تھے جو علم دین کے حاصل کرنے کیلئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مقیم رہتے تھے۔ ان کا کام صرف علم دین سیکھنا تھا اور محض طالب علمانہ گذران کرتے تھے۔ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اکثر ان کی خبر گیری کرتے تھے۔ صدقہ و خیرات کا مال ان کے کام آتا تھا۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ فقر و فاقہ کی نوبت بھی آتی تھی مگر اللہ رے ہمت اور واہ رے دیانت کہ کسی سے سوال کرنے کو بالکل معیوب سمجھتے تھے اور خالی بطن رہنا سوال سے پیٹ بھرنے سے بہتر جانتے تھے۔ یہاں پر بھی یہ جتلانا ضرور ہے کہ جن لوگوں نے بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے' ایسوں کے نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بھیک مانگنے والے ایسی حالت میں آئیں گے کہ ان کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔ یعنی ان کے چہرے سے نہایت ذلت نمایاں ہوگی۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتی الامکان سوال سے بچتے تھے[1]۔

## طلباء کے مدد کرنے کا ثواب از مکتوبات مجددی

حضرات۔ حاملان شریعت یہی طلباء ہی ہیں۔ تبلیغ شرائع جن کیلئے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے' انہی کے ذریعے ہوا کرتی ہے۔ پس ان پر خرچ کرنے والے کتنے بڑے ثواب کے مستحق ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول مکتوت ۴۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مرحمت نامہ گرامی کہ فقرا را آں نواختہ بودند بمطالعۂ آن مشرف گشت۔ در کتاب مولانا محمد قلیج موفق رحمۃ اللہ علیہ مرقوم فرمودہ بودند۔ جزوے خرچے برائے طالب

[1] اس مضمون کو کسی اگلے حصے میں بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ (مصنف)

marfat.com

علماں وصوفیاں فرستادہ شد۔ ذکر تقدیم طالب علماں برصوفیاں درنظر ہمت بسیار زیبا آمد۔ بحکم اَلظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ امید ہست کہ در باطن شریف نیز ایں جماعت کرام تقدیم پیدا کردہ باشند کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ ودر تقدیم طالب علماں ترویج شریعت است۔ حاملان شریعت ایشانند وملت مصطفویہ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ بایشاں برپا است۔ فرائے قیامت از شریعت خواہند پرسید۔ از تصوف نخواہند پرسید۔ دخول جنت وتجنب از نار وابستہ باتیان شریعت است۔ اَنْبِیَاءَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتَسْلِیْمَاتِ عَلَیْهِمْ کہ بہترین کائنات اند بشرائع دعوت کردہ اند ومدار نجات برآں ماندہ ومقصود از بعثت ایں اکابر تبلیغ شرائع است۔ پس بزرگ ترین خیرات سعی در ترویج شریعت است۔ واحیائے حکمے از احکام آں علی الخصوص درز مانیکہ شعائر اسلام منہدم شدہ باشند کرورہا درراہ خدائے عزوجل وعلا خرچ کردن برابر آں نیست کہ مسئلہ از مسائل شرعیہ را رواج دادن۔ چہ دریں فعل اقتدا بانبیاء است کہ بزرگ ترین مخلوقات اند عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ ومشارکت است باآں اکابر۔ ومقرر است کہ کامل ترین حسنات بایشاں مسلم فرمودہ اند۔ وخرچ کردن کرورہا غیر ازیں اکابر را نیز میسر است۔ وایضاً دراتیان شریعت مخالفت تمام است بانفس کہ شریعت برخلاف نفس وارد شدہ است۔ ودر انفاق اموال گاہ است کہ نفس موافقت کند۔ بلے انفاق اموال را کہ برائے تائید شریعت باشد وترویج ملت درجہ علیاست۔ وانفاق جیتلے بایں نیت خرچ کردن برابر خرچ لکھاست۔ درغیر ایں نیت اینجا کسے سوال نکند کہ طالب العلم گرفتار از صوفی وارستہ چوں مقدم باشد جواب گویم کہ او ہنوز حقیقت سخن را در نیافتہ است۔ طالب علم باوجود گرفتاری سبب نجات خلائق است۔ چہ تبلیغ احکام شرعی از و میسر است۔ اگر خود باآں منتفع نشود۔ وصوفی باوجود وارستگی نفس خود در اخلاص ساختہ است بخلائق

marfat.com

کارے ندارد۔ آرے صوفی را کہ بعد از فنا و بقاو سیر عن اللہ وباللہ بعالم گردانیدہ باشند و بدعوت خلق فرد آوردہ از مقام نبوت نصیبے دارد داخل مبلغان شریعت است حکم علمائے شریف وارد۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ یعنی عنایت نامہ گرامی کہ جس سے آپ نے اس فقیر کو سرفراز فرمایا تھا اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا۔ مولانا محمد قلیج موفق کے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ کچھ خرچ طالب علموں اور صوفیوں کیلئے بھیجا گیا۔ صوفیوں سے پہلے طالب علموں کا ذکر کرنا نظر ہمت میں بہت عمدہ معلوم ہوا۔ اس قول کے بموجب کہ ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے۔ امید ہے کہ آپ کے باطن شریف میں بھی اس بزرگ جماعت (طلبہ) نے تقدیم پیدا کر لی ہوگی۔ کوزہ سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہے اور طالب علموں کے مقدم رکھنے میں شریعت کو رواج دینا ہے۔ شریعت کے حامل یہی ہیں اور ملت مصطفویہ ﷺ انہی سے قائم ہے۔ کل قیامت کو شریعت کی بابت سوال کریں گے اور تصوف کے بابت سوال نہ کریں گے۔ بہشت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کی پیروی پر موقوف ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے جو موجودات میں سے سب سے بزرگ ہیں' شریعت کے دعوت کی ہے۔ اور نجات کا دار و مدار اسی پر رہا ہے۔ ان بزرگواروں کی رسالت سے مقصود شریعتوں کی تبلیغ ہے پس سب سے بڑی نیکی شریعت کے رواج دینے اور اس کے احکام میں سے کسی حکم کے زندہ کرنے میں کوشش کرنا ہے۔ خصوصاً ایسے زمانے میں جب کہ شعائر اسلام منہدم ہو گئے ہوں۔ خدائے عزوجل وعلا کی راہ میں کروڑوں خرچ کرنا اس کے برابر نہیں کہ مسائل شرعیہ میں سے کسی مسئلے کو رواج دیا جائے. کیوں کہ اس فعل میں انبیاء علیہم السلام کی پیروی ہے جو مخلوقات میں سے سب سے بزرگ ہیں۔ اور ان بزرگواروں کے ساتھ مشارکت ہے اور ثابت ہے کہ سب سے کامل نیکی انہیں عطا کی گئی ہے۔ اور

marfat.com

کروڑوں کا خرچ کرنا تو ان بزرگواروں کے سوا اوروں کو بھی حاصل ہے۔ علاوہ ازیں شریعت کی پیروی میں نفس کے ساتھ پوری پوری مخالفت ہے۔ شریعت نفس کے برخلاف وارد ہوئی ہے۔ اور مالوں کے خرچ کرنے میں کبھی نفس موافقت بھی کرتا ہے۔ ہاں مالوں کا خرچ کرنا جو شریعت کی تائید اور ملت کے رواج دینے کیلئے ہو بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس نیت سے ایک جیتل (ایک پیسے کا پچیسواں حصہ) خرچ کرنا کسی اور نیت سے لاکھوں خرچ کرنے کے برابر ہے۔ یہاں کوئی یہ سوال نہ کرے کہ گرفتار طالب آزاد صوفی سے کیوں کر مقدم ہوگا۔ میں یہ جواب دیتا ہوں کہ ابھی سائل اس بات کی حقیقت کو نہیں پہنچا ہے۔ طالب علم باوجود گرفتاری کے لوگوں کی نجات کا سبب ہے کیوں کہ احکام شرعی کی تبلیغ اس سے ہو سکتی ہے اگرچہ وہ خود اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔ اور صوفی نے باوجود آزادی کے اپنے نفس کو بچایا ہوا ہے وہ لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ جس شخص پر بہت لوگوں کی نجات موقوف ہو ثابت ہے کہ وہ اس شخص سے بہتر ہے جو اپنی ہی نجات میں پھنسا ہوا ہو۔ ہاں وہ صوفی جس کو فنا بقا اور سیر عن اللہ و باللہ سے عالم کی طرف لے آئے ہوں اور خلقت کی دعوت کیلئے اس مقام سے نیچے لائے ہوں' وہ مرتبہ نبوت سے ایک حصہ رکھتا ہے اور شریعت کے تبلیغ کرنے والوں میں داخل ہے۔ اور علمائے شریف کا حکم رکھتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

## طریقت اور شریعت کا تعلق

یہ ایک بڑی بھاری غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ طریقت کو شریعت سے علیحدہ سمجھتے ہیں اور نیز یہ کہ طریقت کیلئے شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ تمام صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں طریقت کا دارومدار ہی شریعت پر رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات صدی صفحہ نمبر ۵۵ جلد دوم میں تحریر

marfat.com

فرماتے ہیں۔علم مجاہدات وریاضیات راچوں طہارت است مر نماز را۔ وہیچ معاملتے وریاضتے بے علم نبود چنانکہ ہیچ نمازے بے طہارت نبود۔ واز ینجا است کہ گفت۔

علم نر آمد و عمل مادہ　　دین ودنیا بدوشد آمادہ

کارِ بے علم باردبر ندہد　　تخم بے مغز ہم ثمر ندہد

واگر کسے ہمہ عمر بے علم مجاہدہ وریاضیت کند ہر گونہ کہ ہست گو باش چناں بود کہ مردے سالہا بے وضو نماز کند یا بے ایمان قرآن بخواند یعنی علم ریاضتوں اور مجاہدوں کیلئے ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ نماز کیلئے وضو کوئی معاملہ اور ریاضت علم کے بغیر نہیں ہوتا جس طرح کوئی نماز بے وضو نہیں ہوتی۔ چنانچہ کسی بزرگ نے ان شعروں میں کہا ہے کہ علم نر سے ہے اور عمل مادہ۔ دین اور دنیا کے کام دونوں کے ملنے سے ہوتے ہیں۔ علم کے بغیر کوئی کام پھول پھل نہیں دیتا۔ اور جس تخم میں مغز نہ وہ بھی نہیں اگتا۔ اور اگر کوئی تمام عمر علم کے بغیر مجاہدہ اور ریاضت کرے، خواہ کسی قسم کی ریاضت ہو ضائع ہو۔ اس کے ایسی مثال ہوگی جیسے کوئی آدمی برسوں بے وضو نماز پڑھے یا بے ایمان قرآن مجید کی تلاوت کرے۔

مکتوب نمبر ۲۳ میں مرقوم ہے کہ خداوند تعالیٰ راہیچ ولی جاہل نبودہ است و نباشد۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلِيًّا جَاهِلًا گفتہ مشائخ است یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی جاہل نہیں ہوا ہے نہ ہوگا۔ یہی مشائخ رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے۔

مکتوب نمبر ۲۷ میں مرقوم ہے کہ اگر مردے خدائے راسبحانہ وتعالیٰ عبادت ملائکہ ہفت آسمان وزمین بکند بے علم از جملہ زیان کاراں بود۔ یعنی اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے فرشتوں جیسی کرے، علم کے بغیر وہ شخص گھاٹے اور ٹوٹے والوں میں سے ہوگا۔

مکتوب نمبر ۱۰۷ میں مرقوم ہے۔ اے برادر کامل کسے را گویند کہ اورا چہار

marfat.com

چیز بود۔ شریعت تمام و طریقت تمام و حقیقت تمام و معرفت تمام۔ ہر کرا ایں چہار چیز بود او مقتدا بود پیر بود شیخ بود ایں چنیں کسے پیری را شاید و ہر چہ جز اینست ہمہ ضلالت و جہالت است چنانچہ امروز شدہ است والسلام۔ یعنی اے بھائی کامل اسے کہتے ہیں جس میں چار چیزیں ہوں۔ کامل شریعت۔ کامل طریقت۔ کامل حقیقت۔ کامل معرفت۔ جس میں یہ چاروں باتیں ہونگی وہی مقتدا ہوگا' وہی پیر ہوگا' وہی شیخ ہوگا' وہی کامل ہوگا۔ اور ایسا ہی شخص پیری کے لائق ہے اور جو اس کے سوا ہے سب گمراہی اور جہالت ہے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے والسلام۔

مکتوب نمبر ۵۹ جلد ثانی میں ہے کہ در ہمہ احوال اقتدا بشریعت دارند و اخلاق خویش را بر محک سنت امتحان کنند و ہر کہ در شریعت محقق نباشد او را از طریقت ہیچ فائدہ نبود۔ یعنی ہر حال میں شریعت کی پیروی رکھیں اور اپنے اخلاق کو سنت کی کسوٹی پر پرکھیں اور جو کوئی شریعت میں محقق نہ ہوگا اسے طریقت سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شیخ کو علم شریعت میں بہت بڑا عالم صاحب تحقیقات ہونا چاہیے۔ معمول عربی فارسی کی عبارت پڑھ لینا' نظم و نثر شعر و سخن کہنا کافی نہیں ہے۔

دیکھئے تمام اولیاء اللہ مثلاً حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ' علی ہجویری گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ' مولوی مست علی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ' خوجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ' مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ' مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جامع علوم وفنون ظاہر و باطن گذرے ہیں۔ یہ سب بزرگ اپنی اپنی تالیفات میں جہال مشائخ کی نہایت مذمت فرماتے ہیں اور درویشی اور فقر کیلئے علم ظاہر اور اتباع شریعت کی قید لگاتے ہیں۔

marfat.com

مکتوبات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یعنی علماء وطلباء حاملانِ شریعت ہیں' دین اسلام انہیں کے طفیل قائم ہے۔ کل قیامت کے دن شریعت ہی کا سوال ہوگا' تصوف نہ پوچھا جائے گا۔ جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے نجات پانا شریعت پر عمل کرنے سے ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو تمام جہاں کے سردار ہیں انہوں نے شریعت کی دعوت کی ہے اور نجات کا دار و مدار اسی پر رکھا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے کی غرض تبلیغ شریعت ہی ہے۔ پس سب نیکیوں سے بڑھ کر نیکی یہ ہے کہ شریعت کو رواج دے اور جو مال شریعت کے تائید میں خرچ ہو اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس راہ تصوف میں وہ شخص چاہیے جو کلام اللہ شریف کو دائیں ہاتھ میں اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں ہاتھ پر رکھے اور دونوں شمعوں کی روشنائی میں سلوک کرے تاکہ شک وشبہ کے گڑھے اور بدعت کے اندھیرے میں نہ گرے۔

غرض تمام صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں اور مکتوبات اور ملفوظات میں صاف صاف پایا جاتا ہے کہ طریقت اور تصوف کیلئے علم شریعت شرط ہے۔

## شریعت' طریقت' حقیقت' معرفت میں فرق

سوال: یہ معلوم ہے کہ شریعت احکام ظاہری کو کہتے ہیں اور شارع کی جانب سے اسی کے بارے میں حکم ہے تو طریقت' حقیقت اور معرفت کا ذکر جو کتب تصوف میں ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا چیز ہے؟

جواب: لفظ شریعت کے دو معنی ہیں۔ عام اور خاص۔ معنی اول سے مراد یہ ہے کہ شریعت وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امور دین میں ثابت ہوا ہے۔ یعنی اعتقاد۔ عمل۔ خلق۔ حال۔ نیت۔ رخصت۔ غربت۔ امر ونہی۔ ان امور میں رسول

marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ثابت ہوا ہے وہی شریعت ہے۔

معنی دوم سے مراد وہ احکام ہیں جو عمل جوارح کے متعلق ہوں اور وہ یہ ہے۔ عبادت مالی و بدنی۔ معاملات مالی و بدنی۔ اور ان امور کا بیان کتب فقہ میں ہوتا ہے اور اسی کو مقابل طریقت اور اس کے ہم جنسوں کا کہتے ہیں۔

جن امور کا تعلق اخلاق و نیت اور آداب عبادت سے بطریق عزیمت کے ہو وہ طریقت ہے۔

جن امور کو تعلق اخلاص اور عین الیقین اور تحصیل مشاہدہ اور استغراق سے ہو وہ حقیقت ہے۔

جن امور کو تعلق مکاشفہ اسرار اعتقادات سے ہو یعنی کیفیت توحید و معیت و قرب و اسرار محبت و ولا و مراتب ولائت و مراتب اولیا اور مثل اس کے اور جو امور ہیں ان سے جن امور کو تعلق ہو اسے معرفت کہتے ہیں۔

یہ سب شریعت کے معنی اول میں داخل ہیں۔ البتہ ہر فن کے کاملین نے اس فن کے مسائل غیر منصوص کا استنباط کیا ہے اور اسے مسائل منصوص کے ساتھ جمع کیا ہے اور شرح وبسط کے ساتھ اسے مدوّن کیا ہے اور اسے علم جداگانہ قرار دیا ہے اور اس علم کا یہ نام یعنی طریقت وغیرہ رکھا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی)

## ناجائز غرض سے حصول علم کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے سوا اور کسی غرض سے علم سیکھنا باعث عذاب اخروی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ وَيَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ (رواہ ترمذی، ابواب العلم کا باب ماجاء فی من

marfat.com

بطلب بعلمه الدنیا) یعنی صحیح ترمذی میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس نیت سے علم سیکھے کہ علماء پر فخر اور نادانوں سے جھگڑا کرے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں جھونکے گا۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم دوسری فصل)

## نورعلم کے ضائع ہونے کا باعث

بعض ایسے امراض باطن ہیں کہ جن کے باعث عالموں کے دلوں سے نور اور برکت نکل جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنْ سُفْیَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لِکَعْبٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمْعُ (رواہ الدارمی) یعنی دارمی میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اہل علم کون ہے۔ یعنی کس کو مولوی اور عالم کہیے۔ جواب دیا کہ ان کو عالم کہیے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کونسی چیز ہے جو عالموں کے دل سے علم کی برکت اور نور کو نکالتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ طمع۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم تیسری فصل) یعنی جس عالم نے دنیا کی دولت اور آرام اور جاہ و حشمت پر نگاہ کی اور اس کی تلاش میں لگا۔ اس نے اپنا بھرم کھو دیا اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوا۔

## علماء کو اُمرا کی صحبت سے نقصان

جو علماء امیروں اور دولتمندوں کے پاس شب و روز بیٹھے رہتے ہیں وہ دین میں بڑے سست ہو کر گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

marfat.com

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِیْ یَتَفَقَّهُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُوْنَ نَاْتِی الْاُمَرَآءَ فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِیْنِنَا وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ کَمَا لَا یُجْتَنٰی مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْکُ کَذٰلِکَ لَا یُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَاحِ کَاَنَّہٗ یَعْنِی الْخَطَایَا (رواہ ابن ماجہ باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ) یعنی ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تحقیق کتنے لوگ میری امت میں سے دین میں فقیہ ہوں گے اور قرآن مجید پڑھیں گے۔ کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس اس غرض کیلئے جاتے ہیں کہ ہم ان کی دنیا سے کچھ لیں گے اور ان سے اپنے دین کو الگ رکھیں گے۔ اور دونوں کا جمع ہونا کہ دین میں بھی لائق ہو اور امیروں سے بھی صحبت رکھے' ایسا نہیں ہوسکتا۔ جیسا کانٹے دار درخت سے سوائے کانٹے کے کچھ نہیں پیدا ہوتا اسی طرح امیروں کی نزدیکی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر نقصان اور زیان (مشکوٰۃ کتاب العلم تیسری فصل) اور محمد بن صباح رحمۃ اللہ علیہ نے جو بخاری' مسلم' ابوداؤد اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں فرماتے کہ امرا کے قرب سے سوائے گناہ اور زیان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور وہ حیطۂ بیان سے باہر ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دیندار علماء کو امراء کی صحبت سے سوائے نقصان دین اور گناہ کے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ لہٰذا علماء کو ان کے صحبت سے بچنا چاہیے۔

یہ تو مسلمان امرا کا حال ہے۔ افسوس ہے ان علماء پر جو اس زمانہ میں عالم کہلا کر کفاروں سے صحبت اور میل کی آرزو رکھتے ہیں اور ان کی تعریف واوصاف میں رطب اللسان ہیں اور ان کی صحبت کو باعث فخر سمجھتے ہیں اور بے جا اور ناجائز خوشامد کر کے اپنے ایمان کو ضائع کرتے ہیں' یہ محض دنیاوی عزت اور جاہ وحشمت کیلئے ایسا کیا جاتا ہے۔

marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ پ ۲۲ سورہ فاطر آیت نمبر ۲۸ میں فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی اسی طرح بس اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں عالم ہی ڈرتے ہیں۔ پس جو لوگ حقیقت میں عالم ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور عظمت کی شان اور اس کی رضا مندی کے احکام اور فرمان سے ڈرتے ہیں۔ نفس اور شیطان کی پیروی سے اپنے تئیں الگ رکھتے ہیں۔ دنیا کی دوستی اور اس کی ناپائدار خوبیوں پر نہیں بھولتے۔ اللہ کے دشمنوں کی تابعداری اور خوشامد میں لگے نہیں رہتے۔ ان کی رضا مندی اور محبت کا دم شب و روز نہیں بھرتے۔ ان کے بھلے سے اپنا بھلا نہیں جانتے۔ ان کی برائی سے اپنی برائی نہیں سمجھتے۔ برخلاف ان علماؤں کے جو اپنا شیوہ ہدایت کا چھوڑ کر شیطان کے خلیفہ بنتے ہیں بلکہ مسلمان دینداروں کی جس میں حقارت ہو اس کی پیروی میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے عالموں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے پ ۲۸ سورہ جمعہ آیت نمبر ۵ میں فرمایا ہے۔ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا یعنی ان لوگوں کی مثال جن پر توریت لادی گئی۔ پھر انہوں نے اس کو نہ اٹھایا ایسی ہے جیسے گدھا کہ پٹھ پر کتابیں لادرہا ہے۔ سوائے بوجھ اٹھانے کے ان سے کچھ کام نہیں ہوتا اور بجز فساد اور گمراہی کے اور نیکوں کو بدراہ کرنے کے انہیں کوئی شیوہ نہیں سوجھتا۔ اور کتابوں کے پڑھنے سے ہرگز فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ اپنے فن میں اور پکے ہوتے ہیں۔ دین کی دولت دنیا کی زینت حاصل کرنے میں کھوتے ہیں۔

## ایسے طاعات کے بیاں میں جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسرے طاعات کا سلسلہ قائم ہو جائے

ایک ان میں علم دین حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جائے یا صحبت علماء سے بلکہ تحصیل کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے۔ اور ہماری

marfat.com

مراد علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں' اتباع سنت کے عاشق ہوں' توسط پسند ہوں' افراط و تفریط سے بچتے ہوں' خلق اللہ پر شفیق ہوں' تعصب و عناد ان میں نہ ہو۔ گو اس وقت بھی بفضلہٖ تعالیٰ اس قسم کے علماء جابجا پائے جاتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ رہیں گے جیسا کہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے۔ لَایَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ مَنْصُوْرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَایَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ ایسے علماء کی صحبت و خدمت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ جانے۔ اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے۔ اس کے برکات خود دیکھ لے گا۔

ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے حتیٰ الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بامر مجبوری جس طرح ہاتھ آئے غنیمت جانے۔ اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق وارتباط قائم رہے گا اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی تحقیق نماز بے حیائی اور برے کاموں سے بچائے رکھتی ہے۔

ایک ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو سوچ کر بولنا ہے۔ ہزاروں آفتوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے۔

ایک ان میں سے محاسبہ و مراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش ہوں۔ میرے سب اقوال و فعال و احوال پر ان کی نظر ہے' یہ مراقبہ ہوا۔ اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سوتے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کرے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو جاتا ہوں۔

marfat.com

ایک ان میں سے توبہ واستغفار ہے جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو توقف نہ کرے' کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے۔ فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آئے تو روئے' ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے۔

یہ پانچ چیزیں ہوئیں۔ علم وصحبت علماء۔ نماز پنجگانہ۔ قلت کلام وقلت مخالطت۔ محاسبہ مراقبہ۔ توبہ واستغفار۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کچھ مشکل بھی نہیں تمام طاعات کا دروازہ کھل جائے گا۔

## ایسے معاصی کے بیان میں کہ ان کے بچنے سے بفضلہٖ تعالیٰ قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے

ایک ان میں غیبت ہے۔ اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیوی واخروی پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ آج کل اس میں بہت لوگ مبتلا ہیں۔ اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلاضرورت شدید نہ کسی کا تذکرہ کرے' نہ سنے' نہ اچھا نہ برا۔ اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے۔ ذکر کرے تو اپنا ہی کرے۔ اپنا دھندا کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے۔

ایک ان میں ظلم ہے' خواہ مالی و جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا' قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی۔

ایک ان میں اپنے کو بڑا سمجھنا' اوروں کو حقیر سمجھنا۔ ظلم وغیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ حقد وحسد و غضب وغیرہ ذلک۔

ایک ان میں غصہ ہے۔ اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ انسان غصہ کے فرو ہونے کے بعد پچھتاتا ہے کیوں کہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہو جاتی

marfat.com

ہے۔ سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا۔ جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی۔ جو کام نا کردنی تھا وہ ہاتھ سے ہوگیا۔ بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہوسکتا۔ کبھی کبھی عمر بھر کیلئے صدمہ میں گرفتاری ہوجاتی ہے۔

ایک ان میں غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا۔ خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کیلئے ہم کلام ہونا' یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا' یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا۔ میں سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔

ایک ان میں طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اس سے تمام ظلمات و کدورات نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیوں کہ غذا اسی سے بن کر تمام اعضاء و عروق میں پھیلتی ہے۔ پس جیسی غذا ہوئی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے۔

یہ چھ معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں' ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہوجائے گا بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہوجائیں گے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا

## آداب شاگرد و استاد

شاگرد کے آداب یہ ہیں کہ استاد کا نام لے کر نہ پکارے' اور جب استاد کو دیکھے تو اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہوجائے اور حاضر و غائب اس کو اپنا استاد جانتا رہے۔ اس کے پاس باادب اور دوزانو بیٹھے۔ اس کے سامنے بات کم کرے اور مسئلہ بے ضرورت نہ پوچھے۔ جب تک استاد سے اجازت نہ لے کچھ نہ کہے اور نہ پوچھے۔ اور جو کچھ وہ جواب دے اس پر اعتراض نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ

marfat.com

آپ کا یہ مشورہ اچھا اور بہتر نہیں ہے۔ استاد کے سامنے خانہ داری کے راز و نیاز بیان نہ کرے۔ اپنی آنکھ استاد کی طرف رکھے' ادھر ادھر نہ دیکھے۔ اگر استاد کے چہرے پر کچھ ملال پائے تو ملال کی وجہ دریافت کر کے اس کا شریک حال ہو اور اس کے رفع ملال کے واسطے حتیٰ الامکان کوشش کرے۔ جب استاد اٹھے تو اس کی نعلین اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کے قدموں کے سامنے رکھ دے۔ راستے میں استاد سے سوال نہ کرے۔ اگر باپ و استاد دونوں ساتھ ہی کسی کام کو فرمائیں تو پہلے استاد کے حکم کو بجالائے کہ بہترین پدر استاد ہے بموجب اس حدیث کے اَفْضَلُ الْاٰبَاءِ اَبُوالْعِلْمِ یعنی بہترین و افضل ترین باپوں میں علم کا باپ یعنی استاد ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْاٰبَاءُ ثَلٰثَةٌ اَبٌ وَلَدَكَ وَاَبٌ زَوَّجَكَ وَاَبٌ عَلَّمَكَ وَخَيْرُ الْاٰبَاءِ مَنْ عَلَّمَكَ یعنی آدمی کے باپ تین ہیں۔ ایک وہ جس کے نطفہ سے پیدا ہوا ایک خسر اور ایک استاد۔ اور بہتر سب باپوں میں استاد ہے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے معلموں کے حق میں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعَلِّمِيْنَ وَاَطِلْ اَعْمَارَهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ كَسْبِهِمْ یعنی اے رب میرے مغفرت کر معلموں کو اور دراز کر ان کی عمریں اور برکت دے ان کے کسب میں۔

اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اَللّٰهُمَّ اَغْنِيِ الْعُلَمَاءَ وَاغْفِرْ لِلْمُتَعَلِّمِيْنَ یعنی اے رب غنی کر علماء کو اور مغفرت کر معلموں کی۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اَكْرِمُوا الْاُسْتَاذَ وَاِنْ كَانَ فَاسِقًا یعنی استاد کی تعظیم کرو اگرچہ فاسق ہو۔ اور استاد کو کسی حالت میں حقیر نہ جانو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنْ حَقَرَ الْاُسْتَاذَ نَسِيَ مَاقَرَاَهٗ یعنی جو شخص استاد کی حقارت کرے گا' پس بھول جائے گا جو کچھ پڑھا ہوگا۔

چاہیے کہ جب استاد کے دروازے پر حاضر ہو تو آواز نہ دے اور اس کے

marfat.com

برآمد ہونے کا منتظر رہے کہ یہ طریق آداب اور لحاظ کا ہے اور جس کام کے واسطے استاد حکم کرے اس کو بجان و دل بجالائے۔ استاد کے کام کرنے میں اپنی حقارت نہ سمجھے۔ غرض کہ استاد کو ہر حال میں بزرگ اور برتر جانے جیسا کہ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَبْنَاءُ الْکِرَامِ اِذَا تَعَلَّمُوْا تَوَاضَعُوْا وَاَبْنَاءُ اللِّئَامِ اِذَا تَعَلَّمُوْا تَکَبَّرُوْا یعنی بزرگ زادے اور حلال زادے جو علم سیکھیں تو تواضع اور فروتنی کریں ساتھ ہر شخص کے خصوصاً اپنے استاد سے۔ اور کمینے اور حرام زادے جو علم سیکھتے ہیں تو تکبر کرتے ہیں اور استاد کی خدمت کما حقہ' نہیں بجالاتے ہیں۔

دیکھئے خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ مَنْ عَلَّمَ اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَھُوَ مَوْلَاہُ یعنی اگر کسی شخص نے کسی سے قرآن مجید کی ایک آیت سیکھی، وہ اس کا صاحب اور حاکم ہوا۔

یا الٰہ العالمین اپنے پاک حبیب کے تصدق تمام مسلمانوں کو صلاحیت دے کہ وہ اپنے استادوں کے آداب اور حقوق کو بجالایا کریں۔ آمین ثم آمین

# علم کی آٹھ کارآمد باتیں

احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اولیاء اللہ سے ہیں ان کے استاد حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ تو کتنی مدت سے میرے پاس رہتا ہے۔ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تینتیس برس سے۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تو نے اس مدت میں کتنا علم سیکھا۔ حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا آٹھ مسئلے سیکھے ہیں۔ میں نے حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میری عمر تیرے ساتھ صرف ہوگئی اور تو نے آٹھ مسئلے سیکھے ہیں۔ حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ اے استاد جھوٹ بولنا تو مجھے پسند نہیں،

marfat.com

سچی بات تو یہی ہے کہ میں نے آٹھ مسئلوں کے سوا اور مسئلہ نہیں سیکھا۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان آٹھ مسئلوں کو بیان کرتا کہ میں سنوں۔ حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے جو اس مخلوق کی طرف نگاہ کی تو میں نے دیکھا کہ ہر ایک محبوب یعنی پیاری چیز کو دوست رکھتا ہے۔ مثلاً کوئی مکان کو دوست رکھتا ہے' کوئی عورت کو' کوئی لباس کو' کوئی باغ کو' کوئی بچوں کو' کوئی کسی چیز کو' لیکن وہ محبوب اس کا تادم زیست ہی ہے۔ بعد مرنے کے قبر میں کچھ ساتھ نہیں جاتا۔ جب قبر میں جاتا ہے تو وہ محبوب اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ پس میں نے خیال کیا کہ اس فانی کو کیا محبوب رکھوں۔ لہٰذا نیکیوں کو میں نے اپنا محبوب کیا کہ جب قبر میں داخل ہوں گا تو میرا محبوب بھی میرے ساتھ جائے گا۔ پھر حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تو نے خوب سیکھا یعنی واقعی یہی نیکیاں نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' للہ دینا' علم پڑھانا' وغیرہ ذٰلک یہی چیزیں ساتھ جائیں گی اور جورو بچے مال و منال تادم زیست ہی محبوب ہیں' مرنے پر کون کسی کے کام آتا ہے۔ پھر حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دوسرا کیا ہے۔ حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نظر کی۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (پ ۳۰ سورہ نازعات آیت نمبر ۴۰'۴۱) یعنی اور جو کوئی ڈرا اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے رہنے سے اور باز رکھا نفس کو خواہش نفسانی سے تو بلاشبہ اس کا ٹھکانا جنت ہے۔ پس میں نے اپنے دل میں کہا کہ حق تعالیٰ کا قول حق ہے' اس میں کچھ شبہ نہیں۔ لہٰذا میں نے اپنے نفس پر دفع کرنے خواہش نفسانی میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ میں اطاعت الٰہی پر خوب مضبوط و مستعد ہوا۔ سبحان اللہ کیا اچھی سمجھ حاصل ہوئی کہ خواہش نفسانی کو دفع کروں گا تو اس کے عوض میں جنت پاؤں گا اور واقع میں بات

marfat.com

یہی ہے کہ جو کوئی خاوند حقیقی کے سامنے کھڑے رہنے سے ڈرے گا اور خواہش نفسانی کو دفع کرے گا' خواہ مخواہ اچھی باتوں کے کرنے پر مستعد ہوگا اور بری باتوں سے بچے گا اور جنت کا مستحق ہوگا۔ حیف ہے کہ ایسی دولت بے زوال کو ہاتھ سے دے اور اسی کے حاصل کرنے کی فکر نہ کرے۔ پھر حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے جو مخلوق کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ جس شخص کے پاس کوئی چیز قیمتی اور ذی قدر ہوتی ہے اس کو بہت عزیز رکھتا ہے اور اسی کی محافظت کرتا ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں نظر کی۔ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ (پ ۱۴ سورہ نحل آیت نمبر ۹۶) یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے فانی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے باقی ہے۔ پس جب کچھ قیمتی اور ذی قدر چیز میرے ہاتھ لگے اس کو میں نے للہ صرف کیا تا کہ میرے لئے اس کے پاس باقی رہے۔ حاصل یہ ہے کہ لوگ جو کسی چیز کو عزیز رکھتے ہیں اور اس کی محافظت کرتے ہیں' یہ محض بے جا ہے کہ فانی کو عزیز رکھنا چاہیے کہ جو کچھ ہو اسی کے نام پر دیجئے تا کہ اس کے خزانہ غیب میں رہے اور بعد مرنے کے ابدالآباد اس کے کام آئے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر چہ داری صرف کن در راہ او — لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

یعنی تو بھلا اور بہتری نہ پائے گا جب تک محبوب شے کو خدا کی راہ میں صرف نہ کرے گا۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے جو اس خلق کی طرف دیکھا تو دیکھا کہ ہر ایک حسب نسب اور مال کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پس میں نے خیال کیا کہ یہ سب ہیچ ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف نظر کی کہ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

marfat.com

عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (پ ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر ۱۳) یعنی البتہ تم میں اللہ کے نزدیک اور بزرگ اور عزیز تم میں بہت پرہیزگار ہے۔ پس میں نے تقویٰ کے حاصل کرنے میں کوشش کی تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ وعزیز ہوں۔ حاصل یہ کہ مال وجاہ وغیرہ کی کچھ حقیقت نہیں، اس سے اللہ کے نزدیک عزیز وذی قدر نہیں ہوتا بلکہ جتنا تقویٰ زیادہ ہوگا اتنا ہی اللہ کا پیارا ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مَنْ بَطَّاَءَ بِہٖ عَمَلَہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبُہٗ، یعنی جس کے عمل نے تاخیر کی اس کا نسب کچھ کام نہیں آتا۔

پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے خلق کو دیکھا کہ بعض بعضوں پر لعن طعن کرتے ہیں اور اصل اس سب کی حسد ہے، پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف نظر کی نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (سورۂ زخرف آیت ۳۲) یعنی ہم نے تقسیم کی ہے درمیان ان کے معیشت ان کی زندگانی دنیا میں۔ پس چھوڑ دیا میں نے حسد اور دوست رکھتا ہوں خلق کو اور جانتا ہوں کہ بلاشبہ قسمت اللہ کی طرف سے ہے کہ ہر ایک کیلئے جو کچھ مقدر ہے وہ پہنچتا ہے پھر حسد کر کے کیوں کسی کو لعن طعن کیجئے۔

چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ظلم وستم کرتے ہیں بعض ان کے بعض پر اور جنگ وجدال کرتے ہیں بعض بعضوں سے۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف رجوع کیا۔ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا (پ ۲۲ سورہ فاطر آیت نمبر ۶) یعنی بلاشبہ شیطان تمہارے لئے دشمن ہے۔ پس پکڑو اس کو دشمن، پس میں نے فقط اسی سے دشمنی باندھی اور میں اس سے بچاؤ کرنے میں کوشش کرتا ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر گواہی دی کہ وہ دشمن میرا ہے پس میں نے عداوت خلق اس واسطے ترک کی۔

marfat.com

ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے جو خلق کو دیکھا تو دیکھا کہ ہر ایک ان میں سے کثرت مال کا طالب ہے۔ پس اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے اور اس چیز میں داخل ہوتا ہے کہ اس کیلئے حلال نہیں ہے یعنی وجہ حرام سے مال کھاتا ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف نظر کی۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ ۱۱ سورہ ھود آیت نمبر ۶) یعنی اور نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں مگر اللہ پر ہے رزق اس کا۔ پس میں نے سمجھا کہ میں تو ایک انہیں میں سے ہوں کہ جن کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے۔ پس میں اس چیز میں مشغول ہوا جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کیلئے ہے یعنی اس کی اطاعت میں جو مجھ پر لازم ہے مشغول ہوا۔ اور میں نے وہ چیز ترک کی جو اس کے پاس میرے لئے ہے یعنی رزق کا کہ وہ متکفل ہے اس کیلئے کچھ سعی نہیں کرتا۔

آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ میں نے جو خلق کی طرف نظر کی تو ان کو دیکھا کہ کوئی تو اپنی زمین پر بھروسہ کرتا ہے' کوئی اپنی تجارت پر' کوئی اپنی کاریگری پر اور کوئی اپنی تندرستی اور حسن پر گویا تمام لوگ مخلوق پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ پس میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف رجوع کی۔ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (پ ۲۸ سورہ الطلاق آیت نمبر ۳) یعنی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے پس وہ اس کو کافی ہے۔

پس جب حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ یہ مسائل بیان کر چکے تو حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے حاتم رحمۃ اللہ علیہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نیک توفیق دے۔ یہ مسائل قرآن شریف کا خلاصہ اور لب لباب ہیں۔ (احیاء علوم الدین مترجم ج ۱ ص ۱۸۳ تا ۱۸۵ مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور)

عزیزو جو تجھے اس دم میسر یہ زمانہ ہے
جو کرنا ہے سو کرلے پھر نہیں یہ ہاتھ آنا ہے

marfat.com

نہ ہو مغرور اپنے مال و منصب' جاہ و حشمت پر
کہ آخر ایک دِن مٹی کے اندر گھر بنانا ہے
پدر مادر برادر اور جو ہیں سب آشنا تیرے
جنازہ جب ترا نکلا تو پھر اک بیگانہ ہے
کفن پہنا کے جب تجھ کو لٹا ویں قبر کے اندر
کہو یہ مال و دولت کچھ تیرا ہمراہ جاتا ہے
وہاں منکر نکیر آ کر سُوَالی جب کہ ہوں تُجھ پر
اگر حق کہہ دیا بہتر' نہیں تو گرز کھانا ہے
بحُسن و شکل نُورانی تُو ہے گر یُوسُفِ ثانی
نہیں یہ شکل دکھلانی وہاں کُچھ کام آتا ہے
ذرا دیکھو سلیماں کو دارا جمشید کو دیکھو
بھلا لاکھوں سے بھی یک دو کسی کا کُچھ نشانا ہے
مجھے بتلاؤ بھی تو تم کہاں سام اور کہاں رُستم
ہوئے سب زیر و یکدم گم کہاں اُن کا ٹھکانا ہے
یہ پیک مرگ نے یارو کسی کو جب نہیں چھوڑا
تو پھر کیوں ناحق اِس دُنیا کے پیچھے تو دیوانا ہے
گنوائی زِندگی اپنی سدا کھانے اور پینے میں
بڑھاپا آ گیا سر پر تو پھر افسوس کھانا ہے
یہاں رہنے سے ہونا لاں وہاں چلنے کا کر ساماں
غنیمت یہ زمانہ اور مُبارک آشیانہ ہے
طہارت اور وضو کے ساتھ توبہ کر گناہوں سے

marfat.com

خُلُوصِ دِل سے رب کی بندگی میں سر جھکانا ہے
فرائض اور وجوب اور ہر سنن اور ہر نوافل سے
فراغت کر جناب کبریا میں ہاتھ اٹھانا ہے
مناجات و دعا کرنا کہ ہو مقبول سب طاعت
بصدق دل نہایت عاجزی سے گڑ گڑانا ہے
سدا تسبیح و ذِکرِ حق میں رکھ مشغول دِل اپنا
گر اے جان نعمت جنت تجھے منظور کھانا ہے
جو ہیں اب زِندگی کے دن اسی کو تو غنیمت گِن
جو یہ گذرا تو اک دِن حیف ہی ذِلّت اُٹھانا ہے

marfat.com

## دُوسرا باب

# علمِ عقائد کا بیان

## اقسام احکام شرع

علمائے اسلام نے احکام الٰہی کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو وہ جن میں ہاتھ پاؤں اور زبان وغیرہ اعضاء کے عمل کی احتیاج ہو جیسے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' وغیرہ۔ دوسرے وہ جن میں اعمال جوارح کی حاجت نہ ہو بلکہ ان کا صرف مان لینا ہی کافی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور اس کو سَمِیْعٌ' بَصِیْرٌ' عَلِیْمٌ وغیرہ وغیرہ تمام اوصاف کو برحق جاننا اور حشر و نشر اور بہشت و دوزخ اور عذاب قبر اور سکرات موت وغیرہ کو سچا جاننا۔

فقہائے عظام رحمۃ اللہ علیہ نے رفاہ عام کی خاطر قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے پہلی قسم کے تمام احکام کو فراہم کر کے تفصیل سے علیحدہ مرتب کیا اور اس کا نام فقہ رکھا اور دوسری قسم کے احکام کو الگ تفصیل سے لکھا اور اس کا نام علم عقاید رکھا۔

## مشروعات

غرض شرع اسلام کے مسائل کا انحصار پانچ قسموں پر ہے۔

۱) اعتقادات

۲) عبادات

۳) معاملات

۴) عقوبات

marfat.com

۵) کفارات

اوّل: اعتقادات بھی پانچ ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

۲) ملائکہ پر ایمان لانا

۳) اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا

۴) اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا

۵) قیامت پر ایمان لانا

دوم: عبادات کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔

۱) نماز

۲) روزہ

۳) زکوٰۃ

۴) حج

۵) جہاد

سوم: معاملات بھی پانچ ہیں۔

۱) معاوضات یعنی لین دین

۲) مناکحات یعنی بیاہ شادی

۳) مخاصمات یعنی لڑائی جھگڑے

۴) امانات

۵) شرکات یعنی ساجھی وغیرہ

چہارم: عقوبات بھی پانچ ہیں۔

۱) قتل عمد کی سزا جیسے قصاص وغیرہ یعنی بدلہ لینا اور قتل کرنا

marfat.com

۲) مال لینے کی سزا جیسے چور کے ہاتھ کاٹ ڈالنا وغیرہ
۳) ہتک ستر کی سزا جیسے کوڑے لگانا' پتھر برسانا زِنا وغیرہ میں
۴) ہتک عزت کی سزا جیسے قذف کی حد (قذف کے معانی زنا کا عیب لگانے کے ہیں۔)
۵) خلع بیعت کی سزا جیسے قتل کرنا

پنجم: کفارات بھی پانچ ہیں۔
۱) کفارۂ قتل
۲) کفارہ ظہار یعنی اپنی بیوی کو ماں بہن بنانے کا
۳) کفارہ روزہ توڑنے کا
۴) کفارہ جھوٹی قسم کھانے کا
۵) جنایات حج کا

# اقسام علم عقائد

علمائے اسلام نے عقاید کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ جن کی تشریح بتفصیل ذیل ہے۔

## قسم اوّل

پہلی قسم کے عقاید وہ ہیں جو یقینی اور قطعی ہیں پھر ان کی تین قسمیں ہیں۔
۱) جو قرآن مجید کی ظاہر عبارت سے ثابت ہیں۔
۲) جن کا مضمون رسول اللہ ﷺ سے بہ نقل متواتر ثابت ہو خواہ لفظ حدیث متواتر ہوں یا نہ ہوں۔
۳) جن پر امت کا اجماع ہو گیا خواہ وہ دلیل جس کی وجہ سے امت نے اس

marfat.com

مسئلہ پر اتفاق کیا ہے۔ قطعی ہو یا نہ ہو یا ہم کو معلوم ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ امت بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کا کسی ایسے امر پر اتفاق کرنا جو شارع کی مراد کے برخلاف ہو ناممکن ہے۔ ان مسائل کا منکر تنہا دائرہ اسلام سے خارج بلکہ احاطۂ خطرات سلیمہ سے بھی خارج شمار کیا جاتا ہے کیونکہ یہ مسائل منصف کے نزدیک قانون فطرت کے بھی مطابق ہیں۔

## قسم دوم

دوسری قسم کے وہ عقاید ہیں جو دلائل عقلیہ سے ثابت ہیں جنکے ثبوت پر شریعت کا مدار ہے یا اکثر باتیں شرع کی ان پر موقوف ہیں۔ ان کی تائید میں کوئی شرعی دلیل ہو یا نہ ہو جیسا کہ

۱) ثبوت باری تعالیٰ
۲) مسئلہ ثبوت صفات باری تعالیٰ
۳) مسئلہ ثبوت نبوت
۴) مسئلہ عصمت انبیاء
۵) مسئلہ عصمت ملائکہ
۶) مسئلہ ثبوت حقائق الاشیاء
۷) مسئلہ علم حقائق الاشیاء
۸) مسئلہ حدوث عالم

## قسم سوم

تیسری قسم کے وہ عقاید ہیں جو اخبار احاد سے ثابت ہیں یا علماء نے ان کو قرآن وحدیث سے بطور استنباط کیا ہے۔ لیکن ان میں باہم فرقۂ اسلامیہ کا اختلاف

marfat.com

ہے جس کی وجہ سے جدے جدے ناموں سے نامزد کیے گئے۔ اس لئے ان کو باہمی امتیاز کیلئے ہر ایک فریق نے اپنی کتب عقاید میں درج کیا جیسا کہ

۱) مسئلہ قدم قرآن

۲) مسئلہ فضیلت انبیاء بر ملائکہ

۳) مسئلہ فضیلت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یکے بر دیگرے

۴) مسئلہ اَلْاَعْمَالُ الصَّالِحَۃُ جُزْءُ الْاِیْمَانِ

۵) مسئلہ اَلْاِیْمَانُ وَالْاِسْلَامُ وَاحِدٌ

۶) مسئلہ کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ

۷) مسئلہ ایصال ثواب

۸) مسئلہ امامت

۹) مسئلہ جبر و قدر وَغَیْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْخِلَافِیَاتِ

ان مسائل میں اہلسنّت سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے پیرو ہیں اور ان کے مخالف لوگ محض اپنے خیالات سے ان نصوص کا انکار یا تاویل کرتے ہیں۔ مثلاً

۱) شیعہ مسئلہ امامت میں غلو کی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر خطاب۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو خاطی اور برا کہتے ہیں۔ اکثر احادیث صحیحہ کا انکار اور قرآنِ مجید کی آیات کی تاویل کرتے ہیں۔

۲) خوارج و نواصب جو حضرت علیؓ، امام حسینؓ، حضرت عثمان اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو جن کا باہم سردار قائم کرنے میں اختلاف ہو کر قتال و جدال کی نوبت پہنچی، سب کو بُرا کہتے ہیں۔

marfat.com

# بہتر فرقوں کا حدوث

## خوارج

ان فرقوں کا حدوث اس طور پر ہوا کہ اہل اسلام اور جمہور مسلمین سے سب سے اول جس نے مخالفت کی اور نیا گروہ بنا وہ خوارج یعنی خارجی لوگ ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے' ان کے پیدا ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔ یہ جماعت عرب کے وہ لوگ تھے جو پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیساتھ تھے پھر سخت مخالفت اور مقابلہ کیلئے آمادہ ہوگئے۔ یہ لوگ حضرت علی' حضرت عثمان' حضرت معاویہ' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم اور یزید سب کو برا جانتے ہیں۔

اسی عہد میں ایک اور جماعت نکلی جو بظاہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفداروں میں سے تھے۔ ان کو یہ افراط وتفریط عارض ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جن جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسئلہ خلافت میں خلاف ہوا تھا' یا ان انتظامی باتوں میں نزاع بڑھتے بڑھتے لڑائی تک نوبت آ گئی تھی۔ سب کو مخالف قرآن و احادیث مردود و کافر و مرتد کہنے لگے۔ بعض کو یہاں تک خبط ہوا کہ

## شیعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہنے لگے۔ وہ دراصل مشرکین زندیق لوگ تھے جنہوں نے ظاہر میں اسلام اختیار کرلیا تھا۔ اس فریق کا نام شیعہ یا رافضیہ ہے۔ یہ لوگ بھی قرآن واحادیث کا مطلب اپنی خواہش اور قرارداد باتوں کے موافق کرتے ہیں اور جس طرح خوارج نے جھوٹی روایات اثبات مدعا کیلئے بنانی شروع کیں اسی طرح اس فریق نے بھی۔ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ' حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ ' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ' حضرت عباس رضی اللہ عنہ '

marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں اور امامت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کا موروثی حق دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک وہ مسلمانوں کی رائے اور اختیار کی بات نہ تھی کہ بلحاظ حسن خدمات ولیاقت و دیانت وتقویٰ و اصابت رائے جس کو مسلمانوں نے خصوصاً مہاجرین و انصار کے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے انتخاب کرلیا وہ خلیفہ ہوگیا۔

جس طرح خوارج کے باہم تھوڑی باتوں پر اختلاف کرنے سے کئی فریق ہوگئے اسی طرح شیعہ میں بھی کئی فریق ہوگئے۔ چنانچہ زیدیہ' اسماعیلیہ' امامیہ وغیرہ فریق ہوگئے۔

## قدریہ

پھر تابعین کے عہد میں بلکہ اخیر زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک اور فرقہ پیدا ہوا جس کو قدریہ کہتے ہیں' ان کی دو جماعت ہوگئیں۔ ایک منکر قدر و تقدیر کہ بندہ جو کچھ کرتا ہے آپ کرتا ہے' قضا و قدر کچھ نہیں۔ یہ مختار مطلق ہے۔

## جبریہ

دوسرا کہنے لگا جو کچھ ہے تقدیر سے ہے' بندہ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔ اینٹ لکڑی کی طرح مجبور محض ہے' قضا و قدر جدھر لے چلی ہے چلتا ہے۔ ان کو جبریہ کہنے لگے۔

## معتزلہ

ان کے تھوڑے دنوں بعد تابعین کے عہد میں ایک اور فرقہ نکلا جو کہتے تھے کہ اہل معاصی کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نہیں۔ نہ آخرت میں دیدار الٰہی

marfat.com

ممکن ہے۔ یہ فریق فلسفی اور حکیمانہ خیالات کا پابند تھا اسی کے موافق قرآن و احادیث کو کرنا چاہتا تھا۔

## مرجیہ

ان کے بعد فرقہ مرجیہ پیدا ہوا جو کہتے تھے کہ صرف ایمان لانا کافی ہے، عمل کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسلمان ہو کر خواہ کوئی زنا کرے، نماز نہ پڑھے، زکوٰۃ نہ دے، روزے نہ رکھے۔ اس کو کچھ خوف نہیں، قطعاً عذاب نہ ہوگا۔

## جہمیہ

ان کے بعد خلافت عباسیہ کے قریب وسط میں ایک اور فرقہ پیدا ہوا، جس کا نام جہمیہ ہے۔ یہ لوگ صفات باری کے منکر تھے اور طرح طرح کی بدعات خلافِ جمہور اہل اسلام ایجاد کر رکھی تھیں۔

ہندوستان میں تین فرقے اور پیدا ہو گئے ہیں۔ ایک نیچری، دوم چکڑالوی، سوم مرزائی وغیرہ جن کا عقیدہ جمہور اہل اسلام کے خلاف ہے۔ غرض تہترواں فرقہ جس سے یہ سب فرقے نکلے ہیں، فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کا ہے۔

# فرقہ ناجیہ

اہل اسلام کے سب فرقوں میں فقط اہلسنت و جماعت کا فرقہ ناجیہ ہے۔ چنانچہ امام احمد، ترمذی ج ۲ ص ۸۹ اور ابوداؤد ج ۲ ص ۲۷۵ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ عنقریب میری امت میں بہتر فرقے ہو جائیں گے، وہ سب کے سب دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ نہ ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سا فرقہ ہے۔ فرمایا جو میرے طریقے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ دوسری فصل)

marfat.com

سو اسی کے مطابق ہوا کہ خلفائے راشدین کے بعد امت میں باعتبار جزئیات عقائد کا اختلاف شروع ہوا۔ حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت کا طریقہ جو چلا آتا تھا اس میں بعض بعض نے کجی اور شرارت کر کے چند لوگوں کو بہکا پھسلا کر اپنے ساتھ کر لیا اور بعض بعض امور میں جمہور سے مخالف ہو گئے اور ان کے گروہ کا ایک جدا نام قرار پایا۔ یہاں تک کہ بہتر تک نوبت پہنچی اور جس میں سے وہ جدا ہو کر الگ ہوئے تھے وہ گروہ اعظم اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر جو تھا تہترواں فرقہ ہے اور اس کا نام فرقہ ناجیہ یعنی نجات پانے والا ہے اور یہ اہلسنت و جماعت کا فریق ہے۔

## مسائل جزئیہ میں اختلاف کی وجہ

اہلسنت و جماعت اصول و عقاید میں سب متفق ہیں، ہاں جزئیات میں کسی قدر اختلاف ہے۔ سو جزئیات عملیات میں اختلاف ہونا موجب وسعت ہے۔ کما قیل اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ رَحْمَةٌ یعنی علماء کا اختلاف رحمت ہے۔

جزئیات میں اختلاف کی وجہ یہ ہے۔

اوّل تو موقع اجتہاد میں ہر مجتہد اپنی رائے کا تابع ہوتا ہے۔ پس جس کی رائے میں جو مسئلہ جس طرح آیا اس نے اس کو مسلم رکھا، اور کو اس سے اختلاف ہوا۔ مثلاً (۱) اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ ع ۲۸ پ آیت نمبر ۲۲۸ میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ یعنی اور طلاق دی ہوئی عورتیں تین قروء تک نکاح نہ کریں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اس طرف گئی کہ قروء سے مراد یہاں طہر ہے تو ان کے نزدیک عدت طہر قرار پایا۔

marfat.com

امام اعظم ﷫ کی رائے سلیم اس طرف گئی کہ اس سے حیض مراد ہے۔ سو ان کے نزدیک عدت حیض قرار پایا۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ ع ۲ پ ٦ آیت نمبر ٦ میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ یعنی اور (وضو میں) اپنے سر کا مسح کرو۔

امام مالک ﷫ نے اپنے قرائن اور ادلہ سے تمام سر کا مسح ثابت کیا ہے' امام اعظم ﷫ چوتھائی سر کا اور امام شافعی ﷫ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر ایک بال کا مسح بھی کرلے گا تو کافی ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس

دوم۔ بعض احادیث ایک امام کو بسبب کم واسطہ ہونے کے بسند صحیح پہنچی۔ بعض کو بسبب آ جانے بیچ میں کسی راوی ضعیف کے سند غیر صحیح سے پہنچی۔ پس اوّل نے اس کو عمل کے قابل سمجھا' دوسرے نے ضعیف جان کر چھوڑ دیا۔ اختلاف مسئلہ میں واقع ہوا۔

سوم۔ رسول اللہ ﷺ امت کی آسانی کیلئے ایک کام کو مختلف طور سے ادا کیا کرتے تھے کیونکہ اگر ایک ہی طور پر ہو تو بعض کو دقت پیش آئے۔ مثلاً نماز میں اکثر آپ سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور کبھی اٹھا بھی لیتے تھے۔ پس جس صحابی رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کرتے دیکھا' اس کی روایت امام شافعی ﷫ کو پہنچی۔ انہوں نے رفع یدین نماز میں سنت سمجھا اور جس صحابی رضی اللہ عنہ نے رفع یدین نہ کرتے دیکھا' اس کی روایت امام اعظم ﷫ کو پہنچی' ان کے نزدیک نماز میں رفع یدین نہ کرنا سنت ٹھہرا۔

چہارم۔ بعض کام کو رسول اللہ ﷺ نے ابتدا میں کیا پھر اس کو ترک کر دیا۔ جس صحابی رضی اللہ عنہ نے کرتے دیکھا اور پھر اس کو ترک کی خبر نہ پہنچی' اس نے اس کو سنت سمجھا۔ پس اس کی روایت جس امام کو پہنچی۔ اس کے نزدیک سنت ٹھہرا اور جس

marfat.com

صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ کو ترک کرتے دیکھا' اس کی روایت دوسرے امام کو پہنچی' اس نے ترک کرنا سنت جانا۔ علیٰ ہذا القیاس

اس قسم کے اسباب سے جزئیات میں اختلاف واقع ہوا ورنہ عقاید سب کے ایک ہیں۔ دو ایک جا جو اختلاف ہے سو وہ تحقیقی علمی ہے کچھ اختلاف کی بات نہیں۔

خلاصہ یہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جو بعض مسائل فقہیہ میں اختلاف ہے سو یہ کچھ اختلاف ایسا نہیں ہے کہ جس سے دونوں کو الگ الگ فریق سمجھا جائے' اس لئے کہ اصول سب کا ایک ہے۔ مسائل اجتہادیہ میں اپنی اپنی سمجھ اور احادیث کی صحت وضعف واعتبار وعدم اعتبار اور ان کے معانی سمجھنے کا فرق ہے۔ ایسا اختلاف اصحاب رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں بھی تھا اور ہونا بھی چاہیے تھا اس لئے کہ ہر ایک کی سمجھ اور علم اور حفظ یکساں نہیں۔

## فقہ اکبر

علم عقاید میں بیشمار کتابیں عربی' فارسی' اردو زبانوں میں مروج ہیں مگر ان سب کا لب لباب اور خلاصہ فقہ اکبر[1] ہے جس کو تبرکاً و تیمناً اس جگہ مع ترجمہ اردو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے تاکہ حنفی بھائی نماز حنفی مدلل کو پڑھنے سے پہلے اپنے عقاید کو حنفی مذہب کے مطابق جانچ اور پڑتال کریں کیونکہ آج کل عوام الناس کیا خواص لوگوں کے عقاید میں فتور اور فساد پڑ گیا ہے۔ حتیٰ کہ خاص حنفیوں میں ہی سخت اختلاف ہوگیا ہے کہ جس سے حق و باطل میں تمیز نہیں ہوسکتی۔ اسی وجہ سے میں نے یہ کتاب نماز حنفی تیار کی ہے تاکہ حنفی مذہب کی سچی سچی باتیں جیسا کہ سلف صالحین میں پائی جاتی تھیں' عوام الناس کو معلوم ہو جائیں اور ہوا پرست اور خود غرض اور جدت پسند

---

[1] گو فقہ اکبر کی نسبت بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں ہے لیکن مشہور عام یہی ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہیں۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) ۱۲

marfat.com

علماء کے دام تزویر سے بچ جائیں۔

جہاں مثلِ زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہے وہ یوسف بن کے ہیں بازار میں آئے

## ایمان مجمل کی تعریف

اَصْلُ التَّوْحِیْدِ وَمَا یَصِحُّ الْاِعْتِقَادُ عَلَیْہِ یَجِبُ اَنْ یَّقُوْلَ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْبَعْثِ الْمَوْتِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْحِسَابُ وَالْمِیْزَانُ وَالْجَنَّۃُ وَالنَّارُ حَقٌّ کُلُّہٗ یعنی یہ کتاب ہے اصل توحید اور اعتقاد صحیح کے بیان میں۔ واجب ہے ہر مسلمان پر کہ کہے صدق دل سے یقین لایا میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے سب فرشتوں پر اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور جی اٹھنے پر پیچھے مرنے کے اور خیر وشر کی تقدیر پر کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہے۔ (یعنی مقدر کرنے والا خیر وشر کا حق تعالیٰ ہے۔ اور قدر کے معنی ہیں مقرر کرنا حق تعالیٰ کا ہر چیز کو اپنے مرتبے میں کہ اس طرح پائی جائے گی برائی ہو یا بھلائی) اور حساب ہونا اور تلنا اعمال کا قیامت میں اور بہشت اور دوزخ سب حق ہے۔

## توحید ذات باری

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَاحِدٌ لَّا مِنْ طَرِیْقِ الْعَدَدِ وَلٰکِنْ مِّنْ طَرِیْقِ اَنَّہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ لَّایُشْبِہُ شَیْئًا مِّنَ الْاَشْیَاءِ مِنْ خَلْقِہٖ وَلَا یُشْبِہُہٗ شَیْءٌ مِّنْ خَلْقِہٖ لَمْ یَزَلْ وَلَمْ یَزَالُ بِاَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہِ الذَّاتِیَّۃِ وَالْفِعْلِیَّۃِ یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ عدد سے نہیں۔ پر اس راہ سے کہ اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ (یعنی واحد کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ اکیلا ہے ویسا دوسرا نہیں۔

marfat.com

دوسرے دو میں کا ایک اللہ پہلے معنی کی راہ سے ایک ہے۔ دوسرے معنی عدد والے یہاں مراد نہیں اس واسطے کہ عدد حوادث میں سے ہیں) نہ اولاد والا اور نہ کسی کی اولاد سے، نہ کوئی اس کا ہم قوم ہے۔ مشابہ نہیں کسی چیز کے چیزوں سے اپنی مخلوق میں سے اور نہ اس جیسی اور چیز ہے خلق میں۔ (یعنی خدا ذات اور صفات میں سب مخلوق سے نرالا ہے) ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا اپنے ناموں اور صفتوں ذاتی اور فعلی سے (یعنی ہمیشہ سے ہے ابتدا نہیں ہمیشہ رہنے والا بے انتہا)

## صفت ذاتی

اَمَّا الذَّاتِيَّةُ فَالْحَيٰوةُ وَالْقُدْرَةُ وَالْعِلْمُ وَالْكَلَامُ وَالسَّمْعُ وَالْبَصَرُ وَالْاِرَادَةُ یعنی صفت ذاتی بے موت کے زندگی ہے اور قدرت ہر چیز پر اور جاننا ہر چیز کا اور سننا اور دیکھنا پر کان آنکھ کے سوا اور ارادہ قدیم۔

## صفت فعلی

وَاَمَّا الْفِعْلِيَّةُ فَالتَّخْلِيقُ وَالتَّرْزِيْقُ وَالْاِنْشَاءُ وَالْاِبْدَاعُ وَالصُّنْعُ یعنی لیکن صفت فعلی (یعنی صفت فعل وہ ہے کہ اس کی ضد اللہ میں پائی جائے جیسے غضب کہ اس کی ضد رحمت اللہ میں پائی جاتی ہے اور ذاتی وہ کہ اس کی ضد اللہ میں نہ پائی جائے جیسے علم کہ ضد اس کی جہل ہے، اللہ میں نہیں پائی جاتی۔ فتاویٰ ظہیریہ میں لکھا ہے کہ جو کوئی قسم کھائے صفت فعلی پر اللہ کے تو وہ شرعاً قسم نہیں ہے۔ جیسے قسم اللہ کے غضب کی اور اگر قسم کھائے صفت ذاتی پر وہ شرعاً قسم ہو جاتی ہے۔ جیسے کہے وَعِزَّةِ اللّٰهِ قسم ہے اللہ کی عزت کی) سو پیدا کرنا مخلوق کا اور روزی دینا اور پیدا کرنا اور ایجاد کرنا اور از سر نو پیدا کرنا۔ (یعنی تخلیق انشاء صنع سب کے سب معنی پیدا کرنا اس چیز کا جو پہلے نہ تھی اس کی اور مثال ہو یا نہ ہو، اور ابداع کہتے ہیں پیدا کرنا ایسی

marfat.com

چیز کا اس کے پہلے کوئی مثال نہ ہو)

## دیگر صفات

وَغَیْرُ ذٰلِكَ مِنْ صِفَاتِ الْفِعْلِ لَمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ بِصِفَاتِہٖ وَاَسْمَآئِہٖ لَمْ تَحْدُثْ لَہٗ صِفَاتُہٗ وَلَا اِسْمٌ لَمْ یَزَلْ عَالِمًا بِعِلْمِہٖ وَالْعِلْمُ صِفَتُہٗ فِی الْاَزَلِ وَقَادِرًا بِقُدْرَتِہٖ وَالْقُدْرَۃُ صِفَتُہٗ فِی الْاَزَلِ وَخَالِقًا بِتَخْلِیْقِہٖ وَالتَّخْلِیْقُ صِفَتُہٗ فِی الْاَزَلِ وَفَاعِلًا بِفِعْلِہٖ وَالْفِعْلُ صِفَتُہٗ فِی الْاَزَلِ وَالْفَاعِلُ ہُوَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالْمَفْعُوْلُ مَخْلُوْقٌ وَّفِعْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَصِفَاتُہٗ فِی الْاَزَلِ غَیْرُ مُحْدَثَۃٍ وَّمَخْلُوْقَۃٍ

یعنی اور سوا ان کے جو صفتیں فعلی ہیں وہ اپنی صفتوں اور ناموں کے ساتھ ازلی ہے۔ ابتدا نہیں کوئی صفت اس کی نو پیدا ہے نہ کوئی نام اس کا ہمیشہ سے وہ جانتا ہے اپنے علم سے اور علم اس کی صفت ہے قدیم سے اور ہمیشہ وہ قادر ہے ساتھ قدرت اپنی کے۔ وہ اس کی صفت قدیمی ہے اور ہمیشہ وہ پیدا کرنے والا ہے ساتھ اپنے پیدا کرنے کے۔ اور پیدا کرنا اس کی صفت ازلی ہے۔ اور کام کرنے والا ہے اور کام کرنا اس کی صفت ازلی ہے۔ (یعنی فعل بمعنی تخلیق) اور پیدا کرنے والا سب کا اللہ تعالیٰ ہے اور فعل کا اثر مخلوق ہے اور فعل اللہ تعالیٰ کا قدیم ہے اور صفتیں اس کی ازلی ہیں، نو پیدا اور مخلوق نہیں۔ (یعنی محدث اور مخلوق کے ایک ہی معنی ہیں)

## صفتوں کا مخلوق نہ ہونا

وَمَنْ قَالَ اَنَّھَا مَخْلُوْقَۃٌ اَوْ مُحْدَثَۃٌ اَوْ وَقَفَ وَشَكَّ فِیْھِمَا فَھُوَ کَافِرٌ بِاللّٰہِ تَعَالٰی یعنی اور جو کہے کہ اس کی صفتیں مخلوق ہیں یا نو پیدا یا توقف اور شک کرے۔ (یعنی توقف یہ ہے کہ بالفعل قدیم حادث بالکل کچھ نہ کہے آگے کے سمجھ لینے پر موقوف رکھے اور شک یہ کہ یقین قدیم ہونے کا نہ کرے۔ خواہ دونوں طرفوں کا علم

marfat.com

برابر ہو یا نہ ہو) وہ کافر منکر ہے خدا تعالیٰ کا۔

## صفتِ قرآن

وَالْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْمَصَاحِفِ مَکْتُوْبٌ وَفِی الْقُلُوْبِ مَحْفُوْظٌ وَّعَلَی الْاَلْسِنَۃِ مَقْرُوٌّ وَّعَلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مُنَزَّلٌ وَلَفْظُنَا بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ وَّکِتَابَتُنَا لَہٗ مَخْلُوْقٌ وَقِرَاٰتُنَا لَہٗ مَخْلُوْقٌ یعنی اور قرآن کلام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ مصحفوں میں لکھا ہوا اور دلوں میں یاد اور زبانوں پر پڑھا گیا اور پیغمبر ﷺ پر اتارا گیا اور ادا کرنا ہمارا قرآن کو لفظوں سے مخلوق ہے اور لکھنا ہمارا اس کو اور پڑھنا ہمارا اس کو مخلوق ہے۔ (یعنی لفظ اور قرءت دونوں کے ایک معنی ہیں پر مراد لفظ سے یہاں زبان سے پڑھنا ہے اور قراءت سے خیال کرنا دل میں)

## کلام خدا کا مخلوق نہ ہونا

وَمَا ذَکَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ عَنْ مُّوْسٰی وَغَیْرِہٖ مِنَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ وَعَنْ فِرْعَوْنَ وَاِبْلِیْسَ فَاِنَّ ذٰلِکَ کُلَّہٗ کَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی اِخْبَارًا عَنْھُمْ وَکَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَّکَلَامُ مُوْسٰی وَغَیْرِہٖ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ مَخْلُوْقٌ وَالْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا کَلَامُھُمْ یعنی اور جو ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت موسیٰ اور ان کے سوا انبیاء علیہم السلام اور فرعون اور شیطان کے احوال سے یہ سب کلام اللہ تعالیٰ کا ہے خبر دیتا ہے ان سے' اور کلام خدائے تعالیٰ کا مخلوق نہیں اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مخلوقات کا مخلوق ہے اور قرآن کلام اللہ تعالیٰ کا ہے نہ کلام ان کا۔

## اللہ تعالیٰ کا متکلم ہونا

وَسَمِعَ مُوْسٰی کَلَامَ اللّٰہِ کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا

marfat.com

وَقَدْ كَانَ اللّٰهُ مُتَكَلِّمًا وَّلَمْ يَكُنْ كَلَّمَ مُوْسٰى یعنی اور سنا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام خدا تعالیٰ کا جیسا خدا کے قول میں ہے اور بات کی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے اور بیشک متکلم تھا اللہ اس حال میں کہ نہیں بات کی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔

## اللہ تعالیٰ کا پیدا کرنے سے پہلے خالق ہونا

وَقَدْ كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى خَالِقًا فِي الْاَزَلِ وَلَمْ يَخْلُقِ الْخَلْقَ یعنی اور بیشک اللہ تعالیٰ خالق تھا ازل میں اور ابھی نہیں پیدا کیا تھا خلق کو۔

## اللہ تعالیٰ کی کلام اور مخلوق کی کلام میں فرق

فَلَمَّا كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى كَلَّمَهٗ بِكَلَامِهِ الَّذِيْ هُوَ لَهٗ صِفَةٌ فِي الْاَزَلِ وَصِفَاتُهٗ كُلُّهَا بِخِلَافِ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِيْنَ یعنی پھر جب کلام کیا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اس کلام کے ساتھ جو اس کی صفت ازلی ہے اور اس کی سب صفتیں برخلاف صفتوں مخلوقات کے ہیں۔

## اللہ تعالیٰ کی صفات اور ہماری صفات میں فرق

يَعْلَمُ لَا كَعِلْمِنَا وَيَقْدِرُ لَا كَقُدْرَتِنَا وَيَرٰى لَا كَرُؤْيَتِنَا وَيَتَكَلَّمُ لَا كَكَلَامِنَا وَيَسْمَعُ لَا كَسَمْعِنَا یعنی جانتا ہے پر وہ ہمارا سا علم نہیں اور قدرت رکھتا ہے نہ ہمارے سی قدرت، اور دیکھتا ہے نہ ہمارا سا دیکھنا، اور کلام کرتا ہے نہ ہمارا سا کلام کرنا، اور سنتا ہے نہ ہمارا سا سننا۔

## اللہ تعالیٰ کی کلام کے آلات اور ہمارے آلات میں فرق

نَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِالْاٰلَاتِ وَالْحُرُوْفِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ يَتَكَلَّمُ بِلَا اٰلَةٍ وَّحُرُوْفٍ وَّالْحُرُوْفُ مَخْلُوْقَةٌ وَّكَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرُ مَخْلُوْقٍ یعنی ہم کلام کرتے ہیں ساتھ آلات کے اور حروف کے (یعنی اسباب جیسے زبان، منہ، دانت) اور اللہ پاک کلام

marfat.com

کرتا ہے بغیر اسباب اور حروف کے، اور حروف مخلوق ہیں اور کلام اللہ تعالیٰ کا مخلوق نہیں۔

## اللہ تعالیٰ کا جوہر، عرض اور جسم وغیرہ سے خالی ہونا

وَهُوَ شَيْءٌ لَّا كَالْأَشْيَاءِ وَمَعْنَى الشَّيْءِ اِثْبَاتُهٗ، بِلَا جِسْمٍ وَّجَوْهَرٍ وَلَا عَرَضٍ وَّلَا حَدَّ لَهٗ، یعنی اور وہ شئے ہے نہ اور چیزوں کی طرح (یعنی نہ اور چیزوں کی طرح کہ جسم سے خالی نہیں ہوتیں پس اگلا قول بلاجسم اس کا بیان ہے) اور شئے کے معنی موجود کے ہیں بغیر جسم کے اور نہ جوہر ہے اور نہ عرض (جوہر کہتے ہیں جو اپنے آپ کسی جگہ میں قرار پکڑے اور عرض اس میں پایا جاتا ہے جیسے کپڑا کہ اس میں سفیدی پائی جاتی ہے۔ عرض وہ چیز کہ غیر میں ہوکر کسی جگہ میں قرار پکڑے جیسے سفیدی کپڑے میں اور نہ کوئی اس کی حد ہے (حد کے دو معنی ہیں۔ ایک نہایت یعنی وہ نہایت نہیں رکھتا کہ وہ جسم میں ہوتی ہے۔ دوسری حقیقت کہ کئی جزو سے پوری ہو یعنی اس کا جزو نہیں تو اس کی حد اور حقیقت نہیں)

## اللہ تعالیٰ کا شریک اور مثل نہ ہونا

وَلَا ضِدَّ لَهٗ، وَلَا نِدَّ لَهٗ، وَلَا مِثْلَ لَهٗ، یعنی نہ کوئی اس کا جھگڑالو ہے اور نہ شریک اس کا۔ اور نہ کوئی اس کی مانند۔

## اللہ تعالیٰ کے ہاتھ منہ اور نفس کا مطلب

وَلَهٗ، يَدٌ وَّوَجْهٌ وَّنَفْسٌ كَمَا ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ فَهُوَ صِفَاتٌ بِلَا كَيْفٍ وَّلَا يُقَالُ اِنَّ يَدَهٗ قُدْرَتُهٗ اَوْ نِعْمَتُهٗ، لِاَنَّ فِيْهِ اِبْطَالَ الصِّفَةِ وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْقَدَرِ وَالْاِعْتِزَالِ وَلٰكِنْ يَّدَهٗ، صِفَةٌ بِلَا كَيْفٍ غَضَبُهٗ، وَرِضَاهُ صِفَتَانِ بِلَا كَيْفٍ یعنی اور اس کیلئے ہاتھ اور منہ اور نفس ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے

marfat.com

قرآن مجید میں (یعنی یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہے وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ اور باقی رہے گی ذات پروردگار تیرے کی اور تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ یعنی جانتا ہے تو جو میرے جی میں ہے اور نہیں جانتا ہوں میں جو تیرے نفس میں ہے) پس یہ صفتیں ہیں اور کیفیت ان کی معلوم نہیں اور نہ کوئی کہے کہ ہاتھ سے قدرت یا نعمت مراد ہے کیونکہ اس میں تو اس کی صفت باطل ہوتی ہے (یعنی حقیقت میں اس کے ہاتھ اور منہ اور نفس ہیں لیکن جیسے وہ نرالا ہے ایسے وہ بھی ہیں نہ ہمارے جیسے) اور یہ قول قدریوں اور معتزلوں کا ہے۔ ہاتھ اس کا جو اس کی صفت ہے معلوم نہیں کیونکر ہے۔ غضب اور رضا مندی اس کی دونوں صفتیں ہیں معلوم نہیں کیسی ہیں۔

## اللہ تعالیٰ کا علم

خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی الْاَشْیَاءَ لَامِنْ شَیْئٍ وَّکَانَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَالِمًا فِی الْاَزَلِ بِالْاَشْیَاءِ قَبْلَ کَوْنِھَا وَھُوَ الَّذِیْ قَدَّرَ الْاَشْیَاءَ وَقَضَاھَا وَلَا یَکُوْنُ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ شَیْئٌ اِلَّا بِمَشِیَّتِہٖ وَعِلْمِہٖ وَقَضَائِہٖ وَقَدْرِہٖ وَکَتَبَہٗ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ لٰکِنَّ کَتَبَہٗ بِالْوَصْفِ لَا بِالْحُکْمِ یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے ساری چیزوں کو نہ کسی چیز سے اور ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا قدیم سے سب چیزوں کو پہلے ان کے پیدا ہونے سے اور وہ ذات پاک ہے کہ مقدر کیا اس نے سب چیز کو اور محکوم کیا اپنا اور نہیں ہوتی ہے کوئی چیز دنیا میں اور نہ آخرت میں بغیر اس کے ارادے اور علم اور حکم اور تقدیر اور لکھنے اس کے کے بیچ لوح محفوظ کے' پر لکھنا اس کا وصف کے ساتھ ہے نہ حکم کے۔ (کتب بالفتح کہتے ہیں لکھنے کو یعنی یوں لکھنا کہ فلانا آدمی فلانی فلانی چیز برائے بھلائی کے ان صفتوں کے ساتھ فلانے زمانے فلانے مکان میں اپنے اختیار سے کرے گا۔ اس طرح کہ حکم ہے فلانے پر زبردستی اس کام کے کرنے کا۔

marfat.com

## قضا وقدر

وَالْقَضَاءُ وَالْقَدَرُ وَالْمَشِيَّةُ صِفَاتُه فِي الْاَزَلِ بِلَا كَيْفٍ يَعْلَمُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمَعْدُوْمَ فِيْ حَالِ عَدَمِهٖ مَعْدُوْمًا وَّيَعْلَمُ اَنَّه كَيْفَ يَكُوْنُ اِذَا اَوْجَدَه وَيَعْلَمُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْمَوْجُوْدَ فِيْ حَالِ وُجُوْدِهٖ مَوْجُوْدًا وَّيَعْلَمُ كَيْفَ يَكُوْنُ فَنَاؤُه وَيَعْلَمُ اللّٰهُ تَعَالَى الْقَائِمَ فِيْ حَالَ قِيَامِهٖ قَائِمًا فَاِذَا قَعَدَ فَقَدْ عَلِمَه قَاعِدًا فِيْ حَالِ قُعُوْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّتَغَيَّرَ عِلْمُه اَوْ يَحْدُثَ لَه عِلْمٌ وَّلٰكِنَّ التَّغَيُّرَ وَالْاِخْتِلَافَ يَحْدُثُ عِنْدَ الْمَخْلُوْقِيْنَ یعنی اور قضا اور قدر اور مشیت اس کی صفتیں قدیم ہیں پر کیفیت معلوم نہیں (یعنی قضا اور قدر دو حکم ہیں ایک سے اجمالی مراد ہے دوسرے سے تفصیلی اور مشیت وہ ارادہ جو دونوں حکم کے ساتھ علاقہ رکھے) جانتا ہے اللہ ناپیدا کو وقت ناپیدا ہونے کے ناپیدا' اور جانتا ہے جیسے ہو جائے گا جب پیدا کرے گا' اور جانتا ہے اللہ تعالیٰ موجود کو ہونے کے وقت موجود' اور جانتا ہے کیونکر ناپیدا ہوگا' اور جانتا ہے اللہ تعالیٰ کھڑے کو کھڑے ہونے کے وقت میں کھڑا پھر جب وہ بیٹھے تو جان لیتا ہے اس کو بیٹھا بیٹھنے کے وقت پر علم اس کا نہیں بدلتا۔ نہ نیا پیدا ہوتا ہے مگر بدلنا اور تغیر پیدا ہوتا ہے مخلوقات میں۔

## مومن اور کافر کی حقیقت

خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى الْخَلْقَ سَلِيْمًا مِّنَ الْكُفْرِ وَالْاِيْمَانِ ثُمَّ خَاطَبَهُمْ وَاَمَرَهُمْ وَنَهَاهُمْ فَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ بِفِعْلِهٖ وَاِنْكَارِهٖ وَجُحُوْدِهٖ لِخِذْلَانِ اللّٰهِ اِيَّاهُ وَاٰمَنَ مَنْ اٰمَنَ بِفِعْلِهٖ وَاِقْرَارِهٖ وَتَصْدِيْقِهٖ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنُصْرَتِهٖ لَه اَخْرَجَ ذُرِّيَّةَ اٰدَمَ مِنْ صُلْبِهٖ فَجَعَلَهُمْ عُقَلَاءَ فَخَاطَبَهُمْ وَاَمَرَهُمْ وَنَهَاهُمْ فَاَقَرُّوْا لَه بِالرُّبُوْبِيَّةِ فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ اِيْمَانًا يُوْلَدُوْنَ عَلٰى تِلْكَ الْفِطْرَةِ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَدْ

marfat.com

بَدَّلَه، وَغَيَّرَه، وَمَنْ اٰمَنَ وَصَدَّقَ فَقَدْ ثَبَتَ عَلَيْهِ وَدَاوَمَ وَلَمْ يُجْبِرْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِهٖ عَلَى الْكُفْرِ وَلَا عَلَى الْاِيْمَانِ وَلَا خَلَقَهُمْ مُؤْمِنًا وَّلَا كَافِرًا وَّلٰكِنْ خَلَقَهُمْ اَشْخَاصًا وَالْاِيْمَانُ وَالْكُفْرُ فِعْلُ الْعِبَادِ يَعْلَمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ يَّكْفُرُ فِيْ حَالِ كُفْرِهٖ كَافِرًا فَاِذَا اٰمَنَ ذٰلِكَ عَلِمَه، مُؤْمِنًا فِيْ حَالِ اِيْمَانِهٖ وَاَحَبَّه، مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّتَغَيَّرَ عِلْمُه، وَصِفَتُه، وَجَمِيْعُ اَفْعَالِ الْعِبَادِ مِنَ الْحَرْكَةِ وَالسُّكُوْنِ كَسْبُهُمْ عَلَى الْحَقِيْقَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى خَلَقَهَا وَهِيَ كُلُّهَا بِمَشِيَّتِهٖ وَعِلْمِهٖ وَقَضَآئِهٖ وَقَدَرِهٖ وَالطَّاعَاتُ كُلُّهَا مَا كَانَتْ وَاجِبَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبِمَحَبَّتِهٖ وَبِرِضَآئِهٖ وَمَشِيَّتِهٖ وَقَضَآئِهٖ وَتَقْدِيْرِهٖ وَالْمَعَاصِيْ كُلُّهَا بِعِلْمِهٖ وَقَضَآئِهٖ وَتَقْدِيْرِهٖ وَمَشِيْعَتِهٖ لَابِمَحَبَّتِهٖ وَلَا بِرِضَآئِهٖ وَلَابِاَمْرِهٖ یعنی پیدا کی اللہ تعالیٰ نے ساری خلقت خالی کفر اور ایمان سے' پھر خطاب کیا اور حکم کیا باتوں کا اور منع کیا پھر نہ مانا کافر نے اپنے اختیار اور انکار سے اور انکار کرنے سے (یعنی جحود کہتے ہیں دیدہ و دانستہ انکار کرنے کو) بسبب چھوڑنے اللہ کے اس کو (خذلان بالکسر مدد نہ کرنا اور توفیق نہ دینا اس سے معلوم ہوا کہ خذلان ضد ہے توفیق کی) اور مومن ہوا جو ایمان لایا ہے اپنے اختیار سے اور اقرار زبانی اور دل میں مان لینے سے بسبب توفیق اللہ کے اور اس کے مدد دینے کے اس کو نکالا اس نے اولاد آدم کو اس کی پشت سے چیونٹیوں کی شکل پھر ان کو عقل دی اور خطاب اور حکم کیا ان کو بھلائی کا اور منع کیا برائی سے' پھر اقرار کیا انہوں نے اسکے پروردگار ہونے کا۔ پس ہوا یہ ان سے ایمان' پیدا کیے جاتے ہیں اسی ایمان پر (یعنی میثاق کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے اولاد اس کی کو چیونٹیوں کی شکل نکال کر پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے اقرار کیا۔ یہی ان کا ایمان تھا اب جو پیدا ہوتا ہے اسی ایمان پر) اور جو کافر ہو جاتا ہے اس کے پیچھے وہ بدل ڈالتا ہے ایمان کو اور جو ایمان لاتا ہے اور تصدیق کرتا

marfat.com

ہے پس تحقیق وہ ثابت رہتا ہے اپنے اقرار پر' اور نہیں زبردستی کرتا کسی کو کفر پر اور نہ ایمان پر۔ اور نہیں پیدا کیا ان کو مسلمان اور نہ کافر' پر پیدا کیا ان کو شخص شخص اور ایمان اور کفر بندوں کا کام ہے جانتا ہے اللہ تعالیٰ کافر کو کفر کی حالت میں کافر۔ پھر جب وہ ایمان لاتا ہے جان لیتا ہے اس کو مومن ایمان لانے کے وقت اور دوست رکھتا ہے اس کو۔ پر علم اور صفت اسکی بدلتی نہیں اور سب کام بندوں کے حرکت اور سکون سے کئے ہوئے ہیں انہیں کے حقیقتاً اور اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اور یہ سب کام اللہ کے ارادہ اور علم اور حکم اور تقدیر سے ہیں اور سب عبادتیں تھوڑی یا بہت ثابت ہیں اللہ کے امر سے اور اس کی محبت اور خوشنودی سے (یعنی امر سے جیسے اللہ تعالیٰ کا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ محبت سے جیسے قول اللہ تعالیٰ کا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (پ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۵) رضا سے جیسے قول اس کا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (پ۳۰ سورہ البینۃ آیت نمبر ۸) اور ارادہ اور حکم اور تقدیر سے اور سب گناہ اسکے علم اور حکم اور تقدیر اور ارادہ سے ہیں نہ محبت اور خوشنودی اور امر سے۔

## انبیاء کا معصوم ہونا

وَالْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كُلُّهُمْ مُنَزَّهُوْنَ عَنِ الصَّغَائِرِ وَالْكَبَائِرِ وَالْكُفْرِ وَالْقَبَائِحِ وَكَانَتْ مِنْهُمْ زَلَّاتٌ وَخَطِيَّاتٌ یعنی اور سارے نبی ان پر درود اور سلام ہو' سب پاک ہیں گناہوں صغیرہ اور کبیرہ اور کفر اور برائیوں سے اور ہوئی ہیں ان سے لغزشیں اور خطائیں (یعنی لغزش جیسے حضرت آدم علیہ السلام نے گیہوں کھایا اس خیال سے کہ درخت خاص کے کھانے کو منع کیا ہے' مطلق گیہوں کو نہیں یا اس خیال سے کہ فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کیلئے جنت میں منع ہے مطلق کھانا منع نہیں جیسے شیطان نے بہکایا تھا' اور خطا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھونسا مارا ایک کو فرعون کی قوم سے' وہ مر گیا۔

marfat.com

## پیغمبر عرب کی تعریف

وَمُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَبِيْبُهٗ وَعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَنَبِيُّهٗ وَصَفِيُّهٗ وَنَقِيُّهٗ وَلَمْ يَعْبُدِ الصَّنَمَ وَلَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ تَعَالٰى طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّلَمْ يَرْتَكِبْ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً قَطُّ یعنی اور محمد ﷺ دوست اس کے اور بندے اور رسول اور نبی اور مختار اور پاک کیے ہوئے اس کے ہیں، انہوں نے کبھی بت کی پوجا نہیں کی اور نہ شرک کیا ساتھ اللہ تعالیٰ کے ایک پلک مارنے تک اور کبھی گناہ صغیرہ اور کبیرہ نہیں کیا۔

## صحابہ کبار کی تعریف

أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْفَارُوْقُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُوالنُّوْرَيْنِ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ كَانُوْا عَابِدِيْنَ عَلَى الْحَقِّ وَمَعَ الْحَقِّ نَتَوَلَّاهُمْ جَمِيْعًا وَّلَا نَذْكُرُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلَّا بِخَيْرٍ یعنی بہتر سب آدمیوں سے بعد رسول اللہ ﷺ کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (یعنی حضرت ﷺ نے فرمایا سورج نہیں نکلا اور نہ ڈوبا بعد پیغمبروں اور رسولوں کے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل پر بعد انبیاء کے) صدیق ہیں۔ (تفسیر کبیر میں لکھا ہے جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے قصہ معراج کا سن کر کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اَشْهَدُ اَنَّكَ صِدِّيْقٌ حَقًّا تب ہی سے ان کا نام صدیق ہوا) پھر حضرت عمر بن خطاب فاروق رضی اللہ عنہ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی اور منافق حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے۔ حضرت ﷺ نے حق بتایا یہودی کا۔ منافق نے کہا میں عمر رضی اللہ عنہ کو حاکم بناتا ہوں۔

marfat.com

جب وہ ان کے پاس آئے تو یہودی نے کہا حضرت ﷺ نے میرا حق بتایا' یہ ناراض ہو کر تمہارے پاس آیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا۔ اس نے اقرار کیا۔ تب انہوں نے کہا ٹھہرو گھر سے ہو کر آتا ہوں۔ گھر سے تلوار لے کر آئے اور منافق کا سر کاٹ دیا اور کہا یہ اس شخص کا حال ہے جو خدا اور رسول کا انصاف کیا ہوا نہ مانے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے خوب جدا کیا حق کو باطل سے۔ اس روز سے ان کا نام فاروق ہوا۔ (فاروق کے معنی بہت فرق کرنے والا) پھر حضرت عثمان ذی النورین (یعنی ذوالنور دو نور والے) وہ دو نور حضرت ﷺ کی صاحبزادیاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں کہ ان کو منسوب ہوئیں۔ جب وہ مریں حضرت نے فرمایا اگر تیسری ہوتی تو میں اسی کے ساتھ نکاح کر دیتا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب' خوشنود ہو اللہ تعالیٰ ان سب سے' تھے عبادت کرنے والے حق پر اور حق کے ساتھ (یعنی بعضے نسخوں میں عابرین ہے یعنی گذرنے والے تھے حق پر اور ثابت رہنے والے تھے حق کے ساتھ ہمیشہ) دوستی رکھتے ہیں ہم سب سے اور نہیں یاد کرتے ہم کسی کو اصحاب رسول ﷺ کے سے مگر ساتھ نیکی کے۔

## مسلمانوں کا گناہوں کے سبب کافر نہ ہونا

وَلَا نُكَفِّرُ مُسْلِمًا بِذَنْبٍ مِّنَ الذُّنُوْبِ وَاِنْ كَانَتْ كَبِيْرَةً اِذَا لَمْ يَسْتَحِلَّهَا وَلَا نُزِيْلُ عَنْهُ اسْمَ الْاِيْمَانِ وَنُسَمِّيْهِ مُؤْمِنًا حَقِيْقَةً وَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ مُؤْمِنًا فَاسِقًا غَيْرَ كَافِرٍ یعنی اور نہیں کافر ٹھہراتے ہم کسی مسلمان کو گناہ کے سبب سے گناہوں سے اگرچہ کبیرہ ہو جب تلک اس کو حلال نہ جانے' اور نہیں دور کرتے ہم اس سے ایمان کا نام اور نام رکھتے ہیں ہم اس کا مسلمان حقیقتاً' اور ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کرے اور کافر نہ ہو۔

marfat.com

## مسلمان کا گناہوں کے سبب دوزخ میں جانے یا نہ جانے کا حکم

وَالْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ سُنَّةٌ وَالصَّلٰوةُ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ جَائِزَةٌ وَلَا نَقُوْلُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَضُرُّهُ الذُّنُوْبُ وَلَا نَقُوْلُ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ النَّارَ وَلَا نَقُوْلُ إِنَّهُ يُخَلَّدُ فِيْهَا وَإِنْ كَانَ فَاسِقًا بَعْدَ أَنْ يَّخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا مُؤْمِنًا وَّلَا نَقُوْلُ حَسَنَاتُنَا مَقْبُوْلَةٌ وَسَيِّئَاتُنَا مَغْفُوْرَةٌ كَقَوْلِ الْمُرْجِيَةِ وَلٰكِنْ نَقُوْلُ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا حَسَنًا بِجَمِيْعِ شَرَائِطِهَا خَالِيَةً عَنِ الْعُيُوْبِ الْمُفْسِدَةِ وَلَمْ يُبْطِلْهَا حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا مُؤْمِنًا فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُضِيْعُهَا بَلْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَيُثِيْبُهُ عَلَيْهَا وَمَا كَانَ مِنَ السَّيِّئَاتِ دُوْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ وَلَمْ يَتُبْ عَنْهَا صَاحِبُهَا حَتّٰى مَاتَ مُؤْمِنًا فَإِنَّهُ فِيْ مَشِيَّةِ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَلَمْ يُعَذِّبْهُ بِالنَّارِ أَبَدًا وَّالرِّيَاءُ إِذَا وَقَعَ فِيْ عَمَلٍ مِّنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّهُ يُبْطِلُ أَجْرَهُ وَكَذٰلِكَ الْعُجْبُ

یعنی اور مسح کرنا موزوں پر سنت ہے اور نماز پڑھنا پیچھے ہر نیک و بد مسلمان کے روا ہے' اور یہ نہیں کہتے ہم کہ گناہ مسلمان کو ضرر نہیں کرتا' اور ہم نہیں کہتے کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا اور یہ نہیں کہتے ہم کہ وہ ہمیشہ رہے گا اس میں اگرچہ بدکار ہو۔ پر گیا ہو دنیا سے مسلمان' اور ہم یہ نہیں کہتے کہ نیکیاں ہماری خواہ مخواہ مقبول اور گناہ ہمارے معاف ہیں جیسے مرجیہ کہتے ہیں۔ پر کہتے ہیں ہم جو نیک کام کریں گا ساتھ سب شرطوں کے' خالی تباہ کرنے والے عیبوں سے اور نہ باطل کرے گا اس کو یہاں تک کہ جائے گا دنیا سے مسلمان تو اللہ تعالیٰ نہیں ضائع کرے گا اس کو۔ بلکہ قبول کرے گا اس سے اور جزا دے گا اس کو اس کے اوپر' اور جو گناہ چھوٹا ہو شرک اور کفر سے اور اس سے توبہ نہ کی ہو کرنیوالے مسلمان نے مرتے دم تک تو وہ اللہ کے ارادہ میں ہے چاہے تو عذاب کرے اور چاہے بخشے اور دوزخ میں نہ ڈالے گا اس کو ہمیشہ کیلئے اور جب دیکھا واقع ہو کسی کام میں عبادات سے تو بیشک تباہ کرتا ہے اس کے ثواب کو' اور یہی حال ہے خود پسندی کا۔

marfat.com

## معجزہ اور کرامت

وَالْاٰیَاتُ لِلْاَنْبِیَاءِ وَالْکَرَامَاتُ لِلْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ وَاَمَّا الَّتِیْ تَکُوْنُ لِاَعْدَائِہٖ مِثْلُ اِبْلِیْسَ وَفِرْعَوْنَ الدَّجَّالِ کَمَا رُوِیَ فِی الْاَخْبَارِ اَنَّہٗ کَانَ وَیَکُوْنُ لَھُمْ فَلَا نُسَمِّیْھَا اٰیَاتٍ وَلَا کَرَامَاتٍ وَلٰکِنْ نُسَمِّیْھَا قَضَاءَ حَاجَاتِھِمْ وَذٰلِکَ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقْضِیْ حَاجَاتِ اَعْدَائِہٖ اِسْتِدْرَاجًا لَّھُمْ وَعُقُوْبَۃً لَّھُمْ فَیَغْتَرُّوْنَ وَیَزْدَادُوْنَ طُغْیَانًا وَکُفْرًا وَذٰلِکَ کُلُّہٗ جَائِزٌ وَّمُمْکِنٌ یعنی اور معجزے نبیوں کے اور کرامتیں ولیوں کی حق ہیں۔ اور وہ کام عادت کے برخلاف جو اللہ کے دشمنوں سے ہوتے ہیں جیسے شیطان اور فرعون اور دجال سے۔ چنانچہ حدیثوں میں آیا ہے کہ ہوئے ہیں اور ہوں گے ان کا نام ہم آیات اور کرامات نہیں رکھتے (یعنی خلاف عادت کی باتیں شیطان سے جیسے ایک دم بھر میں ساری زمین پر پھیلنا' اور بہکانا سارے مشرق اور مغرب کے لوگوں کو ایک وقت میں' اور آدمی کے بدن میں خون کی طرح دوڑنا' اور فرعون سے جیسے جاری ہونا رود نیل کا اس کے حکم کے موافق' اور ٹھہر جانا اس کے گھوڑے کی ٹانگوں کا' اور گھٹ جانا چڑھتے اترتے وقت اس کے قصر کا موافق خواہش کے اور دجال سے جیسے مارنا جلانا آدمیوں کا) لیکن ان کو قضا حاجات کہتے ہیں اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حاجت روائی کرتا ہے اپنے دشمنوں کی فریب دینے کیلئے دنیا میں اور عذاب کیلئے آخرت میں۔ پھر وہ دھوکا کھاتے ہیں اور زیادہ سرکشی اور کفر کرتے ہیں (یعنی جیسے فرعون کا حال ہوا۔ چنانچہ اس نے چار سو برس عیش کیا اور اسکے باورچی خانہ کا ایک پیالہ ٹوٹا۔

**فائدہ** بعضے نسخہ میں ہے عصیانا و کفرا یعنی پھر وہ بڑھتے ہیں برائی میں اور کفر میں) اور یہ سب جائز ہیں اور عقل سے کچھ دور نہیں۔

marfat.com

## دیدارِ ذاتِ باری کی کیفیت

وَكَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى خَالِقًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ وَرَازِقًا قَبْلَ اَنْ يَّرْزُقَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يُرٰى فِى الْاٰخِرَةِ وَيَرَاهُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ بِالْجَنَّةِ بِاَعْيُنِ رُءُوْسِهِمْ بِلَا تَشْبِيْهٍ وَّلَا كَيْفِيَّةٍ وَّلَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ خَلْقِهٖ مَسَافَةٌ یعنی اور اللہ تعالیٰ میں صفت خالقیت کی پہلے پیدا کرنے خلق سے تھی اور رزاق تھا پہلے رزق دینے سے (یعنی جیسے آدمی میں صفت سخاوت کی ہے اگرچہ کوئی لینے والا نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ دیکھا جائے گا آخرت میں۔ اور دیکھیں گے اس کو مسلمان بہشت میں سر کی آنکھوں سے بغیر تشبیہ کے (یعنی جسم اور صورت نہ ہوگی) اور کیفیت کے (یعنی جہت اور مکان میں مقابل ہو کر نظر نہیں آئے گا) اور نہ ہوگی اس میں اور اس کی خلق میں کچھ دوری۔

## تعریف ایمان

وَالْاِيْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِيْقُ وَاِيْمَانُ اَهْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَايَزِيْدُ وَلَايَنْقُصُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مُسْتَوُوْنَ فِى الْاِيْمَانِ وَالتَّوْحِيْدِ مُتَفَاضِلُوْنَ فِى الْاَعْمَالِ وَالْاِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيْمُ وَالْاِنْقِيَادُ لِاَوَامِرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمِنْ طَرِيْقِ اللُّغَةِ فَرْقٌ بَيْنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ۔

## ایمان اور اسلام میں فرق

وَلٰكِنْ لَايَكُوْنُ الْاِيْمَانُ بِلَا اِسْلَامٍ وَلَا يُوْجَدُ الْاِسْلَامُ بِلَا اِيْمَانٍ فَهُمَا كَالظَّهْرِ مَعَ الْبَطْنِ وَالدِّيْنُ اِسْمٌ وَاقِعٌ عَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالشَّرَائِعِ كُلِّهَا نَعْرِفُ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ فِىْ كِتَابِهٖ بِجَمِيْعِ صِفَاتِهٖ وَلَيْسَ يَقْدِرُ اَحَدٌ اَنْ يَّعْبُدَ اللّٰهَ تَعَالٰى حَقَّ عِبَادَتِهٖ كَمَا هُوَ لَهٗ وَلٰكِنَّهٗ يَعْبُدُهٗ بِاَمْرِهٖ كَمَا اَمَرَ وَيَسْتَوِى الْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّهُمْ فِى الْمَعْرِفَةِ وَالْيَقِيْنِ وَالتَّوَكُّلِ وَالْمَحَبَّةِ وَالرِّضَاءِ

marfat.com

وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَالْاِیْمَانِ فِی ذٰلِکَ وَیَتَفَاوَتُوْنَ فِیْمَا دُوْنَ الْاِیْمَانِ فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ یعنی اور ایمان، وہ اقرار کرنا زبان سے ہے، اور جی میں مان لینا، اور ایمان آسمان والوں اور زمین والوں کا نہ بڑھتا ہے اور نہ گھٹتا ہے اور مسلمان سب برابر ہیں اصل ایمان اور وحدانیت میں (یعنی اصل ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا مگر مراتب بڑھتے گھٹتے ہیں۔ ایمان گویا بینائی ہے اور کفر نابینائی، پس آنکھوں والے ہونے میں سب مسلمان برابر ہیں کوئی اندھا نہیں) کم و بیش ہیں عمل کرنے میں، اور اسلام کہتے ہیں مان لینا دل میں اور بجالانا حکموں اللہ کا ظاہر میں۔ پس لغت کی راہ سے ایمان اور اسلام کے معنوں میں فرق ہے (لغت میں ایمان کہتے ہیں جی میں یقین کرنے کو اور اسلام کہتے ہیں حکم مان لینے کو۔ خواہ جی سے یا زبان یا ہاتھ پاؤں سے۔ یعنی اسلام عام ہے، یہاں سے حق تعالیٰ فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (پ ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر۱۴) یعنی اعراب بولے ہم ایمان لائے کہ تم ایمان نہیں لائے مگر زبان سے تم نے اقرار کیا مگر شرع میں ایمان بغیر اسلام کے نہیں ہوتا اور نہ پایا جاتا ہے۔ اسلام بغیر ایمان کے۔ پس وہ دونوں گویا ابرہ استر ہیں ایک چیز کے۔ اور دین کہتے ہیں (یعنی شرع میں کہتے ہیں اقرار کرنا زبان سے اور دل سے مان لینا جیسا کہ وہ ہے ساتھ تمام ناموں اور صفتوں کے، یہ بات اس میں پائی جائے گی جو قبول کرے گا اللہ کے جملہ احکام بغیر تصدیق دل کے مقبول نہیں ہوتا) ایمان کو اور اسلام کو بھی اور سب شریعتوں کو بھی پہچانتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کو جیسا چاہیے ہم کو جس طرح پر بیان کیا ہے اللہ نے آپ کو اپنی کتاب میں ساتھ سب صفتوں کے یعنی اور وہ جو مشہور ہے مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ یعنی نہیں پہچانا ہم نے تم کو جیسا چاہیے، اس کے معنی یہ ہیں کہ تیری ذات حقیقتاً ہم کو معلوم نہیں اور نہیں قدرت ہے کسی میں کہ عبادت کرے اللہ تعالیٰ کی

marfat.com

جیسے کہ چاہیے جس عبادت کے وہ لائق ہے مگر وہ عبادت کرتا ہے اللہ کے حکم سے جیسا کہ اس کو حکم ہے۔ اور ہیں سب مسلمان علم اور یقین اور بھروسا کرنے اور محبت اور رضا مندی اور خوف اور امید میں یعنی معرفت سے مراد علم اس کا ہے ساتھ اسماء اور صفات کے' اور یقین وہ علم ہے کہ جس میں جانب خلاف کا احتمال نہ ہو ایمان کی قوت سے' اور توکل اللہ ہی پر ہے بھروسا کرنا' اور محبت سے مراد اللہ و رسول کی اطاعت اور رضاء سے مراد پسند رکھنا تقدیر کو بھلائی ہو یا مصیبت' اور خوف سے مراد ڈرنا عذاب اور غضب اس کے سے' اور رجا سے مراد شوق امید دونوں لازم ملزوم ہیں۔ اگر رجا کے ساتھ خوف نہ ہو تو اس کو امن کہتے ہیں۔ اگر خوف کے ساتھ رضا نہ ہو تو اس کو یاس کہتے ہیں) اور ایمان میں بیچ برابر ہونے ان چیزوں کے (یعنی سب مسلمان اس اعتقاد میں برابر ہیں معرفت یقین توکل وغیرہ میں) اور کم اور زائد ہوتے ہیں (مثلاً کسی میں کم توکل ہے۔ کسی میں زائد مگر اصل ایمان میں سب برابر ہیں) لوگ سوا ایمان کے ان سب چیزوں میں۔

## ثواب و عذاب گنہگاراں

وَاللّٰهُ تَعَالٰی مُتَفَضِّلٌ عِبَادِهٖ عَادِلٌ قَدْ یُؤْتِیْ مِنَ الثَّوَابِ اَضْعَافَ مَا یَسْتَوْجِبُهُ الْعَبْدُ تَفَضُّلًا مِّنْهُ وَقَدْ یُعَاقِبُ عَلَی الذَّنْبِ عَدْلًا مِّنْهُ وَقَدْ یَعْفُوْا فَضْلًا مِّنْهُ یعنی اور اللہ تعالیٰ فضل والا ہے اپنے بندوں پر' منصف ہے کبھی دیتا ہے دوگنا چوگنا ثواب بندے کے حق سے اپنے فضل سے' اور کبھی عذاب کرتا ہے گناہ پر اپنے انصاف سے۔ اور کبھی بخشتا ہے اپنے فضل سے۔

## شفاعت گنہگاراں

وَشَفَاعَةُ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ حَقٌّ وَشَفَاعَةُ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

marfat.com

لِلْمُؤْمِنِیْنَ الْمُذْنِبِیْنَ وَلِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْهُمُ الْمُسْتَوْجِبِیْنَ الْعِقَابَ حَقٌّ یعنی اور بخشوانا نبیوں (علیہم السلام) کا قیامت میں برحق ہے اور بخشوانا ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گنہگار مومنوں کو اور گناہ کبیرہ کرنیوالے مسلمانوں کو جو لایق عذاب کے ہیں حق ہے۔

## اعمال کا تولنا اور حوض کوثر کا برحق ہونا

وَوَزْنُ الْاَعْمَالِ بِالْمِیْزَانِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَقٌّ وَحَوْضُ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ حَقٌّ وَالْقِصَاصُ فِیْ مَا بَیْنَ الْخُصُوْمَةِ بِالْحَسَنَاتِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَقٌّ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهُمُ الْحَسَنَاتُ فَطَرْحُ السَّیِّئَاتِ عَلَیْهِمْ حَقٌّ جَائِزٌ یعنی اور تولنا اعمال کا ترازو میں قیامت کے دن حق ہے اور حوض کوثر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے حق ہے (یعنی حدیث شریف میں آیا ہے۔ میرا حوض مہینے کی راہ کا ہے کنارے اس کے برابر ہیں پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے خوشبو اس کی مشک سے بہتر ہے کوزے اس کے جیسے آسمان کے تارے جو پئے کبھی پیاسا نہ ہو) اور بدلہ جھگڑنے والے لوگوں میں نیکیوں کے ساتھ قیامت میں حق ہے پھر اگر ان کی نہ ہوں گی نیکیاں تو برائیوں کا ان پر پڑنا حق ہے اور جائز (یعنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر حق العبد ہو وہ آج بخشوالے پہلے اس سے کہ اس کے پاس درم دینار نہ رہیں کہ قیامت میں اگر نیکیاں والا ہے تو بندہ کے حق کے عوض اس کی نیکیاں دلائی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہیں تو حق والے کی برائیاں اس کے سر پر ڈالی جائیں گی پھر دوزخ میں ڈالا جائے گا)۔

## بہشت اور دوزخ کا مخلوق ہونا

وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ مَخْلُوْقَتَانِ الْیَوْمَ لَا تَفْنِیَانِ اَبَدًا وَّلَا تَمُوْتُ الْحُوْرُ الْعِیْنُ اَبَدًا وَّلَا یَفْنِیْ عِقَابُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَلَا ثَوَابُهٗ سَرْمَدًا وَّاللّٰهُ تَعَالٰی یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ

marfat.com

فَضْلاً مِنْهُ وَيُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ عَدْلًا مِّنْهُ وَاِضْلَالُه‘ خُذْلَانُه‘ وَتَفْسِيْرُ الْخُذْلَانِ اَنْ لَّا يُوَفِّقَ الْعَبْدَ عَلٰى مَا يَرْضَاهُ عَنْهُ وَهُوَ عَدْلٌ مِّنْهُ وَكَذَا عُقُوْبَةُ الْمَخْذُوْلِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ یعنی اور بہشت اور دوزخ پیدا کئے ہوئے ہیں‘ اب موجود ہیں‘ کبھی ان کو فنا نہیں اور نہ مریں گیں حوریں بڑی آنکھوں والیاں اور نہ کبھی فنا ہوگا عذاب اللہ تعالیٰ کا اور نہ ثواب اس کا (یعنی عذاب دوزخیوں سے اور ثواب بہشتیوں سے بعد حساب کتاب کے موقوف نہ ہوگا) اور اللہ تعالیٰ راہ بتاتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے‘ اور گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے انصاف سے‘ اور گمراہ کرنا اللہ کا کیا ہے خذلان اس کا۔ اور معنی خذلان کے توفیق نہ دینا اللہ کا بندے کو اس چیز پر جس چیز سے راضی ہے‘ اور یہ انصاف ہے اس کا‘ اور ایسے ہی عذاب کرنا توفیق نہ دیئے ہوئے کا گناہ پر انصاف ہے (یعنی انصاف ہے ظلم نہیں۔ ظلم کہتے ہیں غیر کے مال میں تصرف کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے مال میں تصرف کرتا ہے نہ غیر کے۔

## شیطان اور ایمان

وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّقُوْلَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْلُبُ الْاِيْمَانَ مِنَ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ قَهْرًا وَّجَبْرًا لٰكِنْ يَّقُوْلُ الْعَبْدُ يَدَعُ الْاِيْمَانَ فَحِ يَسْلُبُ مِنْهُ الشَّيْطَانُ یعنی اور یہ کہنا جائز نہیں کہ شیطان چھین لے جاتا ہے ایمان کو مسلمان بندے سے زبردستی اور زور سے‘ لیکن یوں کہے کہ بندہ چھوڑ دیتا ہے ایمان کو۔ پھر لے اڑتا ہے اس سے شیطان۔

## سوال منکر نکیر اور عذاب قبر وغیرہ کا برحق ہونا

وَسُوَالُ مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ حَقٌّ كَائِنٌ فِي الْقَبْرِ وَاِعَادَةُ الرُّوْحِ اِلَى الْجِسْمِ فِيْ قَبْرِهٖ حَقٌّ وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابُه‘ حَقٌّ كَائِنٌ لِّلْكُفَّارِ كُلِّهِمْ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اور سوال منکر اور نکیر کا قبر میں ہونے والا حق ہے‘ اور پھر پڑنا روح کا جسم میں گور کے بیچ حق ہے۔ اور تنگی گور کی اور عذاب اس کا حق ہے‘ ہونے والا ہے

marfat.com

سارے کافروں اور بعض گنہگار مسلمانوں کیلئے۔

## عجمی زبان میں اسمائے صفات باری تعالیٰ کا جائز ہونا

وَكُلُّ شَيْءٍ ذَكَرَهُ الْعُلَمَاءُ بِالْفَارِسِيَّةِ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَزَّ اسْمُهٗ فَجَائِزٌ الْقَوْلُ بِهٖ سِوَى الْيَدِ بِالْفَارِسِيَّةِ وَيَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ بِرُوْئِ خُدَاىِ عَزَّوَجَلَّ بِلَا تَشْبِيْهٍ وَلَا كَيْفِيَّةٍ یعنی اور جو چیز کہ ذکر کیا ہے اس کو عالموں عجمی زبان والے نے (یعنی عرب کے سوائے فارسی ہو یا کوئی اور زبان) اللہ عز اسمہ کی صفتوں سے تو اس کا بولنا درست ہے۔ (یعنی صفات متشابہات جیسے وجہ اور قدم اور ساق) سوائے ید کے فارسی میں، اور جائز ہے بولنا بروئے خدائے عزوجل بغیر تشبیہ اور کیفیت کے۔

## اللہ کا بندہ سے قرب و بعد کے معنی

وَلَيْسَ قُرْبُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا بُعْدُهٗ مِنْ طَرِيْقِ طُوْلِ الْمَسَافَةِ وَقِصَرِهَا وَلٰكِنْ عَلٰى مَعْنَى الْكَرَامَةِ وَالْهَوَانِ وَالْمُطِيْعُ قَرِيْبٌ مِّنْهُ بِلَا كَيْفٍ وَّالْعَاصِيْ بَعِيْدٌ مِّنْهُ بِلَا كَيْفٍ وَّالْقُرْبُ وَالْبُعْدُ وَالْاِقْبَالُ يَقَعُ عَلَى الْمُنَاجِيْ وَكَذٰلِكَ جِوَارُهٗ فِي الْجَنَّةِ وَالْوُقُوْفُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِلَا كَيْفٍ یعنی اور نہیں ہے نزدیک ہونا بندے کا اللہ تعالیٰ سے اور دور ہونا مسافت کی درازی اور کمی سے، ولیکن بزرگی اور اہانت کے معنی سے، اور بندہ فرمانبردار نزدیک ہے اس سے بغیر کیفیت کے، اور گنہگار دور ہے اس سے بغیر کیفیت کے، اور نزدیکی اور دوری اور متوجہ ہونا بولتے ہیں مناجات کرنیوالے پر، اور ایسے ہی ہمسایہ ہونا بندے اور اللہ کا جنت میں، اور کھڑا ہونا سامنے اس کے بغیر کیفیت کے۔

## فضائل آیات قرآن

وَالْقُرْاٰنُ مُنَزَّلٌ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَهُوَ فِي الْمَصَاحِفِ مَكْتُوْبٌ وَاٰيَاتُ الْقُرْاٰنِ

marfat.com

فِیْ مَعْنَی الْکَلَامِ مُسْتَوِیَۃٌ فِی الْفَضِیْلَۃِ وَالْعَظْمَۃِ اِلَّا اَنَّ لِبَعْضِھَا فَضِیْلَۃَ الذِّکْرِ وَفَضِیْلَۃَ الْمَذْکُوْرِ مِثْلُ اٰیَۃِ الْکُرْسِیِّ لِاَنَّ الْمَذْکُوْرَ جَلَالُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَظْمَتُہٗ وَصِفَاتُہٗ فَاجْتَمَعَتْ فِیْھَا فَضِیْلَتَانِ فَضِیْلَۃُ الذِّکْرِ وَفَضِیْلَۃُ الْمَذْکُوْرِ وَلِبَعْضِھَا فَضِیْلَۃُ الذِّکْرِ فَحَسْبُ مِثْلُ قِصَّۃِ الْکُفَّارِ وَلَیْسَ لِلْمَذْکُوْرِ فِیْھَا فَضْلٌ وَّھُمُ الْکُفَّارُ وَکَذٰلِکَ الْاَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ کُلُّھَا مُسْتَوِیَۃٌ فِی الْعَظْمِ وَالْفَضْلِ لَاتَفَاوُتَ بَیْنَھُمَا یعنی اور قرآن جو پیغمبر پر نازل ہوا ہے اور صحیفوں میں لکھا ہے۔ اور سب آیتیں قرآن کی بیچ معنی کلام کے برابر ہیں فضیلت لفظی اور عظمت معنوی میں۔ مگر بعض کو فضیلت لفظی اور معنوی دونوں ہیں جیسی آیۃ الکرسی کے۔ کیونکہ اس میں ذکر ہے اللہ تعالٰی کی ہیبت کا اور عظمت اور صفتوں کا، پس جمع ہوئیں اس میں دو فضیلتیں لفظی اور معنوی، اور بعض کو فقط فضیلت لفظی ہے جیسے قصے کافروں کے اور نہیں ہے ان میں کچھ معنوں کی بزرگی کہ وہ کافر لوگ ہیں (یعنی جیسے سورہ تبت یدا) اور ایسے ہی اللہ کے نام اور صفتیں سب برابر ہیں بزرگی لفظی اور معنوی میں فرق نہیں ان دونوں میں (یعنی نام جیسے اللہ احد وصمد فرد صفت جیسے لَہُ الْمُلْکُ لَہُ الْحَمْدُ لَہُ الْمَجْدُ وَالْکِبْرِیَاءُ اور برابر ہیں اطلاق کرنے میں اللہ پر اور اس بات میں کہ صفتیں اس کی نہ عین ہیں نہ غیر اگرچہ بعض ناموں کی فضیلت ہے جیسے اسم اعظم ننانوے ناموں سے افضل ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اسم اعظم اللہ ہے سب ناموں سے بہتر کہ سوا اللہ کے کسی پر حقیقتاً یا مجازاً اطلاق نہیں کیا جاتا اور دلالت کرتا ہے اسی ذات پر جس میں سب صفتیں الٰہی ہیں۔

## حضرت کے والدین کا مذہب

وَوَالِدَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَاتَا عَلَی الْکُفْرِ وَاَبُوْطَالِبٍ عَمُّہٗ مَاتَ کَافِرًا وَّقَاسِمٌ وَّطَاھِرٌ وَاِبْرَاھِیْمُ کَانُوْا اَبْنَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ

marfat.com

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَاُمُّ كُلْثُوْمٍ كُنَّ جَمِيْعًا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی اور ماں باپ پیغمبر خدا ﷺ کے کافر[1] مرے۔ اور ابوطالب چچا حضرت ﷺ کا کافر مرا۔ اور حضرت قاسم علیہ السلام اور حضرت طاہر علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے بیٹے پیغمبر خدا ﷺ کے' اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سب بیٹیاں تھیں۔ رسول خدا ﷺ کی (یعنی حضرت کی چاروں بیٹیاں اور حضرت قاسم علیہ السلام اور حضرت طاہر علیہ السلام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اور حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ستر دن کے ہو کر فوت ہوئے۔

## شبہ کے وقت اعتقاد کا حکم

وَاِذَا اُشْكِلَ عَلَى الْاِنْسَانِ شَيْءٌ مِّنْ دَقَائِقِ عِلْمِ التَّوْحِيْدِ فَاِنَّهٗ يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَعْتَقِدَ فِي الْحَالِ مَا هُوَ الصَّوَابُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلٰى اَنْ يَجِدَ عَالِمًا فَيَسْاَلَهٗ وَلَا يَسَعُهٗ تَاْخِيْرُ الطَّلَبِ وَلَا يُعْذَرُ بِالْوَقْفِ وَيَكْفُرُ اِنْ وَقَّفَ یعنی اور جب شبہ آئے مسلمان آدمی کو کسی چیز میں علم کلام کے دقیقوں میں تو اس کو ضرور ہے کہ اعتقاد کرے بالفعل اجمالاً اس چیز کا جو حق ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک' جب تک کہ پائے کسی عالم کو تو پوچھ کر اعتقاد تفصیلی کرے' اور نہیں جائز ہے اس کو دیر کرنا طلب میں تردد کے وقت' اور عذر قبول نہیں توقف کرنے میں' اور کافر ہو جاتا ہے آدمی اگر توقف کرے (یعنی جس چیز میں شک ہو اور وہ ایمان کی بات ہے اور اپنے شک کو پوچھنے سے رفع نہ کرے باوجود قدرت کے تو کافر ہے)

---

[1] رسول اللہ ﷺ کے والدین اور ان کے چچا ابوطالب کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ تحقیق کیلئے دیکھو میری کتاب سوانح عمری رسول مقبول ﷺ اسی واسطے محققین نے اس کتاب کو امام صاحب کی تصنیف نہیں تسلیم کیا جس کی تحقیق کتاب مذکور میں بالتفصیل ہے۔ نیز بعض نسخوں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے (مصنف)

marfat.com

## معراج اور آثار قرب قیامت کا حق ہونا

وَخَبَرُ الْمِعْرَاجِ حَقٌّ وَمَنْ رَدَّهُ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ وَيَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَ نُزُوْلُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ وَسَائِرُ عَلَامَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ عَلٰى مَاوَرَدَتْ بِهِ الْاَخْبَارُ الصَّحِيْحَةُ حَقٌّ كَائِنٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی اور خبر معراج کی حق ہے' اور جو اس کو نہ مانے وہ بدعتی گمراہ ہے (یعنی معراج حضرت ﷺ کو جاگتے میں اسی بدن کے ساتھ ہوا تھا۔ پہلے آسمان پر تشریف لے گئے' پھر جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا) اور نکلنا دجال اور یاجوج اور ماجوج کا' اور نکلنا سورج کا مغرب کی طرف سے' اور اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے' اور باقی نشانیاں قیامت کی جیسا کہ وارد ہوا ہے صحیح حدیثوں میں حق ہے۔ مقرر ہونے والا ہے' اور اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے راہ سیدھی کی۔

# وصیت نامہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

## بارہ خصائل مذہب حقہ کا بیان

لَمَّا مَرِضَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ اِعْلَمُوْا اَصْحَابِىْ وَاِخْوَانِىْ وَفَّقَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ فِىْ مَذْهَبِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اِثْنٰى عَشَرَ نَوْعًا مِّنَ الْخِصَالِ فَمَنْ كَانَ يَسْتَقِيْمُ عَلٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ لَايَكُوْنُ مُبْتَدِعًا وَّلَا يَكُوْنُ صَاحِبَ الْهَوَاءِ فَعَلَيْكُمْ اَصْحَابِىْ وَاِخْوَانِىْ اَنْ تَكُوْنُوْا فِىْ هٰذِهِ الْخِصَالِ حَتّٰى تَكُوْنُوْا فِىْ شَفَاعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی کہتے ہیں۔ جب بیمار ہوئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو فرمایا: جانو میرے یارو اور بھائیو (بھائی سے دینی بھائی مراد ہیں بقول اللہ تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ) خدا تم کو

marfat.com

توفیق دے کہ مذہب اہلسنت و جماعت میں بارہ خصلتیں ہیں، جو ٹھہرے ان پر وہ بدعتی نہیں۔ (بدعتی جو دین کے کاموں میں نئی رسمیں نکالے) اور نہ جی کے چاؤ والا (یعنی جو جی چاہے سو اپنی حرص پوری کرے، شرع کے مخالف اور موافق پر دھیان نہ کرے) سو تم پر لازم ہے میرے یارو اور بھائیو کہ ان خصلتوں کو مضبوط پکڑو تا کہ ہوؤ تم بیچ شفاعت محمد رسول اللہ ﷺ کے قیامت کے دن۔

# پہلی فصل

## ایمان کی حقیقت

اَوَّلُهَا اَلْاِيْمَانُ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ وَالْاِقْرَارُ وَحْدَهٗ لَا يَكُوْنُ اِيْمَانًا لِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ اِيْمَانًا لَكَانَ الْمُنٰفِقُوْنَ كُلُّهُمْ مُؤْمِنِيْنَ وَكَذٰلِكَ الْمَعْرِفَةُ وَحْدَهَا لَا تَكُوْنُ اِيْمَانًا لِاَنَّهَا لَوْ كَانَتْ اِيْمَانًا لَكَانَتْ اَهْلُ الْكِتٰبِ كُلُّهُمْ مُؤْمِنِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ حَقِّ الْمُنَافِقِيْنَ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وَقَالَ فِيْ حَقِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمْ الآیہ یعنی ایمان کیا ہے زبان سے کہنا اور دل سے ماننا جو کچھ پیغمبر خدا ﷺ پر اترا، اور فقط زبان سے کہنے کا نام ایمان نہیں ورنہ منافق لوگ مومن ہوتے، اور اسی طرح فقط دل سے جاننا ایمان نہیں ورنہ سارے اہل کتاب مومن ہوتے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے منافقوں کے حق میں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (یعنی وہ دل سے نہیں مانتے گو زبان سے کہتے ہیں کہ ہم نے خدا اور رسول کو مانا) اور کہا اہل کتاب کے حق میں وہ نبی کو ایسا جانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو (یعنی فقط دل سے جان لینا اور پہچاننا کفایت نہیں کرتا، ماننا بھی ضرور ہے)

marfat.com

## ایمان کی کمی بیشی کا بیان

اَلْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ لِاَنَّہٗ لَایُتَصَوَّرُ زِیَادَۃُ الْاِیْمَانِ اِلَّا بِنُقْصَانِ الْکُفْرِ وَلَا یُتَصَوَّرُ نُقْصَانُ الْاِیْمَانِ اِلَّا بِزِیَادَۃِ الْکُفْرِ فَکَیْفَ یَجُوْزُاَنْ یَّکُوْنَ الشَّخْصُ الْوَاحِدُ فِیْ حَالَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مُّؤْمِنًا وَّکَافِرًا حَقًّا وَلَیْسَ فِیْ اِیْمَانِ الْمُؤْمِنِ شَکٌّ کَمَا اَنَّہٗ لَیْسَ فِیْ کُفْرِ الْکَافِرِ شَکٌّ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وَّاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَّالْعَاصُوْنَ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وَّلَیْسُوْا بِکَافِرِیْنَ یعنی ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا کیونکہ زیادتی ایمان کی دھیان میں نہیں آتی۔ مگر اس طرح کہ کفر کی کمی ہو‘ اور اسی طرح ایمان کی کمی نہیں ہوسکتی۔ مگر اسطرح پر کہ کفر کی اس میں زیادتی ہو‘ اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی ایک ہی حال میں مومن اور کافر حقیقتاً دونوں ہو۔ (یعنی جب ایمان اور کفر میں ضد ہوئی تو ایک شخص میں ایک ہی حالت میں دونوں امور اکٹھے کیونکر پائے جائیں گے۔ اسی واسطے گھٹنا بڑھنا نہیں ہوسکتا) اور مومن کے ایمان میں شک نہیں ہوتا ہے‘ جیسا کہ کافر کے کفر میں۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ لوگ مومن برحق ہیں اور وہ لوگ کافر برحق ہیں۔ اور گنہگار لوگ امت محمد ﷺ کے یقیناً مسلمان ہیں اور کافر نہیں ہیں۔

# دوسری فصل

## ایمان اور عمل میں فرق

اَلْعَمَلُ غَیْرُ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ غَیْرُ الْعَمَلِ بِدَلِیْلِ اَنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَوْقَاتِ یَرْتَفِعُ الْعَمَلُ عَنِ الْمُؤْمِنِ وَلَا یَجُوْزُاَنْ یُّقَالَ ارْتَفَعَ عَنْہُ الْاِیْمَانُ فَاِنَّ الْحَائِضَ تَرْتَفِعُ عَنْھَا الصَّلٰوۃُ وَلَا یَجُوْزُاَنْ یُّقَالَ رُفِعَ عَنْھَا الْاِیْمَانُ اَوْ اُمِرَلَھَا

marfat.com

بِتَرْكِ الْاِيْمَانِ وَقَدْ قَالَ لَهَا الشَّرْعُ دَعِي الصَّوْمَ ثُمَّ اقْضِيْهِ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ دَعِي الْاِيْمَانِ ثُمَّ اقضية نجور اَنْ يُّقَالَ لَيْسَ عَلَى الْفَقِيْرِ الزَّكوٰةُ وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ لَيْسَ عَلَى الْاِيْمَانُ یعنی عمل ایمان کے غیر ہے اور ایمان عمل کے غیر اس واسطے کہ بہت وقت عمل مومن سے جاتا رہتا ہے اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ ایمان اس سے جاتا رہا۔ جیسا حیض والی عورت کے ذمہ سے نماز اتر جاتی ہے' اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے ایمان جاتا رہا' اور نہ یہ کہ اٹھا رکھی گئی اس سے نماز پھر ادا کرنے کیلئے ایمان کے جاتے رہنے سے (یعنی اگرچہ اسے نماز کا ادا کرنا نہیں پہنچتا ہے بلکہ معاف ہے لیکن بطور احتمال کے کہا کہ یہ بھی نہ کہنا چاہیے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے حیض کے سبب سے نماز معاف ہوئی) اور شارع نے اس حال میں فرمایا کہ چھوڑ دے روزے پھر قضا کر (یعنی حیض میں روزہ نہ رکھے مگر اور دنوں میں قضا کرے۔ برخلاف نماز کے کہ قضا کی حاجت نہیں۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت حوا علیہا السلام کو حیض آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے نماز کے واسطے حق تعالیٰ سے پوچھا۔ حکم ہوا کہ معاف ہے۔ جب روزے کا آیا حضرت علیہ السلام نے اپنے قیاس سے منع کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا اس کی قضا کرنی چاہیے۔ مجھ سے اگر پوچھتا تو معاف ہو جاتا) اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ چھوڑ دے ایمان پھر قضا کر لینا' اور یہ کہنا روا ہے کہ فقیر پر زکوٰۃ نہیں۔ اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ فقیر پر ایمان واجب نہیں (یہاں تک اس کی مثالیں تھیں کہ عمل جاتا رہتا ہے اور ایمان نہیں جاتا آگے سے اس کی مثال ہے کہ عمل رہے اور ایمان جاتا رہے)

## نیکی اور بدی کا خالق اللہ کو جاننا

وَلَوْ قَالَ تَقْدِيْرُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَكَانَ كَافِرًا بِاللّٰهِ تَعَالٰى بَطَلَ تَوْحِيْدُهٗ' لَوْ كَانَ لَهُ التَّوْحِيْدُ یعنی اور جو کوئی کہے تقدیر خیر اور شر کی سوائے اللہ کے کسی اور نے بنائی ہے وہ کافر ہو گیا۔ اور اگر وہ موحد تھا تو اس کی توحید

marfat.com

جاتی رہی (یعنی توحید خدا کو ایک جاننے کا نام ہے' کوئی اور ساجھی نہ ٹھہرائے۔ جیسا یہاں تقدیر خیر شر کو خدا کی بنائی نہیں جانتا تو اور کسی کو ٹھہرائے گا۔

# تیسری فصل

## اعمال بندگان کے اقسام

نُقِرُّ بِاَنَّ الْاَعْمَالَ ثَلَاثَةٌ فَرِيْضَةٌ وَّفَضِيْلَةٌ وَّمَعْصِيَةٌ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں اس بات کا کہ بندوں کے کام تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک فرض' جس کا کرنا ضروری ہے۔ دوسری فضیلت (یعنی محض ثواب کے کام کہ جن کے کرنے میں عذاب یقیناً نہیں) تیسرے برے کام (یعنی جن کے کرنے میں یقیناً عذاب ہے)

## پہلی قسم کا بیان

فَالْفَرِيْضَةُ بِاَمْرِ اللّٰهِ وَمَشِيَّتِهٖ وَمَحَبَّتِهٖ وَرِضَائِهٖ وَقَضَائِهٖ وَتَقْدِيْرِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَتَوْفِيْقِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَحُكْمِهٖ وَعِلْمِهٖ وَكِتَابَتِهٖ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ یعنی سو فرض تو ہوتا ہے خدا کے امر سے' اور مشیت اور محبت اور رضا مندی اور قضا اور تقدیر اور ارادہ اور توفیق' اور پیدا کرنے اور حکم اور علم اور اس کے لکھنے سے لوح محفوظ میں۔

## دوسری قسم کا بیان

وَاَمَّا الْفَضِيْلَةُ فَلَيْسَ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ بِمَشِيَّتِهٖ وَمَحَبَّتِهٖ وَرِضَائِهٖ وَقَضَائِهٖ وَتَقْدِيْرِهٖ وَتَوْفِيْقِهٖ وَتَخْلِيْقِهٖ وَاِرَادَتِهٖ وَحُكْمِهٖ وَعِلْمِهٖ وَكِتَابَتِهٖ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ یعنی اور فضیلت کے کام خدا کے امر سے نہیں۔ پر مشیت اور محبت اور رضا مندی اور تقدیر اور توفیق دینے اور پیدا کرنے اور ارادہ اور حکم اور علم اور لکھنے سے لوح محفوظ میں۔

marfat.com

## تیسری قسم کا بیان

وَاَمَّا الْمَعْصِيَةُ لَيْسَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلٰكِنْ بِمَشِيَّتِهٖ لَا بِمَحَبَّتِهٖ وَبِقَضَآئِهٖ لَا بِرِضَائِهٖ وَبِتَقْدِيْرِهٖ لَا بِتَوْفِيْقِهٖ وَبِخِذْلَانِهٖ وَيُؤْخَذُ لَهَا لِاَنَّهٗ فِيْ عِلْمِهٖ وَكِتَابَتِهٖ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ یعنی اور گناہ کے کام خدا کے امر سے نہیں، پر اس کی مشیت سے ہیں۔ محبت (یعنی امر محبت رضا مندی توفیق پہلے کاموں میں ہوتی ہے۔ مشیت قضا تقدیر علم لکھنا بھلے برے دونوں میں مواخذہ و خذلان حکومت اور سیاست برے کاموں میں) سے نہیں اور قضا سے ہیں۔ رضا سے نہیں تقدیر سے ہیں۔ توفیق سے نہیں خذلان سے ہیں، اور اس پر مواخذہ ہے کیونکہ خدا جانتا ہے اور لوح محفوظ میں لکھا ہے۔

# چوتھی فصل

## استوائے عرش کا بیان

نُقِرُّ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ حَاجَةٌ وَّاسْتِقْرَارٌ عَلَيْهِ وَهُوَ الْحَافِظُ لِلْعَرْشِ وَغَيْرِ الْعَرْشِ فَلَوْ كَانَ مُحْتَاجًا لَّمَا قَدَرَ عَلٰى اِيْجَادِ الْعَالَمِ وَتَدْبِيْرِهٖ كَالْمَخْلُوْقِ وَلَوْ صَارَ مُحْتَاجًا اِلَى الْجُلُوْسِ وَالْقَرَارِ فَقَبْلَ خَلْقِ الْعَرْشِ اَيْنَ كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُنَزَّهٌ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا یعنی اقرار کرتے ہیں ہم کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے مگر اس کو اس کے ساتھ کچھ حاجت نہیں اور نہ ٹھہراؤ اس پر (یعنی ٹھہراؤ کام جسم کا ہے اور اللہ جسم سے پاک ہے) اور اس کی حفاظت میں ہے عرش اور اس کے سوا بھی اگر محتاج ہوتا تو تمام عالم کو پیدا نہ کر سکتا، اور نہ اس کی تدبیر ہو سکتی مثل مخلوق کے، اور جو ہوتا محتاج بیٹھنے کا اور ٹھہرنے کا تو پہلے پیدا کرنے عرش کے کہاں تھا۔ حق تعالیٰ (یعنی عرش نہ تھا تو کس پر ٹھہرتا) ان باتوں

marfat.com

سے بہت پاک ہے۔ (تفصیل کیلئے دیکھو میری کتاب التوحید جس میں اس مسئلہ کو شرح وبسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ مصنف)

# پانچویں فصل

## قرآن مجید کا مخلوق نہ ہونا

نُقِرُّ بِاَنَّ الْقُرْاٰنَ كَلَامُ اللّٰهِ وَوَحْيُه وَتَنْزِيْلُه وَصِفَتُه لَا هُوَ وَلَا غَيْرُه بَلْ هُوَ صِفَتُه عَلَى التَّحْقِيْقِ مَكْتُوْبٌ فِي الْمَصَاحِفِ مَقْرُوٌّ بِالْاَلْسُنِ مَحْفُوْظٌ فِي الصُّدُوْرِ مِنْ غَيْرِ حُلُوْلٍ فِيْهَا وَالْحُرُوْفُ وَالْحِبْرُ وَالْكَاغَذُ وَالْكِتٰبُ كُلُّهَا مَخْلُوْقَةٌ لِاَنَّهَا اَفْعَالُ الْعِبَادِ وَكَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرُ مَخْلُوْقٍ لِاَنَّ الْكِتَابَةَ وَالْحُرُوْفَ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاٰيَاتِ كُلُّهَا اٰلَةُ الْقُرْاٰنِ لِحَاجَةِ الْعِبَادِ اِلَيْهِ وَكَلَامُ اللّٰهِ تَعَالٰى قَائِمٌ بِذَاتِه وَمَعْنَاهُ مَفْهُوْمٌ بِهٰذِهِ الْاَشْيَاءِ فَمَنْ قَالَ بِاَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَخْلُوْقٌ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى مَعْبُوْدٌ لَا يَزَالُ عَمَّا كَانَ وَكَلَامُه مَقْرُوٌّ وَمَكْتُوْبٌ مَحْفُوْظٌ مِنْ غَيْرِ مُزَايَلَةٍ عَنْهُ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور اس کا بھیجا ہوا اور اس کا اتارا ہوا ہے اور اس کی صفت ہے۔ نہ عین ہے اللہ کا نہ غیر (یعنی عین نہیں اس راہ سے کہ معنی ذات کے اور ہیں' اور صفت کے اور۔ غیر نہیں اس سے کہ مغائر اور جدا اس سے نہیں پائی جاتی۔ بلکہ ذات ہی میں ہیں جو اوروں میں ذات اور صفت سے کام نکلتا ہے۔ یہاں فقط ذات سے حاصل ہوتا ہے) بلکہ وہ صفت اس کی تحقیق ہے۔ لکھا ہوا ہے صحیفوں میں' پڑھا ہوا ہے زبانوں پر' محفوظ ہے سینوں میں بغیر حلول کے (یعنی سینوں میں حاصل اور محفوظ ہے نہ جیسے سپیدی کپڑے میں یا پانی کنوئیں میں) اور حروف اور سیاہی اور کاغذ اور لکھا ہوا سب چیزیں خدا کی بنائی ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہ سب بندوں کے کام

marfat.com

ہیں اور خدا کا کلام بنایا ہوا نہیں ہے۔ کیونکہ لکھنا اور حروف اور کلمے اور آیتیں یہ سب اسباب ہیں قرآن کے' کیونکہ بندے قرآن پڑھنے میں ان اسباب کے محتاج ہیں' اور کلام خدا کا صرف اس کی ذات سے قائم ہے (یعنی حروف وغیرہ اسباب کی طرف محتاج نہیں) اور معنی اس کے سمجھے جاتے ہیں۔ ان سب چیزوں سے پھر جو کہے کلام اللہ کا مخلوق ہے پس وہ منکر ہے اللہ عظیم کا' اور اللہ تعالیٰ معبود ہے ہمیشہ رہنے والا ہے جیسا پہلے سے ہے (یعنی اس کو کسی بات اور صفت میں تغیر نہیں) اور کلام اس کا زبانوں پر پڑھا جاتا ہے اور لکھا جاتا ہے بغیر زوال کے اس کی ذات سے۔

# چھٹی فصل

## صحابہ کبار کا سب سے بہتر ہونا

نُقِرُّ بِاَنَّ اَفْضَلَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ كُلُّ مَنْ سَبَقَ فَهُوَ اَفْضَلُ وَيُحِبُّهُمْ كُلُّ مُؤْمِنٍ تَقِيٍّ وَّيُبْغِضُهُمْ كُلُّ مُنَافِقٍ شَقِيٍّ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں سب سے بہتر اس امت میں بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے حضرت ابوبکر ہیں' پھر حضرت عمر' پھر حضرت عثمان' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم اس دلیل سے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اگلے لوگ آگے ہیں وہی لوگ پاس ہوں گے (یعنی درجے ان کے بلند ہوں گے کہ پہلے ایمان لا کر شریک ہوئے ہیں حضرت ﷺ کے ساتھ اور ان کے سبب اسلام نے رونق پائی) نعمت کے باغوں میں (یعنی مراد فضیلت اور بہتری سے وہ ہے کہ جس سے ثواب اور درجات آخرت کے زائد ملیں۔ اگرچہ کسی بات میں اس ترتیب سے فضیلت نہ ہو۔ یہ بات فضیلت کی موافق مذہب اہلسنت و جماعت

marfat.com

کے خلفائے راشدین میں بترتیب خلافت ہے جس کا یہ اعتقاد نہ ہو وہ مسلماں نہیں) جو پہلے ہیں افضل ہیں۔ دوست رکھتا ہے ان اصحاب رضی اللہ عنہم کو ہر مسلمان پرہیزگار اور بغض رکھتا ہے ان کے ساتھ ہر منافق بدبخت۔

# ساتویں فصل

## پیدائش اعمال انسان کی حقیقت

نُقِرُّ بِاَنَّ الْعَبْدَ مَعَ اَعْمَالِہٖ وَاِقْرَارِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ مَخْلُوْقٌ فَلَمَّا کَانَ الْفَاعِلُ مَخْلُوْقًا بِاَفْعَالِہٖ اَوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَخْلُوْقًا وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ طَاقَۃٌ لِاَنَّھُمْ ضُعَفَاءُ عَاجِزُوْنَ وَاللّٰہُ تَعَالٰی خَالِقُھُمْ رَازِقُھُمْ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ وَالْکَسْبُ بِالْعِلْمِ حَلَالٌ وَّجَمْعُ الْمَالِ مِنَ الْحَلَالِ حَلَالٌ وَّجَمْعُ الْمَالِ مِنَ الْحَرَامِ حَرَامٌ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندے اپنے اعمال اور اقرار اور پہچان سمیت پیدا کیے ہوئے ہیں' پھر جب کام کرنے والے مخلوق ہوئے اپنے کاموں کے ساتھ بطریق اولیٰ وہ فقط مخلوق ہوں گے اور کسی طرح ان کو طاقت نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ سب کمزور ہیں تھکنے والے' اور حق تعالیٰ ان کا پیدا کرنے والا' روزی دینے والا ہے جیسا کہ فرمایا ہے ''اور اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو مارے گا پھر تم کو جلائے گا۔ اور علم کی کمائی حلال ہے' اور حلال کا مال جمع کرنا حلال ہے اور حرام کا مال جمع کرنا حرام ہے۔

## اقسام انسان

اَلْخَلْقُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَصْنَافٍ اَلْمُؤْمِنُ الْمُخْلِصُ فِیْ اِیْمَانِہٖ وَالْکَافِرُ الْجَاھِدُ فِیْ کُفْرِہٖ وَالْمُنَافِقُ الْمُدَاھِنُ فِیْ نِفَاقِہٖ وَاللّٰہُ فَرَضَ عَلَی الْمُؤْمِنِ الْعَمَلَ وَعَلَی الْکَافِرِ الْاِیْمَانَ وَعَلَی الْمُنَافِقِ الْاِخْلَاصَ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا

marfat.com

رَبَّکُمْ مَعْنَاہُ یٰاَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ اَطِیْعُوْا وَاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اٰمِنُوْا وَاَیُّھَا الْمُنَافِقُوْنَ اَخْلِصُوْا یعنی لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں ایک مسلمان خالص ایمان والا' دوسرا کافر منکر' تیسرا منافق ظاہر میں مسلمان دل میں کافر۔ اور خدائے تعالیٰ نے فرض کیا مومن پر عمل کرنا (یعنی نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ) اور کافر پر ایمان لانا اور منافق پر دل سے ایمان لانا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اے لوگو! پوجو اپنے رب کو" اس کے یہ معنی ہیں۔ اے مسلمانو! نیک عمل کرو۔ اور اے کافرو ایمان لاؤ' اور منافقو دل سے ایمان لاؤ۔ (انشاء اللہ تعالیٰ ان مضامین کو اگلے حصوں میں بڑی شرح و تفصیل سے لکھا جائے گا۔ (مصنف)

# آٹھویں فصل

## قدرت کا کام کے ساتھ ہونا

نُقِرُّ بِاَنَّ الْاِسْتِطَاعَةَ مَعَ الْفِعْلِ لَاقَبْلَ الْفِعْلِ وَلَابَعْدَ الْفِعْلِ لِاَنَّہٗ لَوْ کَانَ قَبْلَ الْفِعْلِ لَکَانَ الْعَبْدُ مُسْتَغْنِیًا عَنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقْتَ الْفِعْلِ وَھٰذَا خِلَافُ النَّصِّ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَلَوْ کَانَ بَعْدَ الْفِعْلِ لَکَانَ مِنَ الْمُحَالِ حُصُوْلُ الْفِعْلِ بِلَا اِسْتِطَاعَۃٍ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ قدرت کام کرنے کی ساتھ کام کے ہے' نہ پہلے ہے نہ پیچھے۔ کیونکہ اگر پہلے ہوتی تو بندہ خدا تعالیٰ سے بے پرواہ ہوتا کام کرنے وقت (یعنی جب بندے کو پہلے سے طاقت ہے تو کام کرنے کے وقت خدا کی مدد کی کچھ حاجت نہیں) اور یہ خلاف نص حق تعالیٰ کے ہے' کہ وہ فرماتا ہے اللہ بے پرواہ ہے اور تم سب محتاج ہو۔ اور اگر کام سے پیچھے ہوتی تو یہ محال ہے کہ کام بے قدرت ہو (یعنی کام کر نہیں سکتا تھا تو کیا کیونکر)

marfat.com

# نویں فصل

## مسح موزہ اور قصر نماز کا حکم

نُقِرُّ بِاَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَاجِبٌ لِلْمُقِيْمِ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّلِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهَا لِاَنَّ الْحَدِيْثَ وَرَدَ هٰكَذَا وَمَنْ اَنْكَرَ فَاِنَّهٗ يُخْشٰى عَلَيْهِ الْكُفْرُ لِاَنَّهٗ ثَبَتَ بِالْخَبَرِ الْمُتَوَاتِرِ وَالْقَصْرُ وَالْاِفْطَارُ رُخْصَةٌ فِي السَّفَرِ بِنَصِّ الْكِتٰبِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ وَفِي الْاِفْطَارِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ مسح موزوں پر جائز ہے (یعنی دونوں ہاتھ کی تین تین انگلیاں بھگو کر داہنے بائیں پاؤں کی پشت پر رکھ کر انگلیوں سے پنڈلیوں کی طرف کھینچے) مقیم کو ایک دن رات اور مسافر کو تین دن رات (یعنی بعد طہارت موزے پہنے، پھر جب اس کا وضو ٹوٹے اس وقت سے رات دن مقیم کو، اور مسافر کو یعنی وہ شخص کہ تین دن کی راہ کو جائے۔ تین رات دن تک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، اور مسافر پندرہ دن کے رہنے کی نیت سے مقیم ہو جاتا ہے۔ پندرہ دن سے کم کی نیت رہنے کی ہو تو وہ مسافر کا مسافر ہے) کیونکہ حدیث شریف میں یوں آیا ہے، اور جو نہ مانے اس پر کفر کا ڈر ہے، کیونکہ وہ ثابت ہے ساتھ حدیث متواتر کے، اور کم کرنا نماز کا اور روزے نہ رکھنے سفر میں اجازت ہے نص قرآن سے۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے، اور جب سفر کرو تم زمین میں تو پھر تم کو گناہ نہیں کہ کم کرو نماز میں (یعنی چہار رکعت فرض کی جگہ دو رکعت پڑھا کرو۔ بلکہ پوری پڑھنے میں گناہ ہے) اور افطار کے مقدمہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے، پھر جو تم میں بیمار ہو یا مسافر تو اس کو دن اتنے گن کر روزے رکھنا چاہیے (یعنی جتنے روزے رکھنے ہوں رمضان کے سوا اور

marfat.com

دنوں میں اتنے رکھ لے۔ ہاں جو روزے سفر میں رکھ سکے تو اس کو رکھنا ثواب ہے۔ افطار ضرور نہیں۔ (اس مضمون کو اگلے حصوں میں بالتفصیل لکھا گیا ہے۔ (مصنف)

# دسویں فصل

## قلم کا لوح محفوظ پر لکھنا

نُقِرُّ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَ الْقَلَمَ بِاَنْ يَّكْتُبَ فَقَالَ الْقَلَمُ مَاذَا اَكْتُبُ يَارَبِّىْ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكُلُّ شَىْءٍ فَعَلُوْهُ فِى الزُّبُرِ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حکم کیا قلم کو لکھنے کا، قلم نے کہا: کیا لکھوں اے میرے پروردگار۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہونے والا ہے قیامت تک، جیسا کہ فرمایا حق تعالیٰ نے اور جو کچھ یہ کرتے ہیں کتابوں میں لکھا ہوا ہے، اور سب چھوٹے بڑے لکھے ہوئے ہیں۔

# گیارہویں فصل

## عذاب قبر اور جنت دوزخ وغیرہ کا برحق ہونا

نُقِرُّ بِاَنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ كَائِنٌ لَا مَحَالَةَ وَسُوَالَ الْمُنْكَرِ وَالنَّكِيْرِ حَقٌّ لِوُرُوْدِ الْاَحَادِيْثِ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ وَّهُمَا مَخْلُوْقَتَانِ لَا فَنَاءَ لَهُمَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فِى الْجَنَّةِ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ وَفِىْ حَقِّ النَّارِ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ خَلَقَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى لِلثَّوَابِ وَالْعِقَابِ وَالْمِيْزَانُ حَقٌّ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا یعنی ہم مانتے ہیں کہ عذاب قبر کا بیشک ہونے والا ہے اور سوال منکر نکیر کا ثابت ہے حدیثوں سے، اور جنت اور دوزخ ثابت ہیں، اور دونوں پیدا ہو چکے ہیں کبھی فنا نہیں ان کو، فرمایا حق تعالیٰ نے جنت کے مقدمہ میں تیار ہو چکا ہے، پرہیز

marfat.com

گاروں کے واسطے' اور دوزخ کے واسطے کہا تیار ہے کافروں کیلئے' دونوں خدا کی مخلوق ہیں ثواب اور عذاب کیلئے' اور ترازو و اعمال کے حق ہیں (یعنی تلنا اعمال کا قیامت کے دن ترازو میں حق ہے) خدا کے فرمانے سے پڑھ نامۂ اعمال اپنا' تو ہی کفایت کرتا ہے آج کے دن اپنے حساب کرنے ہیں۔

# بارہویں فصل

## قیامت اور حشر ونشر کا برحق ہونا

نُقِرُّ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُحْیِی هٰذِهِ النُّفُوْسَ بَعْدَ الْمَوْتِ یَبْعَثُهُمْ یَوْمًا کَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ لِّلْجَزَآءِ وَالثَّوَابِ وَاَدَآءِ الْحُقُوْقِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ وَلِقَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰی لِاَهْلِ الْجَنَّةِ بِلَا کَیْفٍ وَّشَبِیْهٍ وَّلَاجِهَةٍ وَّشَفَاعَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ لِکُلِّ مَنْ هُوَ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَاِنْ کَانَ صَاحِبَ کَبِیْرَةٍ وَعَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَفْضَلُ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ بَعْدَ خَدِیْجَةَ الْکُبْرٰی وَهِیَ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمُطَهَّرَةٌ مِّنَ الْقَذْفِ وَاَهْلُ الْجَنَّةِ فِی الْجَنَّةِ خَالِدُوْنَ وَاَهْلُ النَّارِ فِی النَّارِ خَالِدُوْنَ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی فِیْ حَقِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خَالِدُوْنَ وَفِیْ حَقِّ الْکٰفِرِیْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ یعنی ہم اقرار کرتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ جلائے گا ان جیوں کو مرنے کے پیچھے' اٹھائے گا ان کو اس دن جس کی مدت ہزار برس کی ہے (یعنی دنیا کے دن سے اگر اندازہ کیا جائے تو ہزار برس کے برابر قیامت کا دن ہوگا' نہیں تو وہاں دن رات برابر ہے) جزا اور ثواب اور لوگوں کے حق دلوانے کو جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے' اور اللہ تعالیٰ اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔ اور خدا کا دیدار ہوگا جنتی لوگوں کو بغیر کیفیت اور صورت اور جہت کے' اور شفاعت محمد رسول اللہ ﷺ کی حق ہے ہر اس شخص کو جو جنت کے

marfat.com

قابل ہے اگرچہ گناہ کبیرہ رکھتا ہو (یعنی کفر سے نیچے کیسا ہی گناہ کرے جنت کا اہل ہے۔ کافر ایمان سے ورے کیسی ہی نیکی کرے دوزخ کا اہل ہے) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہتر ہیں جہان کی سب عورتوں سے حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے پیچھے' اور وہ مومنوں کی ماں ہیں اور پاک ہیں بدی' سے اور جنتی جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے مومنوں کے حق میں' یہی لوگ جنتی ہیں' وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور کافروں کے حق میں کہ یہ لوگ دوزخی ہیں' وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

marfat.com

## تیسرا باب

# علم فقہ کی تدوین

فقہ کی نسبت اس زمانہ میں بڑی بڑی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ ایک زمانہ تھا کہ خواص کیا عوام بھی فقہ کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور گھر گھر اسکے چرچے ہوتے تھے' اور عوام الناس اس سے مستفید اور مستفیض ہو کر سعادت دارین حاصل کرتے تھے۔ اب بھی جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم عطا کی ہے وہ فقہ کی ایسی ہی قدر و منزلت کرتے ہیں جیسے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی کیونکہ فقہ کوئی قرآن و احادیث سے الگ چیز نہیں بلکہ فقہ قرآن و احادیث کا لب لباب اور خلاصہ ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ بغیر فقہی ہونے کے کوئی عالم قرآن و حدیث کو کما حقہ سمجھ نہیں سکتا کیونکہ فقہ قرآن و حدیث کی کنجی ہے اس کے بغیر مسائل شرعیہ کی عقدہ کشائی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ طالبان مذہب حقہ کی تسکین کیلئے اس مضمون کو بڑی شرح و بسط اور تحقیق و تدقیق کیساتھ لکھا جاتا ہے تاکہ ناظرین کے دل میں فقہ کی بزرگی و عظمت بخوبی ذہن نشین ہو جائے اور کسی طرح کا شک و شبہ نہ رہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

## علم حدیث کی تدوین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہر وقت خدمت نبوی میں حاضر باش رہا کرتے تھے ان کی یہی نیت تھی کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال دیکھیں اور سنیں' ان کو محفوظ رکھیں اور ان پر عمل کریں اور لوگوں کو

marfat.com

پہنچائیں۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم ہر وقت حاضر نہ رہتے تھے وہ بھی اپنی فرصت کے اوقات اسی متبرک جلسہ میں صرف کرتے تھے اور ان جلسوں کے بدولت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال غیر حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم تک پہنچایا کرتے تھے۔ ان اقوال و افعال کا نام تو حدیث ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں لکھنے کا دستور نہ تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی ضرورت نہ سمجھتے تھے چونکہ ان بزرگوں کی قوت حافظہ بہت قوی تھی' جو بات ایک بار سن لیتے یاد ہو جاتی۔ علاوہ اس کے احکام دین روز بروز نئے نئے ظاہر ہوتے رہتے تھے اور بعض احکام منسوخ بھی ہو جایا کرتے تھے اور احادیث کی تدوین و ترتیب اور جمع کرنے کا موقع نہ تھا۔ لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرف توجہ نہ فرمائی۔ ان کو جب کسی حکم شرعی کے متعلق دریافت کرنا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرتے اور جیسا جواب ملتا ویسا ہی عمل کرتے۔ عہد رسالت ہی میں بیشمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث دان ہو گئے' پھر ان کے ذریعے سے دور دور حدیثیں مشہور ہوئیں۔ لیکن بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزاج میں احتیاط تھی۔ حدیث نبوی کے نقل کرنے سے ڈرتے تھے کہ مبادا کوئی لفظ بدل جائے۔ اس لئے مسئلہ تو بتا دیتے تھے مگر اس طرح نہ کہتے کہ میں یہ حکم حضور نبوی سے سنا ہے۔ نیز بعض اوقات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اپنی رائے سے مسئلہ بتانے کا اتفاق پیش آتا تھا' پھر اگر اس کے بعد کوئی حدیث ان کو مل جاتی تو پورا اطمینان ہو جاتا تھا۔

## زمانہ صحابہ میں حدیث دانی کا طریق

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بعض حضرات قوت اجتہاد اور استنباط مسائل کے ساتھ مخصوص تھے جیسے حضرات خلفائے راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر خطاب' حضرت عثمان غنی' حضرت علی مرتضٰی' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عباس' عبداللہ بن زبیر' زید بن ثابت' ابی بن کعب' معاذ بن جبل'

marfat.com

حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف یادداشت الفاظ حدیث میں مشہور تھے اور وہ احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت روایت کیا کرتے تھے جیسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ' اس قسم کے صحابہ رضی اللہ عنہم باعتبار اجتہاد کے اول قسم کے صحابہ سے کم درجے کے تھے۔ اگرچہ ان کی بزرگی وفضیلت میں کسی طرح کا کلام نہیں لیکن ایک دوسرے پر فضیلت ضرور ہے۔

جن صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کو قوت اجتہاد کا مرتبہ حاصل تھا وہ واقعات وحوادث میں جبکہ ان کو کوئی سند قرآن وحدیث سے نہ ملتی' اپنی رائے اور اجتہاد سے حکم دیتے تھے۔

## تابعین کے زمانہ میں حدیث دانی کا طریق

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین نے اس بارے میں زیادہ تر ترقی کے علاوہ حدیث دانی' کی ان کو اس کی ضرورت بھی ہوتی تھی کہ احکام جزئیہ میں قیاس و اجتہاد سے کام لیں۔ تابعین نے بھی حسب دستور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسائل دین کی تنقیح و استنباط میں حسب ضرورت کوشش کی اور اسی علم حدیث و اجتہاد کے سبب سے اس طبقہ میں بڑے بڑے تابعین نامی مشہور اہل مذہب اپنے وقت کے امام ہوئے۔ چنانچہ حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں مشہور علماء میں سے تھے۔ اور ان کے بعد زہری رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بھی اور ربیعہ بن عبدالرحمٰن مدینہ منورہ میں اور عطاء بن ابی ریاح رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ کوفہ میں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور طاوس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ یمن میں اور مکحول رحمۃ اللہ علیہ شام میں علمائے دین سے گذرے ہیں۔ ان بزرگوں کو قوت اجتہاد اور دین کے اندر سمجھ اعلیٰ درجہ کی عطا ہوئی تھی جس کے سبب سے مقبول ومرجع خلائق ہوئے۔ ان بزرگوں کے زمانہ میں دور دور کے لوگ ان کے پاس آتے اور ان سے علم دین ومسائل واحکام شرعی

marfat.com

سیکھتے اور زیور علم سے آراستہ ہوکر اپنے وطنوں کو واپس ہوتے' لیکن اس وقت علم فقہ کی کوئی کتاب مرتب نہ ہوئی تھی اور ان بزرگوں کی تعلیم صرف زبانی ہی تھی۔ جیسا کہ لوگوں کو قرآن اور احادیث نبویہ کی تعلیم کر دیتے تھے مسائل دین بھی جو قرآن اور احادیث نبویہ سے نکالے گئے تھے سکھلاتے تھے۔ اسی واسطے یہ بزرگوار امام مشہور ہوئے اور ہر ایک کا مذہب جداگانہ مقرر ہوگیا۔

## تبع تابعین کے زمانہ میں حدیث دانی کا طریق

تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے بعد تبع تابعین کا دور شروع ہوا۔ اس دورے میں بھی علماء کا طریقہ وہی رہا جو کہ تابعین وصحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا لیکن اب کتابیں بھی لکھی جانے لگیں۔ احادیث[1] جمع ہوکر کتابوں کی صورت میں ہوئیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و آثار ہر بحث کے متعلق جدا جدا ترتیب پا کر ایک طرز خاص پر لکھے گئے۔ یہ زمانہ تقریباً ۱۴۰ھ ہوگا کہ مدینہ منورہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب موطا لکھی اور دیگر آئمہ دین نے احادیث کی کتابیں مختلف مسائل و احکام میں لکھنی شروع کیں۔ اس دور کی تصانیف میں سے اب صرف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا موطا باقی ہے پھر تو تصنیف کتب کا دروازہ ہی کھل گیا اور جملہ علوم دینیہ میں صدہا کتابیں لکھی گئیں۔ شرعی مسائل و احکام جس قدر کہ ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں ان کا ثبوت کسی نہ کسی دلیل سے ضرور ہوا ہے' اور سب سے بڑی دلیل قرآن مجید ہے پھر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پھر اجماع امت پھر قیاس ہے یعنی کسی کو

---

[1] مصنف نے کتب احادیث کی ترتیب وتالیف کا دور ذکر فرمایا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے پہلے حدیث لکھی نہیں جاتی تھی۔ کتابت حدیث کی تاریخ دیکھنی ہو تو سنت خیر الانام اور تدوین حدیث وغیرہ کتابوں کی طرف رجوع کریں بفضلہ تعالیٰ احادیث پر ہر قسم کے اعتراضات کا ازالہ ہو جائے گا۔ (ناشر)

marfat.com

کوئی بات پیش آئی یا کسی عالم سے کسی نے کچھ سوال کیا تو پہلے وہ حکم قرآن مجید میں دیکھا جائے گا اگر اس میں نکل آیا تو خیر ورنہ پھر احادیث میں دیکھیں گے اگر کوئی حدیث موافق سوال سائل کے مل گئی مطلب حاصل ہوا، نہیں تو غور کریں گے کہ آیا یہ صورت کسی وقت کسی جگہ پیش آئی ہے اور اس میں علمائے دین اور مقتدیان امت محمدیہ نے کیا حکم دیا ہے۔ درصورتیکہ کوئی حکم مل گیا تو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا ورنہ آخری درجہ قیاس واجتہاد سے کام لیا جائے گا۔ یہ طریقہ احکام شرعیہ نکالنے کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا۔

## علم فقہ اور فقیہ کی تعریف

ان چار دلیلوں سے جو احکام جزئیہ نکلے اور رفتہ رفتہ جمع ہو گئے۔ اسی مجموعہ کا نام علم فقہ قرار پایا اور جو علماء دلائل سے احکام بیان کرتے تھے، وہ بہ لقب فقیہ مشہور ہوئے اور ان چاروں دلیلوں کا نام اصول رکھا گیا۔ مگر درحقیقت فقہ قرآن واحادیث کا ثمرہ ہے اور جن علمائے دین کی ہمت صرف جمع احادیث نبویہ پر مقصود رہی، وہ آئمہ محدثین کہے گئے۔ ان کا کام بس اسی قدر تھا کہ حدیثیں یاد کرلیں۔ ان میں صحت وسقم کا لحاظ کیا اور سلسلہ روایت حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا۔ الحاصل اب میں اس مضمون کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے زریں قول پر ختم کرتا ہوں کہ آپ فرماتے ہیں۔

علم دیں فقہ است قرآن و حدیث ۔۔۔ ہر کہ خواند غیر زیں گردد خبیث

## معیار حدیث میں غیر مقلدوں کی غلط فہمی

بعض غیر مقلد عوام حنیفہ کو دھوکا دینے کی غرض سے کہتے ہیں کہ صحاح ستہ میں جو حدیثیں ہیں وہ صحیح ہیں اور باقی اور کتابوں کی حدیثیں قابل اعتماد نہیں۔ سو

marfat.com

یہ محض دھوکا ہے کسی محدث نے حدیث صحیح کا یہ معیار نہیں بتایا ہے کہ صحاح ستہ میں جو حدیث ہو وہ تو صحیح ہو اور باقی غیر معتبر اور یہ عقل و نقل کے بھی خلاف ہے کیونکہ اگر معتبر محدث ایسے راویوں سے روایت کرے جو صحاح ستہ کے راوی ہوں یا جن کی عدالت وغیرہ مسلم ہو اور سند میں کوئی علت خفیہ وغیرہ بھی نہ ہو تو اس کی صحت میں کیا کلام ہے۔ اس قسم کی ہزارہا حدیثیں کتب حدیث میں موجود ہیں ان کی صحت کا حکم کیا ہے محض اس وجہ سے کہ صحاح ستہ میں وہ روایتیں بیان نہیں کی گئیں کسی نے ان کو مجروح یا ضعیف نہیں کیا۔ یہ بھی واضح رہے کہ مجتہدین اربعہ اور تمام آئمہ مجتہدین خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس قاعدہ کے قائل اور اس پر نہایت مضبوطی سے قائم ہیں کہ جب تک کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث نبوی میں ملے ہرگز قیاس نہ کیا جائے اور جب ان دونوں میں نہ ملے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہیں۔ غرض کوئی مجتہد حدیث یا قرآن مجید کے مقابلہ میں ہرگز قیاس سے کام نہیں لیتا۔ اس بنا پر کسی عامی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کسی مجتہد پر بمقابلہ حدیث و قرآن قیاس کرنے کا الزام لگائے۔ ماہرین قواعد و اصول فقہ پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے۔

علاوہ ازیں اگر محدثین متاخرین کسی حدیث کو ضعیف کہیں تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ حدیث بجمیع طرق ضعیف ہے۔ ممکن ہے کہ اس خاص طریقہ سے ضعیف ہو مگر اس کے اور طریقے صحیح ہوں ایسا بہت ہوتا ہے اور اسی لئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی حدیث کو بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ ضعیف کہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ضعیف ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح طریقہ سے پہنچی ہو اور نیچے سے کسی راوی کے ضعیف ہونے سے بخاری و مسلم کے نزدیک وہ حدیث

marfat.com

ضعیف ہوگئی۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح اور آئمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ اور احتیاط اور علم وفضل جبکہ یقینی طور پر ثابت ہے تو ان پر خلاف حدیث کرنے کا الزام لگانا محض عناد اور بے باکی اور دھوکا بازی نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انصاف عنایت فرمائے اور بدظنی اور بدگمانی سلف صالحین سے مسلمانوں کو بچائے اور ان کے اتباع کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

# قواعد واصول مذہب حنفیہ

علمائے متاخرین نے بغرض محفوظ رہنے مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے چند قواعد اس غرض سے جمع کئے ہیں کہ ان قواعد سے وہ لوگ ان تمام اعتراضات اور شکوک کو رد کریں جو اس بنا پر ہوں کہ فلاں مسئلہ اس مذہب کا حدیث صحیح کے خلاف ہے اور وہ قواعد یہ ہیں۔

**قاعدۂ اوّل**۔ خاص کے بارے میں حکم ہے کہ وہ صاف طور پر بیان کیا ہوا ہے تو اس کے ظاہر معنی کے سوا اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ علمائے متاخرین نے اس قاعدہ سے ان امور کو رد کیا ہے۔ فرضیت قرأت سورۂ فاتحہ کی نماز میں اور فرضیت تعدیل ارکان وغیرہ کی اور علماء کا بیان یہ ہے کہ لفظ اُسْجُدُوا اور اِقْرَءُوْا کا خاص ہے۔ اس کے معنی صاف طور پر بیان کئے ہوئے ہیں تو اگر اس کے معنی میں کچھ اور بڑھا کر بیان کیا جائے تو یہ لازم آئیگا کہ اسکے ظاہر اصل معنی کے سوا کوئی دوسرے معنی بیان کئے گئے۔

**قاعدہ دوسرا**۔ زیادت کتاب پر بمنزلہ نسخ کے ہے تو یہ زیادت نہ ہوگی مگر آیت صریح یا حدیث مشہور صریح سے۔

**قاعدہ تیسرا**۔ حدیث مرسل مانند حدیث مسند کے ہے۔

**قاعدہ چوتھا**۔ ترجیح نہ ہوگی کسی حدیث کو بسبب کثرت راویوں کے بلکہ

marfat.com

ترجیح بسبب فقہ راوی کے ہوگی۔

**قاعدہ پانچواں**۔ جرح قابل قبول نہیں مگر جب اس کی تفسیر کی جائے اور یہ قاعدہ اس سب سے ثابت ہے کہ جرح و تعدیل اکثر اجمالی ہے۔

**قاعدہ چھٹا**۔ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے صحیح کہا اور ان لوگوں نے جو ان کی مانند ہوئے تو ہم پر واجب نہیں کہ ہم اس کو قبول کریں' اور کس طرح ہم اس کو قبول کر سکتے ہیں اس واسطے کہ اکثر راویوں میں لوگوں نے اپنے اجتہاد کی بناء پر اختلاف کیا ہے۔ کسی راوی کے بارہ میں بعض نے جرح کیا ہے اور بعض نے تعدیل کی ہے تو ممکن ہے کہ جس راوی کو لوگوں نے مجروح کیا ہو' وہ ہمارے امام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عادل ہو' اور ایسا ہی یہ بھی ممکن ہے کہ جس راوی کو لوگوں نے ضعیف کہا ہو یا اس کے بارہ میں وضع حدیث کی تہمت لگائی ہو' وہ راوی ہمارے امام رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستوجب اس طعن کا نہ ہو' تو ہم لوگوں پر واجب نہیں کہ ان لوگوں کا قول قبول کریں۔ اور کس طرح ہم لوگ قبول کر سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ ممکن ہے کہ جس راوی کو لوگوں نے مجروح کیا ہو وہ عادل ہو اور قابل اعتبار بھی ہو' تو اب ہم اسی قول پر اعتماد کریں گے جو ہمارے مذہب کے اصحاب نے ذکر کیا ہے۔

**قاعدہ ساتواں**۔ بعض فتاووں میں مرقوم ہے کہ جب کسی مسئلہ میں قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور قول صاحبین کا کسی حدیث کے خلاف ہو تو اس صورت میں واجب ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کے قول کی اتباع[1] کی جائے (جس کی

---

[1] اس سے کوئی جاہل اور بے وقوف یہ خیال نہ کرے کہ اماموں کے قول کو حدیث پر ترجیح دی جاتی ہے۔ حالانکہ یہ نہیں ہے۔ بلکہ اماموں کا یہ قول بھی حدیث سے ہی مستنبط ہے جو صحاح ستہ میں موجود نہیں ہے لیکن اور کتابوں میں موجود ہے جس کی تشریح اس کتاب میں آئے گی۔

marfat.com

سند اس وقت اسے نہ مل سکے) کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کی کس قدر شان اور عظمت ہے اور ان بزرگوں نے اس بات میں بڑی تحقیق و تدقیق کی ہے کہ کس حدیث میں معارضہ ہے اور کس حدیث سے استنباط ہے یعنی یہ سب کچھ تحقیق کر کے ان حضرات نے کسی مسئلہ میں حکم فرمایا ہے اور ان آئمہ کا قول خلاف حدیث کے نہیں، اور ان آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ہمارا گمان نہیں کہ ان کو حدیث نہ پہنچی ہو۔ اس واسطے کہ ان آئمہ کا زمانہ قریب ہوا ہے زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان آئمہ کا علم صحاح ستہ والوں سے بدرجہا وسیع تھا۔

**قاعدہ آٹھواں۔** جس روایت کو صرف راوی غیر فقیہ نے روایت کیا ہو اور وہ ایسی روایت نہیں کہ اس میں رائے کو دخل ہو سکے تو اس کو قبول کرنا واجب نہیں۔

**قاعدہ نواں۔** عام قطعی ہے مانند خاص کے تو تخصیص نہیں ہو سکتی عام میں خاص کے ذریعہ سے مگر اس وقت میں ایسی تخصیص ہو سکتی ہے کہ وہ خاص قطعی ہو تو یہ تخصیص بمنزلہ نسخ کے ہوگی البتہ جب عام مخصوص منہ البعض ہو تو تخصیص میں یہ شرط نہیں کہ خاص قطعی ہو۔

اس باب کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ فقہ کی ضرورت اور اہمیت ہر ایک مفسر اور محدث کیلئے نہایت ہی ضروری اور لابدی امر ہے۔ کیونکہ بغیر فقیہ ہونے کے احادیث و قرآن سے مسائل شرعیہ کا صحیح صحیح استنباط نہیں ہو سکتا۔ اسی واسطے بڑے بڑے اکابر غیر مقلد بھی فقہ حنفی کے محتاج دیکھے گئے ہیں۔ جس کا ذکر اگلے حصوں میں بالتفصیل کیا گیا ہے۔

marfat.com

## چوتھا باب

# تقلید کا بیان

تقلید ایک ایسا فعل ہے کہ جس سے دنیا کا کوئی شخص خالی نہیں۔ گو ظاہراً لوگ تقلید کی مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں وہ لوگ بھی تقلید کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کوئی تو یورپ والوں کے فیشن کا ایسا دلدادہ اور عاشق ہے کہ کورانہ اور اندھادھند تقلید کرنے پر لٹو ہو رہا ہے' کوئی مشرکوں اور بدعتیوں کا گرویدہ ہو کر اپنے نعمت ایمان کو ضائع کر رہا ہے' اور کوئی بھنگیوں اور چرسیوں کی مجلس میں بیٹھ کر دولت اسلام کو خیر باد کر رہا ہے۔ کوئی سچی اور حقیقی تقلید میں قرآن وحدیث کے مطالعہ میں منہمک ہے اور سلف صالحین اور مجتہدین کا مقلد ہو کر حقیقی اسلام کے مطالب و مقاصد کو حل کر رہا ہے۔ حقیقت میں سچی تقلید تو یہی ہے جس سے بیوقوف اور جاہل لوگ متنفر ہو رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کا صحیح صحیح مطلب اور احادیث کے تعارض کا فیصلہ بدوں تقلید مجتہدین کے معلوم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں مختصراً تقلید کی تشریح ناظرین کی تقویت ایمان کیلئے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ امید واثق ہے کہ ناظرین میری اس ناچیز تحریر کو پڑھ کر میری ہاں میں ہاں ملائیں گے اور تعصب کی عینک کو اتار کر انصاف اور ایمان کی عینک کو لگا کر قرآن مجید اور احادیث نبویہ کی مشعل کو ہاتھ میں لے کر اس تحریر پر غور وخوض کریں گے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

## حدیث کے صحت وضعف کی تنقیح میں اختلاف

قرآن شریف کی صحیح تفسیر اور ہمارے مشکلات ومبہمات کے انکشاف کا

marfat.com

قابل اعتماد ذخیرہ احادیث نبویہ کے ذریعہ سے بھی حل مشکلات اور کشف مبہمات کر لینا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ پہلا مرحلہ تو احادیث کی صحت وضعف کی تنقیح کا ہے جس کی بنیاد راویوں کی قوت اور ضعف پر ہے اور یہ وہ دریائے ناپیدا کنار ہے جس میں بڑے بڑے آئمہ حدیث نہایت اضطراب کے ساتھ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ اسماء الرجال کی کوئی سی کتاب اٹھا لو تو بکثرت دیکھو گے کہ ایک ہی شخص کو ایک امام ثقہ، قابل اعتماد قرار دیتا ہے اور دوسرا اس کو جھوٹا نا قابل اعتماد کہتا ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر کتاب میزان الاعتدال سے چند راویوں کا نمونہ دکھلایا جاتا ہے۔

۱) محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ علیہ۔ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اس کو امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہیں لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کو دجال کا لقب دیتے ہیں۔

۲) عبداللہ بن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثرت حدیث اور اس کے ضبط و اتقان میں ابن لہیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے برابر مصر میں کون تھا۔ لیکن امام جوزبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث پر نور نہیں ہے اور وہ حجت ہونے کے لائق نہیں ہو سکتی۔

۳) احمد بن صالح المصری رحمۃ اللہ علیہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ تھے اور ان کے حق میں کسی کو میں نے گفتگو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ انہی کو دروغ گوئی سے متہم کرتے ہیں۔

۴) احمد بن عیسیٰ مصری رحمۃ اللہ علیہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ان کو دروغ گو فرماتے ہیں۔

۵) اسماعیل بن اویس رحمۃ اللہ علیہ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ دونوں کے استاد ہیں۔ لیکن نضر بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو جھوٹا بتلاتے ہیں۔

۶) حارث اعور رحمۃ اللہ علیہ۔ شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑا جھوٹا تھا مگر یحیٰی بن معین اسے قابل اعتماد ثقہ قرار دیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

marfat.com

## تقلید کی ضرورت

غرض احادیث نبویہ کی صحت وضعف راویوں کی قوت وضعف کے علاوہ اور بھی بہت سی باتوں سے متعلق ہے جو فن اصول حدیث کے واقف پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس لئے کسی حدیث کی بابت یہ فیصلہ کرنا کہ وہ مقبول اور لائق اعتماد ہے یا نہیں' آئمہ علم حدیث کے سوا اور کسی کا کام نہیں ہے اور ان کے بعد کے لوگوں کو خواہ وہ کیسے ہی تبحر فی العلوم اور امامت کے رتبہ پر کیوں نہ ہوں' چار و ناچار اس باب میں آئمہ حدیث ہی کی پیروی اور تقلید کرنی پڑے گی۔ لیکن کسی حدیث کے مقبول اور لائق عمل ثابت ہونے کے بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی حدیثوں کے ذریعہ سے بھی افعال و اعمال کے فرق مراتب اور امتیاز مدارج کے سمجھنے میں جس کی ضرورت ہم کافی طور سے پہلے ثابت کر چکے ہیں' ہم ویسے ہی نابلد اور قاصر رہتے ہیں جس طرح آیت کریمہ کے ذریعہ سے ثابت کرنے میں۔ مثلاً باب الوضو کی حدیثیں جس طرح چہرہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا بیان کیا گیا ہے اسی طرح مسواک کرنا ہر ایک عضو کا داہنے طرف سے شروع کرنا بیان کیا گیا ہے' اب صرف حدیث سنے یہ بتلانا مشکل ہے کہ چہرے اور پاؤں کا دھونا تو فرض اور ضروری ہے لیکن مسواک کرنا اور اعضاء کا دھونا داہنے طرف سے شروع کرنا غیر ضروری اور صرف مسنونیت کے درجہ پر ہے۔ اسی طرح باب الغسل میں جس طرح تمام بدن کا دھونا بیان کیا گیا ہے اسی طرح اس کے شروع میں معمولی وضو کرنا بھی بیان کیا گیا ہے' مگر اب یہ کہنا مشکل ہے کہ تمام جسم کا دھونا تو فرض اور ضروری ہے لیکن شروع میں وضو کر لینا چنداں ضروری نہیں ہے' یا یہ کہ اس وضو میں سے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا حصہ تو فرض اور ضروری ہے باقی حصہ بہت ضروری نہیں' صرف مسنون اور مندوب ہی ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا حدیثوں میں اس قسم کی تعیین و تشخیص نہیں بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں صبح صادق کے بعد غسل جنابت فرماتے تھے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ ہمارے لئے بھی ایسا کرنا فضیلت اور مزید ثواب کا باعث ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں ازواج مطہرات کے بوسہ لیتے اور اس سے بھی زیادہ اختلاط فرماتے تھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم دوسری فصل) لیکن کیا کوئی اس سے یہ فتویٰ دے سکتا ہے کہ ہمارے لئے بھی روزوں میں ایسا کرنا فضیلت اور مزید ثواب کا باعث ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک قوم کی کوڑی پر کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ (بخاری کتاب الوضو باب البول قائمًا وقاعدًا) تو کیا کھڑے کھڑے پیشاب کرنا ہمارے لئے بھی مسنون اور باعث ثواب سمجھا جائے گا۔ آپ حج کے موقع پر کعبہ سے واپس ہوتے ہوئے وادی محصب میں ضرور ٹھہرتے تھے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وادیٔ محصب میں ٹھہرنا کوئی بات نہیں ہے۔ لَيْسَ بِشَيْءٍ (بخاری کتاب المناسک باب المحصب) صحیح حدیث ہے۔ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ (سنن نسائی شریف کتاب المحاربہ کے باب قتال المسلم) اب کون سا مسلمان ہے جو حضرت علی اور حضرت عائشہ صدیقہ طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی تکفیر کا فتویٰ دے گا۔

ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد کیلئے تشریف لئے جاتے تھے۔ راستے میں ابوبکرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور ان کو احنف رضی اللہ عنہ کا ارادہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب دو مسلمان تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہوں گے۔ (سنن نسائی شریف کتاب المحاربہ کے باب تحریم القتل، میں ہے) اب کیا کوئی مسلمان اس حدیث کے نتیجے کو تسلیم کر سکتا ہے۔

غرض حدیثوں میں اس قسم کی دو چار نہیں بلکہ کثرت سے مثالیں موجود ہیں

marfat.com

جن سے نمایاں طور پر واضح ہوسکتا ہے کہ حدیثوں کے صحیح معانی سمجھنا اور مختلف المعانی حدیثوں میں توفیق و تطبیق دینا زیادہ تدبر و تبصرہ کا محتاج ہے ہر ایک مسلمان تو کجا ہر ایک تبحر فی العلم سے بھی یہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے چار ناچار اس باب میں بھی ہم کو اسلاف صالحین اور آئمہ مجتہدین ہی کی پیروی اور تقلید کرنی پڑے گی۔

## سلف صالحین کی اتباع کی ضرورت

رسول اللہ ﷺ کے عمل اور آیت قرآنی کے بظاہر مقابل معلوم ہوتے ہوئے بھی خلف کو سلف کی تقلید و پیروی کرنی اور ان کی رائے کو عظمت و وقعت کی نگاہ سے دیکھنا صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کے نزدیک محمود اور مستحسن تھا' نہ اس لئے کہ وہ سلف کی رائے کو قرآن و حدیث سے برتر سمجھتے تھے۔ ہرگز نہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے سلف کو قرآن و حدیث کے مطلب و معنی سمجھنے میں اپنے آپ سے بالاتر سمجھتے تھے اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ ہمارے تمام افعال و اعمال حدود شرعیہ سے محدود ہیں اور براہ راست قرآن اور احادیث نبویہ سے ان حدود اور مراتب کے استنباط اور استخراج پر ہماری علمی طاقت کافی نہیں ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم اس باب میں سلف صالحین کی پیروی اور ان کا اتباع یا بلفظ دیگر تقلید کریں۔

# تقلید کے متعلق بعض اعتراضات کے جواب

## اعتراض

کیا وجہ ہے کہ حنفی بعض مسائل میں صاحبین کی اقتدا کرتے ہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کو ممنوع جانتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ خیال ہے کہ اصول میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اتفاق ہے اس وجہ سے بعض مسائل میں صاحبین کی

marfat.com

بھی اقتدا کرتے ہیں تو اصول میں سب آئمہ میں اتفاق ہے تو چاہیے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی اقتدا بعض مسائل میں کریں اور اس امر کو ممنوع نہ جانیں۔ اور اگر یہ خیال ہے کہ فروع میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں اختلاف ہے' اس واسطے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید منع ہے تو فروع میں سب آئمہ میں اختلاف ہے تو چاہیے کہ حنفیوں کیلئے صاحبین کی بھی تقلید ممنوع ہو؟

## جواب

اس کی دو وجہ ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ جمہور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مذہب اپنے اجلۂ اصحاب کی تحقیق پر موقوف رکھا' مثلاً زفر بن الہذیل رحمۃ اللہ علیہ اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی اسد رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان صاحبوں کی مانند اور جو اجلۂ اصحاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے ان سب اصحاب کی تحقیق پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مذہب کی بنا رکھی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اجلہ اصحاب میں ہر ایک کا جو مذہب ہے وہ میرا بھی مذہب ہے تو میرے مقلدین سے جو چاہے ان اصحاب کی تقلید کرے۔ چنانچہ یہ مضمون قصص کثیرہ سے ثابت ہے اور وہ قصص طبقات کوفیہ اور دیگر طبقات حنفیہ میں مذکور ہیں۔ اس واسطے حنفیہ نے ان اجلۂ اصحاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قرار دیا ہے اور حنفیہ بوقت حاجت بعض مسائل میں ان اصحاب کی تقلید کرتے ہیں' اور چونکہ یہ تقلید بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے موافق ہے اس واسطے اس تقلید کو بھی یہ جانتے ہیں کہ یہ بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ محققین حنفیہ کے نزدیک ثابت ہے کہ اجتہاد کے چار مراتب ہیں۔ (۱) اجتہاد استقلالی (۲) اجتہاد انتسابی (۳) اجتہاد فی المذاہب

marfat.com

(۴) اجتہادترجیح

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے بعد ہوا اور یہ دونوں امام مجتہد مستقل تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مذہب میں کسی امر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی متابعت نہ کی بخلاف صاحبین اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مانند اور اجلہ اصحاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کہ یہ آئمہ مجتہد منتسب تھے اور مجتہد منتسب تابع مجتہد مستقل کا ہوتا ہے اور بالاستقلال مجتہد نہیں ہے' اور مجتہد منتسب کا وہی مذہب ہوتا ہے جو مذہب اس مجتہد مستقل کا رہتا ہے جس کا وہ مجتہد منتسب تابع رہتا ہے' اور ایسے ہی اجتہاد کے باقی دو مرتبہ۔ دوسرا بھی بالاجماع تابع اجتہاد استقلالی کا ہوتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجتہد مستقل اس کو کہتے ہیں جو آیات و احادیث احکام میں اور آثار صحابہ و تابعین میں جرح و تعدیل کرے۔ اس کے بعد ان آیات و احادیث میں جو مناسب سمجھے اسے اپنا مابہ الاجتہاد قرار دے اور پھر قواعد استنباط کو وضع کرے تا بوقت استنباط تناقض و تہافت واقع نہ ہو اور یہ مرتبہ خاص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی مانند اور دوسرے مجتہدین مستقل کا ہوا۔ بخلاف صاحبین اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما اور مجتہدین غیر مستقل کے کہ ان مجتہدین غیر مستقل نے اسی احادیث و آثار فقہا و تابعین کو اپنے قول کا ماخذ اور اپنا مابہ الاجتہاد قرار دیا' اور اسی احادیث و آثار پر اپنے مذہب کا دارو مدار رکھا جو احادیث و آثار امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اخذ کیا تاکہ اصول میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ کے موافق عمل کرتے رہیں اگرچہ فروع میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت ہو۔ اور یہ مخالفت فی الواقع مخالفت مذہب میں نہیں بلکہ مادۂ اجتہاد و طریق استنباط میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تابع ہیں۔ مثلاً امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرار دیا ہے کہ عام قطعی ہے مانند خاص کے اور خاص صاف طور پر بیان کیا ہوا ہے تو اسے بیان کرنے کی

marfat.com

ضرورت نہیں اور عموم واسطے مشترک کے اس کے معانی میں نہیں اور حقیقت و مجاز دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور خبر واحد جو خلاف قیاس ہو اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ قیاس پر عمل ہوگا مانند حدیث مصراۃ کے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مابہ الاجتہاد احادیث و آثار حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کو قرار دیا ہے اور یہ احادیث و آثار فقہائے کوفہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچے اور یہی بلا تفاوت بعینہٖ مسلک صاحبین رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ ان قواعد استنباط میں اور نہ قرار دینے میں ماخذ اجتہاد کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کی ہے۔

اس امر کی توضیح ایک مثال سے بیان کرتا ہوں۔ مثلاً طب میں علاج کے دو طریقے ہیں۔ (۱) یونانی (۲) ہندی۔ اور طب کے یہ قواعد ہیں کہ تنقیح قبل نضج کے جائز نہیں، اور تحریک ایام بحران میں جائز نہیں، اور استعمال اقراص بخار میں جائز نہیں۔ البتہ چودھویں دن کے بعد جائز ہے۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ زیادہ دن ترک غذا کر کے قوت نہایت ضعیف کر دی جائے بلکہ حفظ قوت تا امکان واجب ہے اگرچہ غذا سے مرض میں زیادتی ہو جائے۔ اور اطبا معالجات میں اپنا ماخذ وہی قرار دیتے ہیں جو قول جالینوس و بقراط کا ہے، اور ان کی مانند اور دوسرے حکماء کا قول ہے، تو اطبائے یونانی کا طریقہ علاج باہم مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً علوی خاں اور واصل خاں کہ دونوں طبیبوں کے طریقۂ علاج میں بہت فرق ہے لیکن اطبائے یونانی کا ایک ہی مسلک یونانی طب ہے اور اس طریقۂ علاج یونانی اور دوسرے طریقہ علاج ہندی میں باہم بہت فرق ہے۔ اور اصول قواعد میں نہایت تفاوت ہے اور بطور تمثیل کے سمجھنا چاہیے، مثلاً یونانی طب اور ہندی طب میں خاص اصول میں نہایت فرق ہے، ایسا ہی مذہب حنفی رحمۃ اللہ علیہ اور مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں باہم خاص اصول میں

marfat.com

نہایت فرق ہے۔ جیسا کہ طریق بقراط اور طریق جالینوس میں اصول میں فرق نہیں بلکہ صرف فروع میں فرق ہے۔ اسی طرح سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین کا اصول ایک ہی ہے۔ اصول میں کچھ فرق نہیں بلکہ صرف بعض فروع میں باہم اختلاف ہے' تو طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ صاحبین کا۔ یہ دونوں طریقے گویا بمنزلہ دو صنف کے ہیں نوع واحد سے اور مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا اور مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا گویا بمنزلہ دو نوع متباینین کے ہے[1]۔ (زیادہ تحقیق کیلئے دیکھو رسالہ الانصاف اور عقد الجید مصنفہ مولوی شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

## تقلید شخصی کے وجوب کا ثبوت

یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ تقلید شخصی واجب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن شریف میں اپنے رسول کے اتباع کو فرض کیا اور تمام احادیث بھی اس پر دال ہیں' اور یہ بات سب کے نزدیک مسلم اور مقرر ہے' مگر سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ کر سکے جس نے آپ کی زیارت کی ہو۔ ورنہ بدوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدمت کیونکر ہو سکتا ہے' تو لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کو بھی نقل فرمایا۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ تیسری فصل) (یعنی میرے سارے اصحاب مثل ستارے کے ہیں تم جس کسی ایک صحابہ کی بھی اقتدا کرو گے تو ہدایت پاؤ گے) اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل آیت نمبر ۴۳ ارشاد فرمایا فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (یعنی اہل الذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے) تو پچھلوں پر پہلوں سے پوچھنا فرض فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا اور ان کا اقتدا کیا اور علی ہذا تابعین

---

[1] راقم الحروف کی رائے میں چاروں مجتہدوں کے اصول میں درحقیقت کچھ بھی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے باقی حصص کے مطالعہ سے ناظرین پر عیاں ہو جائیگا۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ سے تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھا کہ خود حضور ﷺ فرما چکے ہیں۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ پہلی فصل، مسلم ج ۲ ص ۳۰۹، بخاری ج ۱ ص ۳۶۲، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۴، مسند احمد ج ۱ ص ۱۸) (یعنی بہتر زمانہ میرے قریب کا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہیں) ان فرقوں کی تعریف سے یہ مقصد ہے کہ تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی رضی اللہ عنہم سے سیکھا اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ ہر سہ قرون خیر امت ہیں، ان سے میرا طریقہ لو۔ کیونکہ خیریت ان کی بسبب علم و عمل ہے اور جو علم و عمل میں اولیٰ ہوتا ہے وہی مقتدا ہوتا ہے۔ پس اب تبعین سنت نبوی پر تحصیل دین محمدی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور ان کے بعد تبع تابعین سے فرض ہوا، اور علیٰ ہذا آج تک یونہی قرن بقرن چلا آیا کہ خود فرمایا۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ (بخاری کتاب الانبیاء، ترمذی کتاب العلم) سب عالم کو خطاب کیا کہ تم تبلیغ دین کی کرو، تو ہر زمانہ میں بعبارت صریح حدیث کے علماء سے دین کی تحقیق اور علم نبوی کا سیکھنا فرض ہوا کیونکہ بدوں تقلید پہلوں کے پچھلوں کو ہرگز دین نہیں مل سکتا۔ غیر مقلدین کو بھی تو دین پہلوں سے ہی معلوم ہوا ہے۔ کسی کی بات ماننا اور اس کو صادق جان کر عمل کرنا اس کے ہی معنی تقلید ہیں، اتنی بات مقلدین اور غیر مقلدین سب مسلم رکھتے ہیں۔ مگر ہاں اتنا فرق ہے کہ غیر مقلدین صرف لفظوں کی تقلید کرتے ہیں کہ پہلوں سے لفظ سن کر قبول کئے اور معنی جو چاہے آپ لگا دیئے، گو دین کے موافق ہوں یا مخالف۔ سبحان اللہ صحابہ جو عربی تھے اور فصاحت و معانی و نکات اپنی کلام کی جانتے تھے، قرآن کے معنی حدیث شریف سے اور باہم تحقیق کرتے تھے اور مقصد و معانی کے سیکھنے کی ضرورت جانتے تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دس برس میں سورہ بقر کو سیکھا۔ یہ معانی پڑھتے تھے یا الفاظ الفاظ کے پڑھنے کی ان کو کیا ضرورت تھی بلکہ تفسیر پڑھی تھی، اور علیٰ ہذا تابعین و تبع

marfat.com

تابعین اور سب علماء کو معنی کی تقلید ضرور ہوئی مگر جہلائے ہند کو کچھ حاجت نہ رہی کہ فقط پہلے لوگوں کے لفظ دیکھ کر اپنی رائے سے جو چاہے معنی گھڑ لئے۔ احادیث میں موجود ہے کہ صحابہ، تابعین قرآن کے متعارض مضامین کو اور غریب لغات کو تحقیق کرتے تھے، بہر حال تقلید لفظ و معنی دونوں کی دین میں واجب ہے۔ تو بس اب حسب ارشاد شارع کے تقلید واجب ہوئی۔ اور جو کوئی کسی عالم کی تابعین سے لیکر آج تک تقلید کرتا ہے تو تقلید صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تقلید ہے کیونکہ یہ سب واسطہ و وسائل آپ کے ہیں۔ سو تابعین اور تبع تابعین کی تقلید اور ان کے شاگردوں کی تقلید کا خود رسالت مآب کی تقلید ہے، تو بالضرور تقلید امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی، اور مقلد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا مقلد آپ کا ہی ہوا۔ اب باوجود اس بات کے کہ تقلید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدوں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تقلید صحابہ بدوں تابعین کے محال ہے اور قرآن و احادیث میں ان کی تقلید کا حکم مصرح مذکور ہو چکا تو یہ ہم پوچھتے ہیں کہ باری تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم تقلید آئمہ اربعہ کے وجوب کے اور کیا معنی ہیں۔ آیا یہ مقصود ہے کہ قرآن شریف یا حدیث شریف میں خاص کر بنام امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مثلاً حکم ہوا کہ فلاں امام کی تقلید کرنا واجب جانو۔ اگر یہ مطلب ہے تو محض دھوکا مسلمانوں کو دینا ہے۔ بخاری و مسلم کے الفاظ کی تقلید کی کون سی مصرح حدیث یا قرآن کی آیت ہے یا صحابہ میں سوائے چند نام کے کس کے نام کی تصریح آئی ہے۔ معاذ اللہ! اگر صحابہ کے قرن میں لفظ اصحابی کالنجوم پر قناعت ہے تو ثُمَّ الَّذِیْ یَلُوْنَھُمْ اور لفظ اہل الذکر کے عموم میں کیا قباحت دیکھی جو یہاں تخصیص اسمی کی ضرورت پڑی۔ اگر غیر مقلد ہم سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تصریح اسم کی نص مانگتا ہے تو ہم بھی صحابہ کی ہر ہر واحد کے نام کی صراحۃ نص سے پوچھتے ہیں۔ اور بخاری و مسلم وغیرہما تمام آئمہ حدیث کی تقلید شخصی کی حدیث صریح طلب کرتے

marfat.com

ہیں۔ الغرض یہ سب مغالطہ اور دھوکا ہے۔ بات یہ ہے کہ جیسا صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین لیا' ویسا ہی تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیا' اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین سے۔ اور جب صحابہ کی تقلید کا ارشاد کیا تو سب صحابہ کا گویا نام ہی لے دیا اور جب تابعین کا علم صحابہ کا علم ہے تو سب تابعین نے تقلید کو ضروری فرما دیا۔ اور علیٰ ہذا القیاس بعد کے قرون میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تابعین میں سے ہیں۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ اس باب میں لکھا ہے تو ان کی تقلید نص سے ثابت ہوئی کیونکہ ان کا سب فقہ اور حدیث صحابہ کے اقوال و افعال سے حاصل و مستنبط ہے اور علیٰ ہذا شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ آئمہ تبع تابعین کے شاگرد ہیں' ان کا علم بھی صحابہ سے مستفاد ہے۔ پس اب کس منہ سے کوئی ان کی تقلید سے انکار کرے گا تو ان کے نام کی نص صریح مانگنے میں مخالف کا کافیہ تنگ ہوگا۔ دیکھیں گے کہ وہ کس کس اپنے مقتدایوں کی نص صریح لائے گا۔ ہاں ایک بات باقی رہی وہ یہ ہے کہ مخالف کا یہ مطلب ہو کہ تقلید سب صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین کی درست و ضرور ہے' پھر خاص کر ایک ہی کی تقلید کرنی کیا ضرورت ہے' اور وجوب ایک شخص کا کس نص میں آیا ہے۔ نص قرآن و حدیث تو علی العموم سب کی تقلید کا ارشاد فرماتے ہیں۔ اور تابعین و تبع تابعین کے طرز سے بھی یہ ہی ظاہر ہے کہ وہ کسی ایک کے شاگرد نہیں بلکہ بہت بہت لوگوں سے علم ان کا حاصل ہے۔ البتہ یہ بات قابل التفات و جواب ہے تو اول ہوش کر کے یہ بات سنو کہ حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ کے یہ معنی ہیں کہ میرے سارے اصحاب مثل ستارہ کے ہیں تم جس کسی ایک صحابہ کی بھی اقتدا کرو گے (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ تیسری فصل) تو ہدایت پاؤ گے تو مطلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ فقط ایک صحابی خواہ کوئی ہو ہدایت کے واسطے کافی ہے۔ یہ معنی نہیں اگر سب کی اقتدا کرو گے تو ہدایت پاؤ گے ورنہ نہیں۔ مگر ہاں جب ایک کی اقتدا میں ہدایت ہے۔ اگر چند

marfat.com

صحابہ کی اقتدا ہوگی اور مسائل و مواقع متعددہ میں اصحاب متعددہ سے اقتباس کرے گا تو بھی ہدایت ہوگی۔ تو بس اس حدیث میں آپ نے ایک صحابی کی تقلید کو کافی فرمایا ہے اور زیادہ کی تقلید کو منع نہیں فرمایا۔ فی الواقع مسئلہ مختلفہ میں ایک کی ہی تقلید ممکن ہوسکتی ہے' دو یا تین کی تقلید ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اوپر کی تقریر سے یہ واضح ہوگیا کہ تقلید تابعی کی تقلید صحابی بھی ہے۔ اور علیٰ ہذا یہ حکم جیسا صحابہ کی نسبت ہے ویسا ہی تابعین اور تبع تابعین وغیرہم کی نسبت بھی ہے کہ ایک کی تقلید ضروری ہے اور زیادہ کی منع نہیں تو بہرحال اتباع دین حاصل ہوتا ہے اور ہدایت پاتا ہے اور فَاسْئَلُوْا...... الخ (سورۃ النحل آیت نمبر۴۳) کا امتثال پورا حاصل ہوتا ہے۔ اور اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ ...... الخ پر کامل عامل بنتا ہے۔ اس تقلید میں کوئی کراہت یا کوئی ترک اولیٰ نہیں' اور مطلق تقلید کی جو مامور بہ ہے' یہ بھی ایک فرد ہے۔ اگرچہ دوسرے فرد کہ چند علماء کا مقلد ہونا ہے وہ بھی دراصل روا اور جائز ہے اور ہم پلہ اس تقلید شخصی کے ہے۔ تو بس مقلد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما کا مقلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ان میں سے کسی کے نام لے کر بتلانے کی ضرورت نہیں کیونکہ کلیہ کی جزئیات اور عام کی افراد بحکم صراحت ہی ہوتی ہے اور اگر غیر مقلدین کا مذہب کلیہ میں صراحۃً اسی کا ہے تو تمام کلیات و عمومات واردہ نصوص لغو ہو جائیں گے۔ سب زانی و سارق و غاصب اپنے نام سے تصریح مانگیں گے جیسا کہ کفار کہا کرتے تھے کہ خاص ہمارے نام حکم نامہ لاؤ۔

الحاصل یہ نہایت فضول مطالبہ ہے اور وہی بات اور محض دھوکا ہے۔ بعد دریافت اس بات کے دوسری بات سنو کہ حق تعالیٰ قرآن شریف میں لَا تَتَفَرَّقُوْا حکم اتفاق کا اہل اسلام کو دیتا ہے اور اجتماع اور عدم تنازع کو فرض فرماتا ہے' اور جو امر تفریق ڈالنے والا ہو اس کو منع اور حرام فرماتا ہے اگرچہ وہ امر مستحب ہو۔ سو جو امر ایک وقت میں مستحب تھا' جب اس امر سے مسلمانوں میں فساد ہونے لگا وہ امر

marfat.com

حرام ہو جاتا ہے۔ دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ نے باندیشہ افتراق امت کے بیت اللہ شریف کی دیوار کو اپنے موقع پر نہ بنایا۔ اور خود آپ نے تطویل قرأت نے الصلوٰۃ کو مستحب فرمایا تھا کہ عمدہ نماز وہ ہے جس میں قرآن زیادہ پڑھا جائے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا۔ لیکن جب ایک صحابی نے شکایت کی کہ ہم زراعت پیشہ ہیں، معاذ رضی اللہ عنہ کی طول قرأت سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فتان فرمایا اور چھوٹی قرأت کو واجب کر دیا۔ کیونکہ قرأت ادا کرنے کو ادنیٰ درجہ کافی تھا اور یہ طریقہ موجب اتفاق کا تھا اور دوسرا طریقہ حالانکہ مستحسن تھا مگر وقت افتراق کے اس کو فتنہ فرمایا اور اس پر عمل کرنے والے کو فتنہ انگیز ٹھہرایا۔ پس یہ قاعدہ مسلم شرع کا ہے کہ اگر ادائے واجب کے دو طریقے ہوں، ایک میں فساد ہوتا ہو اور دوسرے میں اتفاق رہتا ہو، تو وہ طریقہ جس میں فساد ہو اختیار کرنا حرام ہو جاتا ہے، اور دوسرا طریقہ واجب معین ٹھہر جاتا ہے۔ اگرچہ وہ طریقہ جس میں افتراق ہوتا ہے، اصل میں عمدہ ہی کیوں نہ ہو، مگر اس عارضی امر سے حرام بنتا ہے۔ اب ان دونوں امر کے بعد جواب اس خدشہ کا صاف نکل آیا کہ تقلید شخصی کرنے والے اہل ہند سے مثلاً اپنے فرض سے فارغ تھے اور امتثال امر خداوندی و دینی میں سرگرم۔ اب اگر عدم تقلید شخصی کو کوئی کرانا چاہتا ہے تو بحکم مقدمہ ثانیہ معلوم ہوا کہ فتنہ و افتراق آیت میں ڈالتا ہے۔ لہٰذا یہ امر ناجائز ہوا اور تقلید شخصی واجب ہوئی۔ لہٰذا ہم کہتے ہیں کہ اب تقلید شخصی واجب ہوگی اور عدم تقلید حرام بالغیر بنی۔ اور جو کچھ فتنہ اور نزاع اور اختلاف باہم اس عدم تقلید میں ہے وہ سب کو نظر آتا ہے مگر ہاں حق تعالیٰ جس کو کور باطن بنائے وہ اس فساد کے معائنہ سے معذور ہے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ وجوب تقلید شخصی بخوبی ثابت ہوگیا اور تقلید آئمہ اربعہ میں کسی امام کی بالتعیین واجب و ثابت نص قرآنی اور حدیث نبوی سے ہوگئی۔ فَتَدَبَّرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔

marfat.com

## تقلید کے بیان کا خلاصہ

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں عوام الناس کسی خاص مذہب کے مقلد اور پابند نہ تھے۔ بجز شارع علیہ السلام کے کسی کی تقلید نہ کرتے تھے۔ بلکہ ان کو جو احکام ان کے باپ دادا سے یا ان کے شہروں کے علماء سے پہنچتے' ان پر عمل کرتے اور ضرورت کے وقت جس کو عالم دیندار سمجھتے اس سے مسئلہ دریافت کر لیتے تھے۔ یہ حالت دوسری صدی تک رہی۔ لوگ دو قسم کے تھے۔ عالم یا جاہل۔ عالم اپنے علم پر عمل کرتے اور جاہل جس عالم سے چاہتے احکام شرعی دریافت کرتے۔ دو صدی گذرنے پر خاص مذہب کا اختیار کرنا رواج پذیر ہوا۔ اس زمانہ کے عوام کسی نہ کسی مذہب کے پابند ہوتے تھے۔ جیسے حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' بلکہ اکثر محدثین اور صاحب تصانیف بھی جیسے امام بخاری اور دیگر محدثین کسی نہ کسی مذہب کی طرف منسوب تھے' اگرچہ یہ لوگ خود بھی مجتہد تھے۔

غرض اکثر بزرگان دین باوجودیکہ اعلیٰ درجے کے عالم تھے' لیکن حنفی' مالکی' شافعی یا حنبلی ہونا پسند کرتے تھے' اور اپنے آپ کو کسی امام کی طرف منسوب کرنا ان کے نزدیک کچھ عیب نہ تھا' بلکہ باعث فخر تھا۔ ان بزرگوں کو مرتبۂ اجتہاد حاصل تھا پھر بھی تقلید کو اچھا سمجھا اور اپنے نام سے کوئی طریقہ نہ ایجاد کیا۔ مثل آئمہ اربعہ کے صاحب مذہب مشہور نہ ہوئے۔ ان دو صدیوں کے اندر مجتہدین کی کثرت ہوئی' پھر رفتہ رفتہ کمی ہوتی گئی یہاں تک کہ درجہ اجتہاد گویا اٹھا لیا گیا اور ہر شخص پر تعین مذہب شخصی ضروری و لازمی ہو گیا۔

حسبی من الخیرات ما اعددتہ — یوم القیمۃ فی رضی الرحمن
دین النبی محمد خیر الوریٰ — ثم اعتقادی مذھب النعمان

marfat.com

# حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کے القاب کا ثبوت

اکثر غیر مقلدین حنفی، شافعی وغیرہ القاب کہلانے کو بدعت سیئہ اور شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی القاب میں کوئی گناہ یا شرک نہیں ہے کیونکہ یہ سب مجتہدین محمدی ہیں جو متبع سنت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پس جو حنفی ہے وہ موحد بھی ہے اور محمدی بھی ہے۔ اور حنفی کے یہ معنی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ اعلم وافضل جانتا ہے اور دیگر آئمہ پر بھی علی الحق عقیدہ رکھتا ہے اور علیٰ ہذا شافعی وغیرہ۔ اور یہ لقب علمائے اہل حق میں برابر قدیم سے بلانکیر شائع رہا ہے، کسی نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ اور خیر القرون میں بایں معنی تلقب ثابت ہوا ہے کہ علوی اس شخص کو بولتے تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل جانتا تھا اور عثمانی اسے کہتے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل جانتا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں یہ لقب بایں معنی موجود ہے۔ پس جب اس کی نظیر موجود ہے تو اس پر اعتراض کرنا اور اسے بدعت جاننا اہل علم کا کام نہیں۔ البتہ عوام نادان جہل کے سبب ایسے کلام کیا کرتے ہیں۔ آخر لقب محمدی بھی تو خود اس فرقہ کی ایجاد ہے کسی حدیث سے اس کا حکم جواز استخراج کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اس لقب کو بوجہ اتباع فخر عالم ﷺ بتاتے ہیں تو چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال مختلفہ سے چاروں اماموں نے اپنا مذہب حق مقرر کیا ہے تو حنفی ہونے کا لقب بھی اس پر قیاس کر لیجئے کہ بوجہ اتباع ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ ٹھہرا ہے اور اتباع آئمہ نہیں مگر اتباع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و فخر عالم ﷺ کا۔ پھر اس تلقب سے کیا عجب ہو سکتا ہے۔

## تمام بزرگانِ سلف کا مقلد ہونا

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''انصاف'' میں لکھتے ہیں کہ امام

marfat.com

بخاری محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ معدود طبقات شافعیہ سے ہیں اور شاہد اس کا کلام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا۔ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ استاد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شافعی ہے۔ امام لیث رحمۃ اللہ علیہ استاد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حنفی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام لیث رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ تر فقیہ تھے۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حرملہ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ استاد مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا شافعی ہے۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ شافعی ہے۔ منادی رحمۃ اللہ علیہ نے تیسیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ ابوداؤد' نسائی' ابن حبان' دارقطنی' ابونعیم' بیہقی وغیرہ شافعی ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا میں لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابوبکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ ابوسعید سحنون رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن سابق رحمۃ اللہ علیہ مالکی ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بستان میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ استاد بخاری و مسلم کا مالکی ہے' اور صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ روم میں لکھا ہے کہ امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ امام فقہ و حدیث و اصول و عقاید کا شافعی ہے۔ لہٰذا شافعیہ اشعریہ ہیں۔ امام ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ امام فقہ و حدیث و تفسیر و اصول و عقاید و کلام کا حنفی ہے۔ لہٰذا حنفیہ ماتریدیہ ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الکبریٰ میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی ہیں۔

# مذاہب اربعہ کے ماخذ

واضح ہو کہ مجتہدین نے دلائل احکام شرعیہ اور اس کے ماخذ میں بحث کیا ہے۔ جب دیکھا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تعارض ہے اور آثار صحابہ و تابعین کے بھی باہم مختلف ہیں۔ وہ احادیث و آثار عام طور پر ماخذ ہیں۔ اکثر احکام اس سے ثابت ہوتے ہیں تو مجتہدین کو حیرت ہوئی اور باہم مجتہدین کی رائے اس بارہ میں مختلف ہوئی کہ اس تعارض اور اختلاف سے بچنے کی کیا صورت ہے' تو امام

marfat.com

مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا کہ ایسے محل میں اہل مدینہ کے عمل پر اعتبار کرنا چاہیے۔ اس واسطے کہ مدینۂ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر ہے اور خلفاء کا وطن ہے اور اولاد صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل بیت کا مسکن ہے اور نزول وحی کا مقام ہے اور اہل مدینہ معانی وحی سے زیادہ واقف ہیں تو جو حدیث یا اثر اہل مدینہ کے عمل کے خلاف ہو تو ضرور ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہوگی یا ماول یا مخصص یا محذوف القصہ ہوگی' تو ایسی حدیث پر احکام شرعیہ کا مدار نہیں ہوسکتا۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا کہ ایسے محل میں اہل حجاز پر اعتبار کرنا چاہیے اور باوجود اس کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں فہم کو دخل دیا۔ بعض روایت کو کسی حالت پر حمل کیا' بعض روایت کو دوسری حالت پر حمل کیا اور تا امکان روایات میں تطبیق دی۔ پھر جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مصر و عراق میں تشریف لے گئے اور اس بلاد کے ثقات سے روایات کثیرہ سنیں اور آپ کو معلوم ہوا کہ اس میں سے بعض روایات کو عمل اہل حجاز پر ترجیح ہے تو اس وجہ سے شافعی مذہب میں امام شافعی کے دو قول ہوئے۔ قول قدیم و قول جدید۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اختیار کیا کہ ہر حدیث کو اس کے ظاہر معنی پر حمل کیا۔ لیکن حدیث میں تخصیص کی اسکے مورد کے ساتھ بصورت متحد ہونے علت حکم کے۔ تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب خلاف قیاس ہوا اور اس مذہب میں اختلاف حکم میں ہوا۔ باوجود نہ ہونے وجہ فرق کے۔ اور اس واسطے وہ مذہب ظاہریہ کے ساتھ منسوب ہوا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے تابعین نے جو امر اختیار کیا ہے' وہ نہایت صاف ظاہر ہے' اور بیان اس امر کا یہ ہے کہ جب ہم نے تحقیق کی تو شریعت میں دو قسم کے احکام پائے۔

ایک قسم قواعد کلیہ ہے اور وہ جامع و مانع ہے۔ مثلاً ہمارا یہ قول ہے کہ کوئی شخص

marfat.com

کسی دوسرے شخص کے گناہ میں ماخوذ نہ ہوگا' اور یہ قول ہے کہ غنم بسبب عزم کے ہے اور یہ قول ہے کہ خراج بسبب ضمان کے ہے' اور یہ قول ہے کہ عتاق یعنی آزاد کرنا فسخ نہیں ہوسکتا' اور یہ قول ہے کہ بیع کامل ہوتی ہے ایجاب وقبول سے' اور یہ قول ہے کہ گواہ مدعی کیلئے ہے اور قسم منکر پر ہوتی ہے اور ایسا ہی اور بھی بیشمار قول ہیں۔

دوسری قسم احکام کی وہ ہے جو حوادث جزئیہ اور اسباب مختصہ میں وارد ہوا۔ گویا اس قسم کا حکم بمنزلہ استنباط کے ہے۔ ان کلیات سے جو قسم اول احکام کی ہے اور اسکا ذکر اوپر ہوچکا تو مجتہد پر واجب ہے کہ ان کلیات کو محفوظ رکھے اور جو امور ان کلیات کے خلاف ہوں ان کو ترک کرے۔ اس واسطے کہ شریعت حقیقت میں عبارت اسی کلیات سے ہے۔ اور جو احکام خلاف اس کلیات کے ہیں کہ اس کے اسباب اور مخصصات ہمارے نزدیک یقینی طور پر ثابت نہیں تو وہ قابل اعتبار نہیں' اور مثال اسکی یہ ہے کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب بیع میں کوئی فاسد شرط ہوتو وہ بیع باطل ہو جاتی ہے' اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حال میں جو وارد ہوا کہ انہوں نے اونٹ فروخت کیا اور شرط کرلی کہ یہ اونٹ ہمارے مصرف میں مدینہ منورہ تک رہے گا تو یہ قصہ شخصیہ جزئیہ ہے۔ یہ معارض واسطے قاعدۂ کلیہ مذکور کے نہ ہوگا۔ اور ایسا ہی حدیث صراط معارض نہ ہوگی۔ اس قاعدۂ کلیہ کے جو قاعدہ کلیہ قطعی طور پر شرع میں ثابت ہے' اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ غنم بسبب عزم کے ہے۔ اور ایسے ہی اور بھی مسائل ہیں اور اس سے لازم آتا ہے کہ بہت احادیث پر عمل نہیں ہوتا۔ جس میں ایسے امور جزئیہ کا ذکر ہے جو حنفی مذہب کے کسی قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے۔ لیکن علماء حنفیہ اس کا خیال نہیں کرتے بلکہ مجتہد کے اجتہاد کی طرف ان کی توجہ رہتی ہے اور کلیات کی محافظت کا خیال رہتا ہے اور یہی کوشش رہتی ہے کہ تا امکان جزئیات ان کلیات میں مندرج رہے۔ (فتاویٰ عزیزی)

marfat.com

## پانچواں باب

# مختصر حالات امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اب میں اپنی کتاب کے نامی گرامی اصلی مصنف امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات ناظرین کی توسیع خیالات کیلئے مرقوم کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ فقہ کے بانی مبانی کون سے لوگ ہیں، بزرگ لوگ کیوں ان پر فریفتہ اور شیدا ہیں اور ان کو دیگر آئمہ پر کیوں ترجیح دی جاتی ہے اور ان میں کیا گن اور خوبی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ ان کی علمی معلومات کا ذخیرہ کس قدر ہے اور قرآن فہمی اور حدیث دانی میں ان کا کیا رتبہ ہے۔ زہد و ریاضت میں وہ کس پایہ کے بزرگ ہیں۔ کون لوگوں نے آپ سے فیض اور استفادہ حاصل کیا۔ آپ کے کس قدر شاگرد ہوئے ہیں اور مشہور عام شاگردوں کا کیا حال ہے۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی نعمان ہے اور کنیت ابوحنیفہ ہے لیکن آپ کنیت ہی کے بسبب سے زیادہ تر مشہور ہوئے ہیں۔ ان کے والد ماجد کا نام ثابت اور دادا کا نام روطی تھا جو کابل یا بروایتے بابل یا ترند کے باشندے تھے۔ بعض مورخین آپ کا نسب نامہ اس طرح لکھتے ہیں۔ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان جو اہل فارس سے تھے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

## سن پیدائش

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سن ولادت میں بھی مؤرخین کا اختلاف ہے۔ چنانچہ

marfat.com

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ قاضی ابن خلقان رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ۸۱ھ ہجری، میں اور بعض کے نزدیک ۶۱ھ ہجری میں ہوئی، لیکن زیادہ صحیح اور معتبر روایت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا

منقول ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور انہوں نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ اسی دعا کا ظہور ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام زمانہ میں بڑے مجتہد اور امام اعظم ہوئے۔ ان کا مذہب مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک چار دانگ عالم میں آناً فاناً پھیل گیا اور آفتاب عالمتاب کی طرح پرتو فگن ہوا۔ بڑے بڑے علماء کرام اور مشائخ عظام اور اولیاء اللہ ذوی الاحترام اور خاصان خدا عالی مقام ان کے مذہب کے پیرو ہوئے۔

## حنفی اولیاؤں کے اسمائے مبارک

حنفی اولیاؤں کے چند نام یہ ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوحامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علی ہجویری معروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ

marfat.com

نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نور محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فقیر محمد طاظوی رحمۃ اللہ علیہ، راقم الحروف کے والد مولوی مست علی حنفی نقشبندی مجددی گدی نشین رحمۃ اللہ علیہ، غلام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ حنفی نقشبندی مجددی بن حضرت خانعالم المعروف خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بولی شریف وغیرہ وغیرہ۔ غرض تمام خاندان نقشبندیہ، صابریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ وغیرہ وغیرہ کے لاکھوں اولیاء اللہ اور قطب وغوث اور ابدال امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو ہوئے ہیں۔

## قصیدہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں

ہے ممکن بوحنفیہ کی ثنا تھوڑی ادا ہووے
پر عنقا کا خامہ گر میسر اے ضیا ہووے

ترے اوصاف ممکن ہے کہاں لکھے کوئی شاعر
اگر ہر حرف سے سو لاکھ مضمون بھی ادا ہووے

سوا تیرے ہے کون ایسا کہ جس کے واسطے ہر دم
زبان عقل کل پر حبذا اور مرحبا ہووے

نہ کیونکر زہد و تقویٰ میں وہ سردار زمانہ ہو
جسے سو بار حاصل خواب میں حق کی لقا ہووے

جہاں میں کیوں نہ اس کے مذہب حق کا بجے ڈنکا
مبشر جس کے مذہب کا کلام مصطفیٰ ہووے

نہ کیوں وہ جان و دل سے مثل مجنوں تجھ پہ ہو شیدا
جو تیرا وصف اور درجہ کسی سے کچھ سنا ہووے

گذاری عمر اپنی نیکیوں میں روز و شب یکساں
جو انسان با خدا ہووے تو تجھ سا باخدا ہووے

marfat.com

جو آپ ایسے مسیحاء تفقہ کا نہ ہو پیرو
مسائل کے مرض سے اس کو حاصل کب شفا ہووے

ہوں جس پر سایہ افگن شاخہائے مذہب نعمان
کہاں ممکن ہے اس کو خواہش ظل ہما ہووے

نماز فقہ سے سرشار ہوگا تا ابد بے شک
ایاغ فقہ نعمان سے جو یک قطرہ چکھا ہووے

تری تقلید کو دل سے وہی مرغوب سمجھے گا
کہ جس کے حال پر شامل بہت فضل خدا ہووے

جو تجھ سے پیشوا کو چھوڑ کر برگشتہ ہو جائے
بجز ذلت کے ممکن ہے کہاں اس کا بھلا ہووے

جو حاسد دیکھتا ہو آپ کو چشم حقارت سے
تہ تیغ غضب روز جزا اس کا گلا ہووے

جو ظاہر میں برا جانے جو باطن میں برا سمجھے
یہاں اس کا برا ہووے وہاں اس کا برا ہووے

ترا در چھوڑ کر جائے گا کب وہ دوسرے در پر
ملا تری تفقہ کا جسے کچھ بھی مزا ہووے

تمنائے دلی ہے یہ مری اے رفقہ عالم
ترے خدام کے زمرہ میں داخل یہ ضیا ہووے

شرف سے آپ کو مجھ کو بروز حشر اے سرور
لقاء مصطفیٰ ہو اور دیدار خدا ہووے

marfat.com

لحد اور حشر میں سب کلفتوں سے ہو اماں مجھ کو
بروز حشر مجھ پر سایۂ عرش خدا ہووے
طفیل اس اعتقاد مذہب نعمان کے اے خالق
گناہوں سے مرے اعمال کا دفتر صفا ہووے
صوفی تو خوش عقیدہ ہے نہ کیوں حسن عقیدت سے
ترے بخت ہمایوں کا ستارہ پُر ضیاء ہووے

## امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت

شیخ جلال الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کے ساتھ اس حدیث میں بشارت دی۔ جسے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ اَخْرَجَهٗ اَبُوْنُعَیْمٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا کے پاس ہوتو ہر آئینہ اس کو کوئی ایک شخص اولاد فارس سے لے لیں گے۔

۲) بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ لَوْ کَانَ الدِّیْنُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ اَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰی یَتَنَاوَلَهٗ، یعنی اگر دین ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس کو ایک شخص اولاد فارس سے پالے گا اور اپنے قبضہ میں کرلے گا۔ (مشکوۃ باب جامع المناقب پہلی فصل)

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اس بشارت کا مستحق ہونا

پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر دین، علم اور ایمان ثریا کے پاس ہوگا تو اسے وہ شخص جا کر لائے گا جو ابنائے فارس میں سے ہوگا۔ یعنی وہ شخص اوروں کی نسبت مسائل اختلافیہ میں بہت مصیب ہوگا اور حق کی جانب بہت جلد پہنچے گا۔

marfat.com

چونکہ ابنائے فارس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کوئی نہیں ہوا اور آپ کے درجہ تک کوئی نہیں پہنچا۔ لہٰذا یہ حدیثیں انہیں کی ذات پر محمول کی گئیں۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی فرمایا ہے اور ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ خیرات الحسان میں ایک اور حدیث لکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تُرْفَعُ زِيْنَةُ الدُّنْيَا سَنَةَ خَمْسِيْنَ وَمِائَةَ یعنی دنیا کی زینت ایک سو پچاس ہجری میں اٹھالی جائے گی۔ اس حدیث پر شمس آلائمہ کروری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ یہ حدیث امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ پر محمول ہے اس لئے کہ آپ نے اسی سن میں وفات پائی۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پانا

جب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی کم سن تھے اس لئے آپ کی والدہ ماجدہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا تو اس طرح امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زیر نگرانی پرورش پانے کا موقع نصیب ہوا اور آپ نے ان سے علوم ظاہری اور باطنی حاصل کئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی دیکھا۔ اس لئے آپ کے تابعی ہونے میں کوئی شبہ اور شک نہیں ہے۔ اب میں صحابی اور تابعی کی تعریف کرتا ہوں کہ صحابی کس کو کہتے ہیں، تابعی کس کو اور تبع تابعین کس کو۔

## تعریف صحابی

صحابی اسے کہتے ہیں جو حالت اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا ہو اگرچہ دور سے ہی زیارت کی ہو۔

marfat.com

## فرق مابین روئت اور لقاء

رویئت کے معنی دیکھنے کے ہیں اور لقاء ملاقات کو کہتے ہیں کہ خدمت میں حاضر ہو جائے۔ فرق یہ ہے کہ اندھے کو زیارت نہیں ہو سکتی' القاء ہوتی ہے' تو اندھے کو صحابی کی حد میں داخل ہونے کے واسطے لقاء کا لفظ اختیار کرتے ہیں۔

اخذ حدیث آپ کے کلام سننے سے مراد ہے۔ اگر فقط رویت یا لقاء ہو اور روایت نہ ہو تو بھی صحابی ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ سب محدثین کا مسلم ہے' کسی کو اس میں خلاف نہیں۔

## تعریف تابعی رحمۃ اللہ علیہ

تابعی وہ ہے جسے صحابی سے لقاء یا زیارت ہوئی ہو۔ اخذ حدیث ہو یا نہ ہو۔

## تعریف تبع تابعی رحمۃ اللہ علیہ

تبع تابعی وہ ہے جسے تابعی سے لقاء یا زیارت ہوئی ہو۔

# امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تابعی ہونے کا ثبوت

محدثین کی اصطلاح میں تابعی اس کو کہتے ہیں جس نے کسی صحابی کو دیکھا ہو حقیقتاً جیسے اہل بصیرت یا حکماً جیسے نابینا۔ خواہ ان سے کوئی روایت کی ہو یا نہ کی ہو۔

شارع علیہ السلام نے تین زمانوں کا بیان فرمایا ہے کہ سب سے بہتر زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے پھر تابعین کا جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

## بہتر زمانہ

خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ الخ (مشکوۃ

marfat.com

باب مناقب الصحابہ پہلی فصل) یعنی میری امت کے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں یعنی صحابی، پھر وہ جوان کے قریب ہیں یعنی تابعین، پھر وہ جوان کے قریب ہیں یعنی تبع تابعین۔

## روئت رسول کا خاصہ

صحیح ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ یعنی دوزخ کی آگ اس مسلمان کو نہ چھوئے گی جس نے مجھ کو دیکھا ہو یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ دوسری فصل)

غرض ان احادیث سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد تابعی کا زمانہ تبع تابعین سے بہتر ثابت ہوتا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی بقول راجح زمرۂ تابعین میں سے ہیں۔ لہٰذا ان کی فضیلت اور مرتبہ دیگر آئمہ ثلثہ کے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے۔ (ملا علی قاری)

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کون کون سے صحابی زندہ تھے

امام یافعی (شافعی) رحمۃ اللہ علیہ مرآۃ الجنان میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چار صحابیوں کا زمانہ پایا ہے۔ (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بصرہ میں (۲) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کوفہ میں (۳) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں (۴) حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں زندہ تھے۔ بعض مورخین کے نزدیک چھ سات یا آٹھ صحابیوں سے آپ کا روائت کرنا معلوم ہوتا ہے۔ (سیوطی اور ابن حجر مکی)

## سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تبییض الصحفیہ میں لکھتے ہیں۔ قَالَ حَمْزَۃُ

marfat.com

السَّهْمِيُّ سَمِعْتُ الدَّارَ قُطْنِيْ يَقُوْلُ لَمْ يَلْقِ اَبُوْحَنِيْفَةَ اَحَدًا مِّنَ الصَّحَابَةِ اِلَّا اَنَّهٗ رَاٰى اَنَسًا بِعَيْنِهٖ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ یعنی حمزہ سہمی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی مگر بالتحقیق انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ان سے کچھ سنا نہیں۔

## حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ادرك الامام ابوحنیفة جماعة من الصحابة لانه ولد بالكوفة سنة ثمانين من الهجرة وبها يومئذ من الصحابة عبدالله ابن اوفى فانه مات بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة يومئذ انس ابن مالك ومات سنة تسعين او بعدها یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو دیکھا کیونکہ آپ کوفہ میں ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ان دنوں حضرت عبداللہ بن اوفی صحابی بھی زندہ تھے۔ بالتحقیق وہ بالاتفاق اس کے بعد فوت ہوئے اور ان دنوں بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور وہ نوے ہجری یا اس کے بعد فوت ہوئے۔

## خلاصۂ مطلب

بہرحال طبقہ تابعین میں آپ کا ہونا اگرچہ رویت ہی سے سہی ثابت ہے اور تبع تابعی میں تو کسی ادنیٰ عاقل کو بھی شبہ نہیں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرات عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ یعنی بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ جو ان

marfat.com

کے قریب ہیں۔ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ پہلی فصل)

اس حدیث خیر القرون میں تابعی اور تبع تابعی دونوں داخل ہیں اور تبع تابعین کا عہد دو سال کے بعد تک رہا۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تبع تابعین میں سے ہیں ۲۰۴ ہجری میں وفات پائی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵۰ ہجری المقدس میں۔ بہر حال خیر القرون میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہونا محقق ہے اور تابعی ہونا بھی محقق ہے اگر کوئی ناواقف اور جاہل انکار کرے تو یہ اس کی جہالت اور عقل کی کمی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حافظ حدیث ہونا

ردالمحتار میں مرقوم ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فن حدیث میں امام تھے کیونکہ آپ نے چار ہزار اساتذہ سے حدیث پڑھی تھی جو آئمہ تابعین اور غیر تابعین سے تھے۔ اسی سبب سے وہبی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو محدثین حفاظ میں شمار کیا ہے اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے صرف سترہ حدیثیں مروی ہیں یہ ان کی سراسر جہالت اور تاریخ سے ناواقفیت کا باعث ہے۔

## امام صاحب سے ایک ہزار سات سو احادیث کا مروی ہونا

زرقانی نے شارح موطا نے لکھا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ہزار سات سو روایات منقول ہیں۔ ہاں ابن خلدون نے اس قول کی مخالفت کی ہے لیکن اس کی مخالفت کی چنداں پرواہ نہیں ہے کیونکہ محدثین کے نزدیک اس کا قول کچھ معتبر نہیں ہے، اس لئے کہ اس کو امور شرعیہ میں مہارت تامہ نہیں ہے۔ چنانچہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ضوء لامع

marfat.com

فی اعیان القرن التاسع میں لکھتے ہیں کہ ابن خلدون امور شرعیہ میں ماہر نہ تھا۔ بہرکیف امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حافظ حدیث تھے اور کئی ہزار حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

## ثبوت روایات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مسانید روایات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قطع نظر صرف تصانیف تلامذہ امام کو ملاحظہ کیجئے۔ جن میں بواسطہ امام بسند متصل اخبار اور آثار مروی ہیں۔ جیسے موطا اور کتاب الحج اور سیر کبیر اور کتاب الآ ثار مصنفہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور کتاب الخراج مصنفہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تو ان میں صدہا روایتیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نکلیں گی۔ علاوہ بریں مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور مصنف عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور تصانیف دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور تصانیف طحاوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے شرح معانی الآ ثار و مشکل الآ ثار وغیرہ کو اگر دیکھئے تو اس میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیشمار روایتیں موجود ہیں۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استادوں کی تعداد

شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ تہذیب الکمال میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استادوں کی فہرست یوں ارقام فرماتے ہیں۔ (۱) ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمۃ اللہ علیہ (۲) اسمٰعیل بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ (۳) جبلہ بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ (۴) ابو ہند حارث بن عبدالرحمٰن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (۵) حسن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۶) حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ (۷) حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ (۸) خالد بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ (۹) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) زبید الیامی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) سعید بن مسروق ثوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) سلمہ بن کھیل رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) شداد بن عبدالرحمٰن قشیری رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) شیبان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) طاؤس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) طریف بن سفیان سعدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) طلحہ بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

(۲۰) عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ مر سبیعی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲) عبداللہ بن ابی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ (۲۳) عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ (۲۴) عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ (۲۶) عبدالکریم بن ابی امیہ بصری رحمۃ اللہ علیہ (۲۷) عبدالملک بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) علی بن ثابت انصاری رحمۃ اللہ علیہ (۲۹) عطاء بن ابی ریاح رحمۃ اللہ علیہ (۳۰) عطاء بن سارب رحمۃ اللہ علیہ (۳۱) عطیہ بن سعد عوفی رحمۃ اللہ علیہ (۳۲) عکرمۃ مولی ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ (۳۳) نافع مولیٰ ابن عمر رحمۃ اللہ علیہ (۳۴) علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ (۳۵) علی بن حسن رحمۃ اللہ علیہ (۳۶) عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ (۳۷) عون بن عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۳۸) قابوس بن ابی طبیان رحمۃ اللہ علیہ (۳۹) قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (۴۰) عبداللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ (۴۱) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (۴۲) قیس بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ (۴۳) محارب بن وثار رحمۃ اللہ علیہ (۴۴) محمد بن زبیر حنظلی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵) محمد بن سائب رحمۃ اللہ علیہ (۴۶) ابوجعفر محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷) محمد بن قیس ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ (۴۸) محمد بن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ (۴۹) محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ (۵۰) مخول بن راشد رحمۃ اللہ علیہ (۵۱) سلم بطین رحمۃ اللہ علیہ (۵۲) معین بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (۵۳) مقسم رحمۃ اللہ علیہ (۵۴) منصور رحمۃ اللہ علیہ (۵۵) موسیٰ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ (۵۶) ناصح بن عبداللہ بجلی رحمۃ اللہ علیہ (۵۷) ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ (۵۸) ہشیم بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ (۵۹) ولید بن ربیع فخروی رحمۃ اللہ علیہ (۶۰) یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ (۶۱) یحییٰ بن عبداللہ کندی رحمۃ اللہ علیہ (۶۲) یحییٰ بن عبداللہ الجابر رحمۃ اللہ علیہ (۶۳) یزید بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ (۶۴) یزید بن عبدالرحمٰن کوفی رحمۃ اللہ علیہ (۶۵) یونس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (۶۶) ابوحصین اسدی رحمۃ اللہ علیہ (۶۷) ابوزبیر مکی رحمۃ اللہ علیہ (۶۸) ابواسود سلمی رحمۃ اللہ علیہ (۶۹) ابوعون ثقفی رحمۃ اللہ علیہ (۷۰) ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ پس امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر فی استاد دس حدیثیں روایتیں کرتے تو بھی سات سو روایات ہوتی ہیں۔ (فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ)

marfat.com

اب میں بزرگان دین کے خیالات امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پیش کرتا ہوں تا کہ ناظرین کو عین الیقین ہو جائے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے جید متبحر محدث اور عالم فاضل اور عارف باللہ تھے۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

# داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر امام صاحب کی نسبت

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سنت کے زندہ کرنے والے تھے

(۱) عالم اکمل و فاضل اجل حضرت مخدوم علی بن عثمان ہجویری ثم لاہوری ملقب بحضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی مبارک کتاب کشف المحجوب میں ارقام فرماتے ہیں کہ جب امام ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارادہ کیا کہ لوگوں سے الگ ہو جائے تاکہ دل کو ریاست اور لوگوں کے مرتبہ سے پاکیزہ رکھے اور بے عیب ہوکر حق کیلئے کھڑا ہو۔ یہاں تک کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں ان کے لحد سے جمع کرتا تھا۔ اور بعض کو بعض سے پسند کرتا تھا۔ اس واقعہ کی ہیبت کے سبب خواب سے جاگ اٹھا اور امام محمد بن سیرین کے اصحابوں میں سے ایک سے خواب کا بیان پوچھا۔ اس نے کہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی سنت کے نگاہ رکھنے میں یہاں تک بڑے درجہ میں پہنچے گا کہ اس میں تصرف کرنے والا ہوگا اور صحیح کو غیر صحیح سے جدا کرے گا۔ پھر دوسری دفعہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے کہا اے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تجھے خدائے تعالیٰ نے میری سنت زندہ کرنے کیلئے بنایا ہے' گوشہ نشینی کا ارادہ نہ کر۔

## امام رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا رویائے صادقہ

(۲) عالم اکمل و فاضل اجل حضرت مخدوم علی بن عثمان ہجویری ثم لاہوری ملقب بحضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں ارقام فرماتے ہیں

marfat.com

کہ جب میں شام میں تھا اور حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کے روضۂ مبارک پر سویا ہوا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو خواب میں مکہ کے اندر دیکھا اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مشیبہ کے دروازے سے اندر آئے ہیں۔ ایک پیر مرد کو بغل میں پکڑ لیا ہے جیسا کہ لڑکوں کو پکڑتے ہیں۔ میں محبت کے سبب ان کے پاس دوڑا گیا اور ان کے پاؤں چومے' اور اس تعجب میں تھا کہ وہ بوڑھا کون ہے۔ آپ معجزے سے میرے باطن اور میرے ارادے پر واقف ہو گئے اور مجھے کہا کہ یہ تیرا امام اور تیری ولایت کے لوگوں میں سے ہے یعنی ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ)

## نتیجہ جواب

اس خواب سے مجھ کو یہ امر درست معلوم ہو گیا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہوئے ہیں جو طبع کی صفتوں سے فانی تھے اور شرع کے حکموں سے باقی اور ان سے قائم کیونکہ ان کے رہبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اگر وہ آپ جاتے تو باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت یا مخطی ہوتا ہے یا مصیب۔ جب ان کے رہبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو فانی الصفت ہے اور پیغمبر کی صفت کے بقاء سے قائم ہے اور جب پیغمبر پر خطا کی صورت واقع نہیں ہوتی تو جو اس سے قائم ہے اس پر بھی نہیں ہوتی اور یہ ایک لطیف رمز ہے۔ فَتَدَبَّرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

## مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر امام کی شان میں

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (جن کے صحیح صحیح حالات مع عملیات و تعویذات زیر طبع ہیں) اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں لکھتے ہیں۔ مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ ببرکت ورع و تقویٰ و بہ دولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم او عاجز اند و مجتہدات اورا

marfat.com

بواسطہ دقت معانی' مخالف کتاب و سنت دانند' واورا واصحاب الرائے پندارند۔ یعنی مثل روح اللہ کے مثل امام اعظم کوفی کی ہے کہ پرہیزگاری اور تقویٰ کی برکت سے اور تابعداری سنت کے ذریعہ سے بڑا مرتبہ اجتہاد اور استخراج مسائل کا پایا ہے کہ دوسرے لوگ اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں اور ان کے مسائل مستنبطہ کو بوجہ دقت معانی کے مخالف قرآن مجید اور حدیث کے جانتے ہیں اور ان کو اصحاب الرائے سمجھتے ہیں مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بہ کرشمہ از دقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت اَلْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْفِقْهِ' بواسطہ ہمیں مناسبت کہ بروح اللہ دارد' تواند بود۔ آنچہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فصول ستہ نوشتہ است کہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از نزول بمذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حکم و عمل خواہد کرد۔ بے شائبہ تکلف و تعصب گفتہ می شود کہ نورانیت مذہب حنفی بہ نظر کشفی در رنگ دریائے عظیم می نماید۔ وسائر مذاہب در رنگ حیاض وجداول نظر می آید۔ ناقصان چند احادیث رایاد گرفتہ اند و احکام شرعیہ را دراں منحصر ساختہ اند و ماورائے معلوم خود رانفی مے نمایند۔

چو آں کرمے کہ در سنگے نہاں است
زمین و آسماں اورا ہماں است

وائے ہزار وائے از تعصب ہائے بارد ایشاں و از نظر ہائے فاسد ایشاں بانی فقہ ابوحنیفہ است و سہ حصہ فقہ اورا مسلم داشتہ اند و در ربع باقی ہمہ شرکت دارند و در فقہ صاحب خانہ اوست و دیگراں ہمہ عیال وے اند۔ یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے البتہ کچھ فقاہت آپ کی سمجھی تو یہ فرمایا کہ کل فقہاء ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں فقہ میں۔ اور شاید اسی مناسبت سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیساتھ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ہے حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

marfat.com

آسمان سے اتر کر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر حکم اور عمل کریں گے اور بلا تکلف اور بغیر تعصب کے کہا جاتا ہے کہ نورانیت حنفی مذہب کی بنظر کشف مثل دریائے عظیم کے دکھلائی دیتی ہے اور باقی مذاہب مثل حوض اور نہر کے۔ کم سمجھ لوگوں نے چند حدیثیں یاد کر لی ہیں اور احکام شرعیہ کو اسی میں منحصر جانتے ہیں' اپنے معلومات کے سوا سب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ لوگ اس کیڑے کی طرح ہیں جو پتھر کے اندر پوشیدہ ہے' زمین اور آسمان اس کیلئے وہی پتھر ہے۔ افسوس ہزار افسوس ان کم سمجھوں کے تعصب باریک اور نظر فاسد پر وہ لوگ نہیں جانتے کہ باقی فقہ ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور تین حصہ ان کی فقہ کو لوگوں نے مسلم رکھا ہے اور باقی ربع میں سب شرکت رکھتے ہیں اور امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں گویا صاحب خانہ ہیں اور لوگ ان کے عیال ہیں۔

اب میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا عربی قصیدہ معہ ترجمہ جو انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھا ہے' عوام الناس کی خاطر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

## عبداللہ بن مبارک کا قصیدہ امام اعظم کی شان میں

لَقَدْ زَانَ الْبِلَادَ وَمَنْ عَلَيْهَا ۔۔۔ اِمَامُ الْمُسْلِمِيْنَ اَبُوْحَنِيْفَةَ
بیشک زینت دی شہروں کو اور وہاں کے باشندوں کو ۔۔۔ مسلمانوں کے امام ابوحنیفہ نے

بِاَحْكَامٍ وَّاٰثَارٍ وَّفِقْهٍ ۔۔۔ كَاٰيَاتِ الزَّبُوْرِ عَلَى الصَّحِيْفَةِ
ساتھ احکام شرعی اور احادیث نبوی اور فقہ کے ۔۔۔ مانند آیتیں زبور کے صحیفہ پر

فَمَا فِي الْمَشْرِقَيْنِ لَهٗ نَظِيْرٌ ۔۔۔ وَلَا فِي الْمَغْرِبَيْنِ وَلَا بِكُوْفَةِ
پس نہیں ہے پورب میں کوئی ان کا نظیر ۔۔۔ اور نہ پچھم میں اور نہ کوفہ میں

اِمَامًا صَارَ فِي الْاِسْلَامِ نُوْرًا ۔۔۔ اَمِيْنًا لِلرَّسُوْلِ وَلِلْخَلِيْقَةِ
ایسا امام کہ ہوگیا اسلام میں نور ۔۔۔ امین واسطے رسول اور خلقت کے

marfat.com

يَبِيْتُ مُشَمِّرًا اَسْهَرَ اللَّيَالِيْ ۔۔۔ وَصَامَ نَهَارَهٗ لِلّٰهِ خِيْفَةً

شب باشی کرتے تھے دامن چنکر در آنحالانکہ جاگتے تھے راتوں کو ۔۔۔ اور روزہ رکھتے تھے دن کو واسطے اللہ کے بسبب ڈر کے

وَصَانَ لِسَانَهٗ عَنْ كُلِّ اِفْكٍ ۔۔۔ وَمَا زَالَتْ جَوَارِحُهٗ عَفِيْفَةً

اور محفوظ رکھا اپنی زبان کو سب گناہوں سے ۔۔۔ اور ہمیشہ رہے اعضا ان کے پاک

يَعِفُّ عَنِ الْمَحَارِمِ وَالْمَلَاهِيْ ۔۔۔ وَمَرْضَاةُ الْاِلٰهِ لَهٗ وَظِيْفَةٌ

بچتے رہے وہ حرام اور لہو سے ۔۔۔ اور تھی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی ان کی روش

فَمَنْ كَاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِيْ عَلَاهُ ۔۔۔ اِمَامٌ لِلْخَلِيْقَةِ وَالْخَلِيْفَةُ

پس کون ہے ابوحنیفہ کی مانند ان کے درجے میں ۔۔۔ امام خلق کا اور خلیفہ

رَأَيْتُ الْعَائِبِيْنَ لَهٗ سَفَاهًا ۔۔۔ خِلَافَ الْحَقِّ مَعَ حُجَجٍ ضَعِيْفَةٍ

دیکھا میں نے ان کی عیب بینوں کو نادان ۔۔۔ خلاف حق کے ساتھ دلیلیں ضعیف کے

وَكَيْفَ يَحِلُّ اَنْ يُّؤْذٰى فَقِيْهٌ ۔۔۔ لَهٗ فِي الْاَرْضِ اٰثَارٌ شَرِيْفَةٌ

اور کب زیبا ہے یہ کہ ان کو اذیت دے کوئی فقیہ ۔۔۔ حالانکہ ان کی اچھی اچھی نشانیاں زمین پر ہیں

وَقَدْ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسٍ مَقَالًا ۔۔۔ صَحِيْحَ النَّقْلِ فِيْ حِكَمٍ لَطِيْفَةٍ

اور بیشک فرمایا ہے امام شافعی نے ایک قول ۔۔۔ صحیح ازروے نقل کے گویا وہ ایک لطیفہ ہے

بِاَنَّ النَّاسَ فِيْ فِقْهٍ عِيَالٌ ۔۔۔ عَلٰى فِقْهِ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

بیشک آدمی فقہ میں عیال ہیں ۔۔۔ امام ابوحنیفہ کی فقہ کے

فَلَعْنَةُ رَبِّنَا اَعْدَادَ رَمْلٍ ۔۔۔ عَلٰى مَنْ رَدَّ قَوْلَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

پس لعنت خدا کی ہو برابر بالوں کے یعنی بیشمار ۔۔۔ اس پر کہ رد کرے حقارت سے ابوحنیفہ کے قول کو

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زہد وتقویٰ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے عابد' زاہد' متقی' پرہیز گار اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ اکثر اوقات خاموش رہتے۔ بے ضرورت تکلم نہ فرماتے۔ صاحب کرامات تھے۔ چنانچہ آپ کے ورع وتقویٰ کے متعلق حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ اتفاق سے ایک قرض دار کے مکان پر جانا پڑا' قرضدار کو باہر سے آواز دے کر خود دھوپ میں کھڑے رہے۔ لیکن اس

marfat.com

کے مکان کے سایہ میں کھڑا ہونا پسند نہ فرمایا کیونکہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ صاحب دیوار میرا مقروض ہے۔

## سود کی نسبت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

جو قرض سے نفع حاصل کرے وہ سود ہے اور میرا بیٹھنا اس کے سایہ دیوار میں نفع ہے۔ پس یہ بھی سود کے حکم میں ہے۔

## مشتبہ مال کی نسبت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا استغنا

خزانۃ المفتیین میں مروی ہے کہ ایک سوداگر پارچہ فروش کے ساتھ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تجارت میں شرکت کی۔ تاجر مصر میں تجارت کرتا تھا۔ تجارت کے کسی تھان میں نقص و عیب تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لکھ بھیجا کہ فلاں تھان جس پر یہ نشانی ہے، عیب دار ہے۔ اس کو بیچنے کے وقت مشتری کو اس کے عیب پر مطلع کر دینا۔ تاجر صاحب کو اس کا کچھ خیال نہ رہا اور سب تھان فروخت کر ڈالے اور ان میں وہ عیب دار تھان بھی بغیر اظہار عیب کے فروخت ہو گیا۔ تاجر صاحب کوفہ میں واپس آئے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حصہ مبلغ تیس ہزار درم ان کو دیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ تھان کا عیب نہیں ظاہر کیا گیا۔ فرمایا یہ رقم شبہ والی ہے، میں اسے اپنے کام میں نہیں لاؤں گا، پس وہ سب مال خیرات کر دیا۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خواب کی تعبیر

منقول ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کھودی اور آپ کی ہڈیاں مبارک اپنے سینہ سے لگائیں۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی گئی تو انہوں نے جواب دیا۔ اس خواب کا دیکھنے والا ایک ایسے علم کو عالم میں پھیلائے گا کہ اس سے پہلے کسی سے اس علم کی اشاعت نہ ہوئی ہو گی۔

marfat.com

## خانہ کعبہ کے دروازہ پر دو رکعت میں تمام قرآن مجید کا پڑھنا

منقول ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری عمر میں حج کیا اور کعبہ معظمہ کے اندر داخل ہو کر داہنے پیر کھڑے ہو کر نصف قرآن مجید پڑھا۔ پھر رکعت پوری کر کے دوسری رکعت میں نصف قرآن مجید پڑھ کر نماز ختم کی اور بارگاہ الٰہی میں یہ دعا مانگی۔ خداوندا اس عاجز بندے نے تیری عبادت کا حق نہ ادا کیا لیکن تیری معرفت بقدر امکان جانی۔ خدایا میری عبادت کا نقصان کمال معرفت کے سبب معاف فرما۔ ہاتف غیب نے آواز دی تم نے خوب ہم کو پہچانا اور تمہاری معرفت خالص ہوئی اور تم نے اچھی خدمت کی، ہم نے تم کو بخشا اور نیز ان لوگوں کو جو قیامت تک تیرے مذہب کے تابع رہیں۔

## ۴۰ برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنا

منقول ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ انہوں نے پچپن حج کئے تھے اور چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ اکثر اوقات تہجد کی ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا۔ رات کے وقت ان کی گریہ درازی کی آواز ہمسایہ سنتے اور ان پر ترس کھاتے تھے۔

# ہستی واجب الوجود کا ثبوت

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دہریوں کا مناظرہ

(۱) تفسیر کبیر میں مرقوم ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرقہ دہریہ کے حق میں مثل شمشیر برہنہ کے تھے۔ اس سبب سے وہ لوگ آپ کے قتل کے واسطے موقع ڈھونڈتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز مسجد میں آپ تنہا بیٹھے تھے کہ دفعۃً وہ لوگ ننگی تلواریں لئے

marfat.com

ہوئے آئے اور آپ کو گھیر لیا اور آپ کے مارنے کا قصد کیا۔ آپ نے فرمایا پہلے تم لوگ ایک بات کا جواب دو، پھر جو تمہارا جی چاہے کرنا۔ انہوں نے کہا۔ فرمایئے! آپ نے کہا کہ تم اس شخص کو کیسا سمجھتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک کشتی دیکھی ہے جو مال واسباب سے بھری ہوئی ہے اور دریا کی امواج اس کو دھکے پر دھکے دے رہی ہیں اور وہ ہوا کے جھونکے ہر طرف سے کھا رہی ہے۔ باوجود اس کے وہ سیدھے خط مستقیم کی طرف چلی جاتی ہے ذرا بھی ٹیڑھی نہیں ہوتی حالانکہ اس پر نہ کوئی ملاح ہے نہ کوئی محافظ۔ بتلاؤ تو کیا تمہاری عقل اس قول کو تسلیم کرتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ بلکہ یہ تو ایسی بات ہے کہ اس کو کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ سبحان اللہ جب عقل یہ تسلیم نہیں کرتی کہ کشتی دریا میں سیدھی بلا محافظ اور ملاح کے چل سکتی ہے تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ دنیا باوجود اختلاف احوال اور تغیر اعمال اور کشادگی اطراف اور تبائن اکناف کے بلا صانع اور خالق اور حافظ کے قائم رہ سکتی ہے۔ پس وہ لوگ آپ کی اس تقریر سے دنگ رہ گئے اور تلواریں نیام میں کر لیں اور صدق دل سے تائب ہو کر مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہوئے۔

(۲) تفسیر کبیر میں منقول ہے کہ کسی نے آپ سے ثبوت ہستی واجب الوجود کی دلیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا۔ سنو کہ باپ تو چاہتا ہے کہ لڑکا پیدا ہو۔ لیکن پیدا ہوتی ہے لڑکی اور کبھی چاہتا ہے کہ لڑکی پیدا ہو تو لڑکا پیدا ہو پڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی صانع عالم ضرور ہے۔

# قرأت فاتحہ خلف الامام کی عدم ضرورت

## سورہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں مناظرہ

منقول ہے کہ مدینہ منورہ کے بہت لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے قرأت

marfat.com

خلف الامام میں بحث کرنے کے واسطے آئے تا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساکت اور مغلوب کر دیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم تنہا سب لوگوں سے کیونکر بحث کر سکتے ہیں۔ آپ سب ایک شخص کو جو آپ لوگوں میں بڑا عالم ہو' سردار مقرر کیجئے تا کہ ہم ان سے بحث کریں۔ پس سب لوگوں نے ایک شخص کو مقرر کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص تم لوگوں میں بڑا عالم ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے مباحثہ کرنے سے تم سے مباحثہ ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا ہاں' امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس پر الزام دینے سے تم پر الزام ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیونکر انہوں نے کہا اس لئے کہ ہم نے اس کو اپنا امام بنایا۔ پس ان کا قول ہمارا ہی قول ہے۔ تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہذا القیاس جب ہم نے نماز میں کسی کو امام بنایا تو اس کی قرأت مقتدیوں کی قرأت ہوگی اور وہ نائب ہوگا ہماری طرف سے۔ تب وہ لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس دندان شکن تقریر کو سن کر دنگ رہ گئے۔

## رفع یدین کے متعلق امام صاحب کا اوزاعی سے مناظرہ

عقود الجواہر میں منقول ہے کہ حارثی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن زیاد رازی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی سلیمان بن شاذ کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے' انہوں نے کہا کہ میں نے سنا سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کو' کہتے تھے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اوزاعی مکہ میں مقام دار حناطین میں اکٹھے ہوئے۔ اوزاعی نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رفع یدین کی کوئی حدیث رسول اللہ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ تب اوزاعی نے کہا کیوں نہیں ثابت ہوئی۔ بیان کی مجھ سے زہری رحمۃ اللہ علیہ نے سالم رحمۃ اللہ علیہ سے اور سالم اپنے باپ سے اور ان کے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے تھے شروع نماز کے وقت اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد رحمۃ اللہ علیہ نے اور حماد رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسود رضی اللہ عنہ سے بروایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ مگر نماز شروع کرنے کے وقت اور پھر کہیں سے نہیں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ تب اوزاعی نے کہا کہ میں حدیث روایت کرتا ہوں۔ عَنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اور آپ حدیث بیان کرتے ہیں عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ پس امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ زہری رحمۃ اللہ علیہ سے حماد رحمۃ اللہ علیہ زیادہ فقیہ تھے۔ اور سالم رحمۃ اللہ علیہ سے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور علقمہ رضی اللہ عنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فقہ میں کم نہ تھے۔ اگرچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حاصل تھی مگر علقمہ رضی اللہ عنہ کو بھی فضل صحبت تھا' اور اسود رضی اللہ عنہ کو زیادہ تر فضل تھا' اور عبداللہ رضی اللہ عنہ تو خود عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مدلل اور دندان شکن تقریر سن کر اوزاعی خاموش ہو گئے۔

## امام موفق کا قصیدہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں

امام ابوالموید موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں کیا ہی اچھا لکھا ہے۔

عدا مذهب النعمان خير المذاهب کذی القمر الوضاح خير الکواکب

حضرت ابوحنیفہ نعمان کا مذہب سب مذہبوں سے بہتر ہے جیسا کہ روشن چاند سب ستاروں سے بہتر ہے

marfat.com

تفقہ فی خیر القرون مع التقی ۔۔۔ فمذہبہ لاشك خیر المذاہب
آپ خیر القرون میں تقویٰ کے ساتھ فقیہ بن گئے ۔۔۔ اس لئے آپ کا مذہب بیشک سب مذہبوں سے بہتر ہے

ولا عیب فیہ غیر ان جمیعہ ۔۔۔ خلا اذ تخلی عن جمیع المعائب
اور اس میں کوئی عیب نہیں سوائے اس کے کہ وہ سب ۔۔۔ تمام عیبوں سے پاک ہے

الدعواہ قد اقر بحسنہ ۔۔۔ واقرارہ بالحسن ضربة لازب
آپکے سخت دشمن نے آپکے مذہب کی خوبی کا اعتراف کیا ہے ۔۔۔ اور اس خوبی کا اعتراف کرنا لازم و ثابت ہے

مذاہب اہل الفقہ عند تقلصت ۔۔۔ فاین عن الرومی نسبح العناکب
فقہا کے مذاہب آپ ہی کے مذہب سے نکلے ہیں ۔۔۔ مگر چادر رومی کی اور لکڑیوں کا جالا کجا

وکان لہ صحب بنور علومھم ۔۔۔ تجلی عن الاحکام سجف الغیاہب
اور آپ کے اصحاب ایسے تھے کہ ان کے علوم کی روشنی سے ۔۔۔ احکام سے تاریکیوں کے پردے اٹھ گئے

ثلاثة الاف والف شیوخہ ۔۔۔ واصحابہ مثل النجوم الثواقب
چار ہزار آپ کے شیوخ تھے ۔۔۔ اور آپ کے اصحاب روشن ستاروں کی مانند ہیں

## اجتہاد کی تعریف اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مجتہد ہونا

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مجتہد مطلق ہونا ایک ایسا مسلم مسئلہ ہے جس سے تیرہ سو برس کی مدت میں کسی سلیم الفطرت شخص نے انکار نہیں کیا۔ چنانچہ میں اس پر ذرا روشنی ڈالتا ہوں۔

اجتہاد کی تعریف علمائے حدیث مثلاً بغوی رحمۃ اللہ علیہ، رافعی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان لفظوں میں کی ہے کہ مجتہد وہ شخص ہے جو قرآن و حدیث، مذاہب سلف، لغت، قیاس، ان پانچ چیزوں میں کافی دستگاہ رکھتا ہو۔ یعنی مسائل شرعیہ کے متعلق جس قدر قرآن مجید میں آیتیں ہیں جو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ جس قدر علم لغت درکار ہے، سلف کے جو اقوال ہیں، قیاس کے جو طریق ہیں۔ قریب کل کے جانتا ہو اگر ان میں سے کسی میں کمی ہے تو وہ مجتہد نہیں ہے اور اس کو تقلید کرنی چاہیے جیسا کہ ہم تقلید کے باب میں بالتفصیل لکھ آئے ہیں۔

marfat.com

# جواب شبہ عدم انقطاع اجتہاد

## اعتراض

اجتہاد کوئی نبوت نہیں جو ختم ہوگئی ہو' ہم بھی اجتہاد کر سکتے ہیں اور مجتہد کو سب کے نزدیک دوسرے مجتہد کی تقلید نا جائز ہے۔

## جواب

قوت اجتہادیہ کا پایا جانا عقلاً یا شرعاً ممتنع ومحال تو نہیں ہے لیکن مدت ہوئی کہ یہ قوت مفقود ہے اور اس کا امتحان بہت سہل یہ ہے کہ فقہ کی ایسی کتاب سے جس میں دلائل مذکور نہ ہوں۔ کَیْفَ مَا اتَّفَقَ مختلف ابواب کے سوسوالات فرعیہ جو قرآن مجید وحدیث شریف میں منصوص نہ ہوں' لئے جائیں اور کوئی صاحب علم اپنے اجتہاد مزعوم سے ان کے جواب قرآن وحدیث سے مستنبط کریں اور جن اصول پر استنباط کریں' ان کو بھی قرآن وحدیث کی عبارت یا اشارت یا دلیل عقلی شافی سے ثابت کریں۔ جب یہ جواب مکمل ہو جائیں پھر فقہاء کے جوابات اور ان کے ادلہ سے موازنہ کر کے انصاف کریں۔ اس وقت اپنے فہم کا مبلغ اور ان کے فہم کی قدر ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح واضح ہو جائے گی کہ پھر اجتہاد کا دعویٰ زبان پر نہ آئے گا۔ چنانچہ مبصرین کو محقق ہوگیا کہ چار صدی کے بعد یہ قوت مفقود ہوگئی۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ محدثین سابقین کو جس درجہ کا حافظہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا تھا' وہ اب نہیں دیکھا جاتا۔ پھر جیسا قوت حافظہ نبوت نہیں مگر ختم ہوگئی اسی طرح قوت اجتہادیہ نبوت نہیں مگر ختم ہوگئی' اور مراد اس سے اس مرتبہ خاصہ کی نفی ہے جو مجتہدین مشہورین کو عطا ہوا تھا جس سے عامۂ حوادث میں استنباط احکام کر لیتے تھے اور مستقل طور پر اصول قائم کر سکتے تھے اور ایک دو مسئلوں میں دلائل کا موازنہ کر کے

marfat.com

ایک شق کو ترجیح دے لینا یا کسی جزئی مسکوت عنہ کو اصول مقررہ مدونہ میں مندرج کر کے حکم سمجھ لینا نہ اس کی نفی مقصود ہے اور نہ اس سے کوئی علے الاطلاق مجتہد بلا تقلید ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات مشاہدہ کی جاتی ہے کہ اس وقت قلوب میں نہ وہ خشیت ہے نہ احتیاط ہے۔ اگر کسی میں یہ قوت مذکورہ مان بھی لی جائے تب بھی اجتہاد کی اجازت دینے میں بے باک لوگوں کو جرأت دلانا ہے کہ دین میں جو چاہیں گے کہہ دیا کریں گے' اور اب تو خوف فضیحت مخالفت کتب سے مسئلہ دیکھنے میں اور بتانے میں خوب احتیاط و اہتمام کرتے ہیں۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قیاس کا طریقہ

عبدالوہاب شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ میزان میں لکھتے ہیں کہ ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ میں ایک روز کوفہ کی جامع مسجد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ پس ان کے پاس سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سوا اور بہت سے فقہاء تشریف لائے اور ان لوگوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ہم کو خبر پہنچی ہے کہ آپ مسائل دین میں بہت قیاس کرتے ہیں' اور ہم آپ کے اس فعل سے ڈرتے ہیں کیونکہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا جو گمراہ ہو گیا۔ پس ان لوگوں سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کے دن صبح سے دوپہر تک مناظرہ کیا اور ان کو اپنا مذہب اور طریقہ بتلایا کہ میں مسائل کو اولاً قرآن مجید سے استخراج کرتا ہوں' پھر حدیث کی طرف رجوع کرتا ہوں' اس کے بعد اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف جاتا ہوں' پھر ان میں جو متفق علیہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے احکام ہیں ان کو مقدم کرتا ہوں مختلف فیہ ہونے پر سب کے بعد قیاس کرتا ہوں۔ پس تمام حاضرین آپ کی اس سچی تقریر کو سن کر دنگ رہ گئے

marfat.com

اور بصدق دل معافی کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے سب کو معاف کر دیا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ باوجود نص کے قیاس ہرگز ہرگز نہیں کرتے تھے۔ البتہ نص نہ ملنے کے وقت قیاس ضرور کرتے تھے اور یہ دستور ہمیشہ سے ایسا ہی چلا آیا ہے کہ نص کے نہ ملنے کے وقت قیاس کیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی یہی دستور اور طریقہ تھا۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

# قیاس باطل اور قیاس صحیح کی تحقیق

قیاس باطل وہ ہے کہ باوجود حکم نص کے اس کے مقابلہ میں اور مخالفت میں اپنی رائے سے حکم مخالف نص کے دیا جائے اور اپنے قیاس فاسد کو معارض و مقابل حکم شریعت کا بنایا جائے کہ کوئی نص صریح یا خفی کسی طرح اس کے موافق نہ ہو بلکہ محض مخالفت جملہ نصوص کی کرے اور کوئی امر قیاس فاسد سے نکال کر سب نصوص کو رد کرے تو یہ امر باطل دوام کار شیطان لعین کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے سجدہ کا حکم حضرت آدم علیہ السلام کی طرف فرمایا اور اس میں کوئی خفا نہ تھا۔ اللہ نے جان کر کہ جن عاری اور ملائکہ نوری اور آدم خاکی ہے سجدہ چاہا مگر اس پلید نے اپنے قیاس فاسد سے یہ نکال کر کہ نار خاک سے افضل و اعلیٰ ہے سجدہ کو خلاف مصلحت جانا' تو صریح نص اور جملہ نصوص کے خلاف بمقابلہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے یہ قیاس باطل کیا۔ پس ایسا کرنے والا شیطان کا ہمدم ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے۔ اَوَّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ (دارمی ۱/۶۵) یعنی قیاس فاسد نص کے خلاف اول ابلیس نے کیا پس اسی بناء پر بعض لوگوں نے خوش فہمی سے مطلق قیاس کو ابلیس کا فعل قرار دے کر جملہ مجتہدین و علماء کو صحابہ سے لے کر آج تک گمراہ ٹھہرایا۔ معاذ اللہ اس قدر ہر اہل فہم پر روشن ہے کہ مقابل ضد شئے کو کہتے ہیں۔ پس قیاس مقابل نص کا وہی

marfat.com

ہوگا کہ کسی نص کے موافق نہ ہو' ورنہ اگر ایک نص کے مقابل اور دوسری نص کے موافق ہوا تو مقابل نص کسی طرح اسے نہیں کہہ سکتے اور بسبب تعارض احادیث و نصوص کے یہ بالضرور صحابہ سے لے کر آخر تک سب کو واقع ہوا ہے' تو اس فرقہ کے نزدیک تمام امت گمراہ ہوئی اور لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃ بالکل غلط ہوا۔ (ترمذی' مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ دوسری فصل)

مسلمانو! یادرکھو کہ اگر کسی حادثہ میں حکم کی حاجت ہوتی ہے تو اگر وہاں نص آیت یا حدیث ایسی صریح موجود ہے کہ دوسرے معنی کی متحمل نہیں اور غیر منسوخ و غیر معارض تو وہاں کوئی قیاس نہیں کرتا کہ وہاں کوئی حاجت قیاس کی نہیں۔ یہ معنی ہیں کہ محل نص میں قیاس درست نہیں کہ جب خود شارع کا حکم موجود ہے تو کسی کے قیاس کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر خلاف حکم نص کے ثابت ہوگا تو لاحاصل ہوگا۔ مگر ہاں اگر یہ بات ثابت کرے کہ یہ حکم نص کا موافق عقل سلیم کے ہے تو یہ موجب قوت یقین کا ہو جاتا ہے اور تسلیم حکم نص کو نہایت معین ہوتا ہے کہ حکم نص کا بدیہی مثل مشاہد کے ہو جاتا ہے اور یہ قیاس نہیں بلکہ علت حکم کا ادراک ہے۔ یہ امر باتفاق امت درست و اعلیٰ درجہ علم کا ہے۔ مثلاً خروج بول و مذی ناقص وضو ہے اور خروج منی موجب غسل نہ کہے تو مخالف نص کے قیاس سے تعین ہوگا اور جو اپنی قوت ذہنی سے اس کی وجہ اور سبب تفرقہ کا بول و منی میں پیدا کرے' خواہ عقل سے خواہ دوسری نص کے حکم سے تو یہ عین علم ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں بلکہ باعث مدح ہے مگر اثبات حکم غسل کے واسطے تکلف کرنا فضول ہے لیکن یہ علم علمائے مجتہدین اور اولیائے کاملین کو حاصل ہوتا ہے اور یہ قیاس نہیں۔

اس تقریر سے اہل علم پر تفرقہ دلیل عقلی بیان کرنے کا اور بمقابلہ نص کے قیاس کرنے کا اور محل نص میں قیاس کرنے کا واضح ہو جائے گا اگر بغور علم اس میں

marfat.com

فکر صائب کرے گا اور اگر وہاں اس نص میں دو احتمال ہوں حقیقت مجاز کے سبب یا اشتراک معنی کے سبب یا بنظر ظاہر الفاظ اور نظر علت نص کی وجہ سے تو البتہ وہاں مجتہد کسی جانب کو ترجیح دیکر ایک جانب کو مقرر کر دیتا ہے اور دوسری جہت کو متروک العمل کرتا ہے۔ سو یہ ترجیح ایک معنی نص کی ہے' اور نص پر ہی عمل ہے۔ اس کو قیاس بمقابلہ نص کے کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا بلکہ یہ خود اس ہی نص پر عمل کرنا ہے اور یہ عین سنت و فعل صحابہ اور تقریر فخر عالم ﷺ سے ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے کہ جب آپ بنو قریظہ پر تشریف لے گئے تو یہ فرمایا لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُ الْعَصْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ (بخاری ابواب المغازی کے باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب ومخرجہ الی بنی قریظۃ) یعنی ہرگز کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں۔ پس لشکر بنی قریظہ کو روانہ ہوا۔ جب غروب آفتاب قریب ہوا تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمیں بنی قریظہ سے ورے نماز کا حکم نہیں ہوا بلکہ منع فرمایا ہے' اگرچہ نماز قضا ہو جائے مگر ہم راہ میں نماز نہ پڑھیں گے۔ وہ نہ ٹھہرے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ کی غرض جلد چلنے اور جلد پہنچنے کی ہے' نماز کو قضا کرنا نہ چاہیے۔ انہوں نے راہ میں نماز ادا کی۔ جب آپ کو خبر ملی تو دونوں گروہوں کو کچھ نہ فرمایا۔ غرض دونوں کی تقریر فرمائی۔

اب دیکھئے۔ ایک نص ہے اور معنی ظاہر اور حقیقی اس کے قبل بنی قریظہ پہنچنے کی نماز نہ پڑھنے کے ہیں۔ ایک جماعت نے اس پر عمل کیا کہ حقیقی معنی اور ظاہر معنی احق ہوتے ہیں اور اس وجہ کو ترجیح دی۔ اگرچہ پہلے سے آپ نے جان کر تاخیر صلوٰۃ و قضا کرنے کو منع فرمایا تھا۔ مگر اس جماعت نے اس روز حکم شارع پر بسبب نہی کے عمل کیا اور مصیب ہوئے اور یہ سمجھے کہ اس نص صریح سے آج کی عصر اس کلیہ سے مخصوص ہوئی ہے اور دوسری وجہ کو متروک العمل کیا اور دوسرے معنی اس

marfat.com

کے جو مجازی ہیں کہ راہ میں نماز نہ پڑھنے سے غرض جلد پہنچنا ہے نہ فوت کرنا نماز کا جو حقیقی معنی ہیں، پس دوسری جماعت نے اس ہی نص کے معنی مجازی قرار دیئے بسبب کلیۂ شرع کے قرآن میں صلوٰۃ کو کِتَاباً مَّوْقُوتاً فرمایا ہے اور ترک صلوٰۃ کو حرام فرمایا ہے تو اس کلیۂ دین کو اصل قرار دیکر اس نص کو اس کے تابع کیا اور معنی مجازی لیکر راہ میں نماز پڑھی اور علت نص پر عمل کیا کہ وجہ ارشاد راہ میں نماز پڑھنے کی جلد پہنچنا ہے نہ ترک نماز اور یہ جماعت بھی مصیب ہوئی۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار

پس سنت اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ظاہر نص پر عمل کرنا اور علت نص پر عمل کرنا اور ظاہر کو چھوڑنا جو فقہا کرتے ہیں مشروع ہو گیا' اور آپ نے اس کی تقریر فرما دی جو قیامت تک معمول رہے گی اور دونوں طرح کا عمل مجتہدین میں موجود ہے اور اختلاف فروع میں اسی وجہ سے ہوا ہے۔ اب یہ قیاس بمقابلہ نص نہیں بلکہ اجتہاد فی مراد النص ہے اور جائز ہے اور سنت سے ثابت ہے۔ پس جو اس پر طعن کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر پر طاعن ہے اور اپنا دین برباد کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ فلاں کو قتل کرو کہ اس پر تہمت زنا تھی۔ آپ اس کی تلاش کو نکلے تو وہ چاہ میں نہاتا تھا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر نکالا تو وہ مقطوع الذکر تھا۔ پس آپ نے اسے قتل نہ کیا اور آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے تصویب فرمائی۔ (صحیح مسلم کتاب التوبہ باب براءۃ حرم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الریبۃ)

اب دیکھئے۔ حالانکہ قتل کا حکم دیا تھا اور نص صریح ظاہر تھی مگر لہٰذا جب قتل کی وجہ اس شخص میں جس پر حکم قتل تھا نہ پائی تو اس پر عمل نہ کیا اور بوجہ رفع علت حکم کے توقف کیا اور مصیب ہوئے۔ تو یہ شرع مقرر ہو گئی کہ اگر نص کی علت مرتفع ہو جائے تو اس پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ مجتہدین نے اس سے یہ قاعدہ کلیہ سیکھ کر عمل کیا تو یہ قیاس و حکم بمقابلہ نص نہیں۔ بلکہ عمل بحکم نص ہے کہ اس پر عمل تب تک واجب تھا

marfat.com

جب تک کہ علت موجود تھی۔ اگر علت رفع ہو جائے تو پھر ظاہر الفاظ پر عمل نہ ہوگا تو یہ خود اقتضائے نص ہے' اس کو ترک نص اور قیاس بمقابلہ نص اہل فہم ہرگز نہ کہیں گے۔

الحاصل جیسا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے نص صریح واجب العمل کو ترک کیا بسبب اس کے کہ علت قتل کو جانتے تھے بارشاد فخر عالم علیہ السلام کے اور مرتفع ہونا علت کا معلوم کیا تھا بمشاہدہ اور اس ترک نص کی تصویب شارع علیہ السلام سے ثابت ہوئی۔ ایسے ہی جب مجتہد علت نص کو دریافت کرتا ہے کسی وجہ سے خواہ اشارۃ النص ہو یا عبارت و دلالت ہو' خواہ استنباط ذہنی سے جو فحوائے کلیات شرع سے معلوم ہو اور پھر بسبب اس علت کے مرتفع ہونے کے نص پر عمل نہیں کرتا تو ظاہر میں جانتا ہے کہ اپنی رائے پر عمل کیا اور نص کو چھوڑا اور اس کا نام قیاس بمقابلہ نص رکھتا ہے مگر یہ غلط ہے بلکہ حکم نصوص سے۔ لہٰذا یہ عین عمل بالنصوص ہے نہ ترک نص اور یہ عمل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور تصویب فخر عالم علیہ السلام کی حجت شرعیہ ہے۔ اس پر طعن کرنا خود شارع علیہ السلام تک پہنچے گا۔

اگر کہیں دو نص متعارض جمع ہوں تو وہاں مجتہد بالضرور یا دونوں نص کو جمع کرتا ہے کسی طریق و وجوہ جمع سے جو معمول و مقرر ہیں یا اگر ناسخ منسوخ ہوتا قطعاً یا بظن غالب بقرائن معلوم ہوا تو ناسخ پر عمل کرتا ہے یا قوت وضعف ثبوت کی وجہ سے قوی پر عمل کرتا ہے یا روایت کی فقیہ و غیر فقیہ ہونے کے بہت فقیہ کی روایت پر عمل کرنا اختیار کرتا ہے یا ایک روایت کو قواعد کلیہ نصوص و شرع سے مرجح کرتا ہے تو ان جملہ صورتوں میں ہرگز بمقابلہ نص کے قیاس نہیں ہوتا بلکہ دونوں نص پر یا ایک نص پر عمل ہوتا ہے۔ پس اسے بھی نہ عمل بالرائے کوئی عاقل کہے نہ بمقابلہ نص کے قیاس کہہ سکے بلکہ یہ خود نص پر عمل و حکم کرتا ہے اور یہ سب امور صحابہ رضی اللہ عنہم کے معمول ہیں اور ان سے ہی مجتہدین نے لئے ہیں۔ مثلاً کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

marfat.com

سے پوچھا کہ قرآن مجید میں دو آیتیں متعارض ہیں۔ (۱) فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (پ ۲۳ سورۃ صافات آیت نمبر ۵۰) (۲) فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (پ ۱۸ سورہ مومنون آیت نمبر ۱۰۱)

پہلی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے سوال کرے گا لیکن دوسری آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ ہرگز سوال نہ ہوگا۔ آپ نے جواب دیا کہ عدم سوال نفحہ اولیٰ میں ہوگا اور سوال باہم بعد نفحۂ ثانیہ کے ہوگا۔ پس دونوں آیت کو جمع کر دیا۔ یہ بھی ایک طریق جمع کا منجملہ طرق کے ہے۔ اسی طرح جزئیات عملی میں جمع کیا جاتا ہے تو دونوں نص معمول رہتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث عصر کی فوات کی ممانعت کی اور عصر کی نماز قریظہ سے ورے نہ پڑھنے کو مجاز پر حمل کر کے جمع کر دیا ہے۔ یہ ہی نظیر اس کی ہے اور ناسخ منسوخ اور قوت ضعف کا انکار کسی کو بھی نہیں ہے۔ فقیہ کے قول و روایت کا معتبر ہونا اس سے ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ یعنی جو طعام آگ سے پختہ ہوا' اس کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تجدید وضو کرنا چاہیے تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ گرم پانی سے بھی وضو نہ کرنا چاہیے۔ یعنی اگر مس نار موجب نقض وضو کا ہے تو گرم پانی سے وضو درست نہ ہوگا کہ وہ بھی آگ کا گرم کیا ہوا ہے۔ اور اگر گرم پانی کا استعمال متوضی کرے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

اب دیکھئے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رد کر دیا۔ نہ بایں وجہ کہ تم غلط روایت کرتے ہو ورنہ ان کو روایت کذب کی وعید سے ڈراتے بلکہ بایں وجہ کہ تم نے معنی حقیقی ظاہر سے خود مطلب سمجھ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ تم کو فقہ حدیث کا حاصل نہیں ہوا کہ وضو سے نظافت کے لغوی معنی مراد ہیں نہ وضو اصطلاحی شرعی۔ لہٰذا وہ روایت فقہاء

marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کی کہ جس سے ترک وضو ثابت ہوتا ہے معمول ہوئی اور یہ روایت غیر فقیہ کی ترک کی۔

اسکے بہت نظائر ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت کو رد کر دیا کہ وہ کہتی تھی کہ مطلقہ ثلث کو نفقہ وسکنی نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم کتاب وسنت کو ایک عورت کے قول و روایت سے رد نہیں کر سکتے۔ معلوم نہیں کہ اسے یاد رہا یا بھول گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سکنی نہ دینے کی وجہ خاص بیان کر دی جسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ سمجھی تھیں اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی کہ حضرت عمر وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اہل میت کے رونے سے میت کو معذب ہونا روایت کرتے ہیں تو آیت قرآن سے جو مثل قاعدہ کلیہ کے ہے رد کیا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی' اور فرمایا کہ قرآن مجید تمہیں بس ہے۔

دیکھئے ایسے اکابر کے قول کو بسبب کلیہ شرعیہ کے معتبر نہ رکھا بلکہ بروئے نفقہ دونوں کو جمع کیا کہ معذب ہونے کو دوسری طرح بیان کیا جو کتب میں مذکور ہے۔

پس یہ سب معمولات صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہیں جن کو مجتہدین دین میں جاری کر گئے ہیں اور یہ تفقہ فی الدین ہے۔ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عہدۂ قضا سے انکار کرنا

(۱) منقول ہے کہ خلیفہ مروان بن محمد اموی کے عہد خلافت میں یزید بن ہبیرہ والی عراق وعجم نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ کا قاضی مقرر کرنا چاہا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کیا۔ اس پر یزید نے ان کو دس روز تک قید رکھا اور روزانہ کوڑے ان کو مارتا رہا مگر انہوں نے قاضی بننا منظور نہ کیا۔ بالآخر یزید نے تنگ آ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رہا کر دیا۔

marfat.com

(۲) منقول ہے کہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کوفہ سے بغداد میں طلب کیا اور ان کو قاضی القضات بنانا چاہا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انکار فرمایا۔ خلیفہ نے قسم کھالی کہ ضرور ان کو اس عہدہ پر مامور کیا جائے گا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ میں بھی ہرگز نہ منظور کروں گا۔ دونوں میں اس پر بہت کچھ حجت و بحث رہی لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ انکار ہی پر قائم رہے۔ خلیفہ نے تنگ آ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو قید خانہ میں بھیج دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب خلیفہ نے ان کو عہدۂ قضا قبول کرنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں منصب قضا کے قابل نہیں ہوں۔ خلیفہ منصور نے کہا آپ جھوٹے ہیں' آپ سے بڑھ کر اس کام کیلئے کون ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا۔ جب میں جھوٹا ہوں تو آپ کو جھوٹے شخص کو قاضی بنانا کیونکر جائز ہوسکتا ہے۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات

بعض مورخین لکھتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد خلیفہ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زبردستی قاضی بنا دیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دو دن عہدۂ قضا کا کام انجام دیا۔ پھر چند روز بیمار رہ کر انتقال فرمایا۔ ان کی وفات ماہ رجب یا ماہ شعبان ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بغداد میں قید خانہ کے اندر ۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کو ایک پیالہ زہر ملا کر دیا گیا۔ آپ نے اس کے پینے سے انکار کیا اور فرمایا میں خودکشی نہیں کرتا۔ پھر وہ زبردستی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلق میں ڈال دیا گیا اور اسی زہر کے اثر سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقام دفن وغیرہ

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ پر حسن بن عمان رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھائی اور

marfat.com

جملہ نمازیوں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ بیس یوم تک امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر لوگ نماز پڑھتے رہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے مقبرہ حیزران میں دفن کیے گئے۔

## آئمہ اربعہ کی سن ولادت اور سن وفات

ردالمحتار میں آئمہ اربعہ کے سال ولادت اور سال وفات اس طرح منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ ہجری میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں ۸۹ سال کی عمر میں وفات پائی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ھ میں پیدا ہونے اور ۲۴۱ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

## دُعا

اَللّٰھُمَّ شَرِّفْنَا بِزِیَارَتِہٖ وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ اَحَبَّہٗ وَسَلَکَ مَسْلَکَہٗ وَاغْفِرْلَہٗ وَلِمَنْ تَبِعَہٗ یَوْمَ الدِّیْنِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

# امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمریوں کی فہرست

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہادی مسائل قریباً بارہ سو برس سے تمام ممالک اسلامی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی عظیم الشان اسلامی سلطنتوں میں ان ہی کے مسائل قانون سلطنت تھے اور آج کل بھی ہیں۔ اسلامی دنیا کا غالب حصہ ان ہی کے مسائل کا پیرو ہے۔ عربی، فارسی، ترکی بلکہ یورپ کی زبانوں میں ان کی متعدد سوانح عمریاں لکھی گئیں۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام میں جو رتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے

marfat.com

ہوسکتا ہے کہ جس کثرت سے ان کی سوانح عمریاں لکھی گئیں کسی کی نہیں لکھی گئیں اور ان نامور شخصوں نے لکھیں جو خود اس قابل تھے کہ ان کی مستقل سوانح عمریاں لکھی جاتیں۔ چنانچہ منجملہ ان کے چند کتابوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔

١) عقود المرجان۔ مصنفہ امام احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

٢) قلائد عقود الدرر والعقیان۔ مصنفہ امام احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

٣) مناقب النعمان۔ مصنفہ امام محمد بن احمد بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ

٤) مناقب النعمان۔ مصنفہ شیخ ابو عبداللہ الصمیر ی حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ

٥) مناقب النعمان۔ مصنفہ ابو العباس احمد بن الصلت الحمانی رحمۃ اللہ علیہ

٦) شقائق النعمان فی مناقب النعمان۔ مصنفہ علامہ جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ

٧) مناقب النعمان۔ مصنفہ موفق الدین بن احمد المکی الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ

٨) کشف الآثار۔ مصنفہ امام عبد بن محمد الحارثی رحمۃ اللہ علیہ

٩) مناقب النعمان۔ مصنفہ امام ظہیر الدین المرغینانی رحمۃ اللہ علیہ

١٠) مناقب النعمان۔ مصنفہ امام محمد بن محمد الکروری رحمۃ اللہ علیہ

١١) مناقب النعمان۔ مصنفہ ابو القاسم بن کاس رحمۃ اللہ علیہ

١٢) کتاب الانتہا۔ مصنفہ قاضی بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ

١٣) مناقب النعمان۔ مصنفہ ابو القاسم عبداللہ بن محمد احمد المعروف بابن ابی العوام رحمۃ اللہ علیہ

١٤) مناقب ابی حنیفہ۔ مصنفہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ

١٥) المواہب الشریفۃ

١٦) بستان فی مناقب النعمان۔ مصنفہ شیخ محی الدین عبد القادر القریشی رحمۃ اللہ علیہ

١٧) تبییض الصحیفۃ فی مناقب ابی حنیفہ۔ مصنفہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

۱۸) عقود الجمان فی مناقب النعمان۔ مصنفہ محمد بن یوسف بن علی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹) الخیرات الحسان فی مناقب النعمان۔ مصنفہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ
۲۰) قلاید عقود العقیان
۲۱) مناقب النعمان۔ مصنفہ شمس الدین احمد بن محمد السعواسی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲) مناقب الامام الاعظم۔ مصنفہ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ (فارسی)
۲۳) رسالہ فی فضل ابی حنیفہ۔ مصنفہ عتیق بن داؤد الیمانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۴) نظم الجمان۔ مصنفہ شیخ صارم الدین ابراہیم بن محمد بن دقماق رحمۃ اللہ علیہ
۲۵) مناقب الامام اعظم۔ مصنفہ مولانا محمد کامی آفندی قاضی بغداد رحمۃ اللہ علیہ (ترکی)
۲۶) مناقب الامام اعظم۔ مصنفہ مستقیم زادہ سلیمان سعد الدین آفندی رحمۃ اللہ علیہ (ترکی)
۲۷) سیرۃ النعمان۔ مصنفہ مولانا شبلی نعمانی (اُردو)
۲۸) غرائب البیان فی مناقب النعمان۔ مصنفہ محمد عبدالغفار (اُردو)
۲۹) مواعظ حسنہ۔ مصنفہ مولوی عبدالمجید (اُردو)
۳۰) روح الایمان (اُردو)

ان کے علاوہ اور کئی سوانح عمریاں عربی' فارسی' اُردو میں ہیں جنکا نام بخوف طوالت چھوڑ دیا گیا۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جو مذہبی علوم نہایت اوج اور ترقی پر تھے۔ وہ فقہ' حدیث' اسماء الرجال تھے۔ یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ جولوگ ان علوم کے ارکان تھے اکثر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے شاگرد تھے' اور شاگرد بھی برائے نام شاگرد نہ تھے بلکہ مدتوں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے اور ان کی فیض صحبت کا ہمیشہ اعتراف کرتے رہے۔

marfat.com

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور ومعروف شاگرد

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور شاگرد یہ ہیں۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ' امام محمد رحمۃ اللہ علیہ' امام زفر رحمۃ اللہ علیہ' اسد بن عمر رضی اللہ عنہ' عافیۃ الازدی رحمۃ اللہ علیہ' داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ' قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ' علی بن مسہر رحمۃ اللہ علیہ' یحیٰی بن زکریا رحمۃ اللہ علیہ' حبان رحمۃ اللہ علیہ' مندل رحمۃ اللہ علیہ' پس ان لوگوں کی عظمت وشان سے فقہ حنفی کی خوبی اور عمدگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بلند مرتبہ ہونا ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کے شاگرد اس رتبے کے ہوں گے وہ خود کس پایہ کا بزرگ ہوگا۔

## امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وشان میں وکیع کی دلچسپ تقریر

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں جو ایک مشہور محدث تھے لکھا ہے کہ ایک موقع پر وکیع رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چند اہل علم جمع تھے۔ کسی نے کہا کہ اس مسئلہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کی۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کیونکر غلطی کرسکتے ہیں جبکہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور زفر رحمۃ اللہ علیہ قیاس میں یحیٰی بن زایدہ' حفص بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ حبان رحمۃ اللہ علیہ مندل رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں۔ قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ لغت وعربیت میں۔ داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ زہد وتقویٰ میں۔ اس رتبہ کے لوگ جس شخص کے ساتھ ہوں وہ کہیں غلطی کرسکتا ہے اور اگر کرتا بھی تو یہ لوگ اس کو کب غلطی پر رہنے دیتے۔

# امام صاحب کے نامور شاگرد ابو یوسف کا حال

## قاضی صاحب کا نسب نامہ

آپ کا نام یعقوب رحمۃ اللہ علیہ ہے اور کنیت ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ مگر کنیت ہی سے

marfat.com

مشہور ہیں۔ ان کا نسب یہ ہے۔ قاضی یعوب رحمۃ اللہ علیہ بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ بن صبہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سعد قبیلہ انصار سے تھے' صحابی تھے۔ صبہ ان کی ماں کا نام ہے۔ انصار میں یہ اپنی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ سعد غزوہ خندق میں باوجودیکہ نوعمر تھے۔ اس دن کافروں سے خوب لڑے اور بہت سے کفار کو قتل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جرأت وشجاعت ملاحظہ فرما کر ان سے پوچھا۔ تم کون ہو۔

## رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قاضی صاحب کے حق میں

انہوں نے عرض کیا۔ میں سعد رحمۃ اللہ علیہ بن صبہ ہوں۔ آپ نے ان کو یہ دعا دی۔ خدائے تعالیٰ تم کو نیک بدلہ مرحمت فرمائے' پھر ان کے پر دست مبارک پھیرا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نیک نتیجہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ میں ظاہر فرمایا۔

## قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حافظ احادیث ہونا

قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے باشندے تھے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی ہیں عرصہ تک رہے۔ فقیہ حافظ احادیث نبویہ تھے۔ چالیس ہزار تو صرف موضوع حدیثیں ان کو یاد تھیں' صحیح احادیث کا کیا شمار۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما ان کے شاگرد ہیں۔ قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ ایسا قوی تھا کہ یہ اپنے استادوں کے پاس حدیثیں سننے جاتے تو ایک ایک جلسہ میں پچاس ساٹھ حدیثیں یاد کر لیتے' پھر وہاں سے اٹھ کر وہی حدیثیں بجنسہٖ دوسروں کو لکھا دیتے تھے۔

marfat.com

## قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عہدۂ قضا پر مامور ہونا

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کو چھوڑ کر بغداد میں سکونت پذیر ہوئے اور خلفائے بنی عباسیہ میں سے تین خلیفہ مہدی، ہادی، ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک منصب قضا پر قائم رہے۔ سب سے اول قاضی القضات کا خطاب انہیں کو ملا۔

## قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تدریس

خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعظیم و حرمت کرتا تھا۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے عمر میں تحصیل علم فقہ و حدیث کے وقت غریب و نادار تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان کی کفالت کرتے تھے۔ غربت کے باعث قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والدین ان کو پڑھنے لکھنے سے روکا کرتے اور معاش دنیا حاصل کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے لیکن قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں ان کا کہنا نہ مانتے تھے۔ طالب علمی کی تکلیفیں برداشت کر کے تحصیل علم میں مصروف رہتے۔ رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم کا کمال عطا کیا۔ علم ہی کی بدولت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مراتب اعلیٰ پر پہنچا دیا۔ دین و دنیا کی بزرگی عنایت کی۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ان کا مثل کوئی نہ تھا۔

## قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب فیصلہ

قاضی صاحب کے علم فقہ و اجتہاد کے متعلق ایک روایت مشہور ہے کہ عیسیٰ بن جعفر برمکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک لونڈی حسینہ و جمیلہ تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا۔ وہ لونڈی مجھ کو دے ڈالو۔ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کیا۔ خلیفہ نے کہا اچھا تو میرے ہاتھ فروخت ہی کر دو، اور جو قیمت چاہو مجھ سے لے لو۔ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بھی نہ مانا۔ خلیفہ نے برہم ہو کر قسم کھائی کہ اگر یہ لونڈی مجھے نہ دو گے

marfat.com

تو میں تم کو قتل کرا دوں گا۔ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی کہ اگر میں یہ لونڈی آپ کو دوں یا آپ کے ہاتھ بیچوں تو میرا مال خدا کی راہ میں خیرات ہے اور میرے سب لونڈی غلام آزاد ہیں اور بیوی کو طلاق۔ خلیفہ تو لونڈی پر مائل تھا' چاہا کہ کسی ترکیب سے لونڈی ہاتھ آئے۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر سارا قصہ کہہ سنایا۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سہل ترکیب ہے' نہ آپ کی قسم ٹوٹے اور نہ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی اور لونڈی بھی آپ کو مل جائے۔ ترکیب یہ ہے کہ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نصف لونڈی تو آپ کے ہاتھ فروخت کریں اور نصف آپ کو ہبہ کر دیں۔ ان کی قسم نہ ٹوٹے گی اور ان کا سارا مال بھی محفوظ رہے گا اور بیوی کو طلاق بھی نہ ہوگی۔ الغرض اس صورت سے لونڈی خلیفہ کے قبضہ میں آ گئی۔ پھر خلیفہ نے کہا کہ کوئی ایسی صورت جائز طور سے پیدا کیجئے کہ میں آج ہی اس لونڈی سے ہم صحبت ہوں کیونکہ اب مجھے تاب نہیں کہ ایک لحظہ بھی اس کی مفارقت گوارا کر سکوں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آپ لونڈی کو آزاد کر کے ابھی اس سے نکاح کر لیجئے اور شوق سے ہم صحبت ہو جایئے۔ خلیفہ اس وقت فتوے سے از بس خوش ہوا' اسی وقت لونڈی کو آزاد کر کے بیس ہزار دینار مہر پر اس سے گواہوں کے سامنے نکاح کر لیا اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دو لاکھ درہم اور بیس جوڑے کپڑے خلعت نذر گذارے۔

## نتیجہ حکایت

اس حکایت سے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کمال تبحر علمی اور فقہ دانی کا ثبوت ہوتا ہے۔ ہاں کوئی جاہل بدطینت یہ خیال نہ کرے کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولویانہ چال سے خلیفہ کی خوشی کر دی اور ایک رقم معتد بہ خود بھی انعام میں وصول کی۔ ہم معترض سے پوچھتے ہیں کہ وہی اس ترکیب کے علاوہ کوئی دوسری صورت نکالے کہ جس میں خلیفہ کی بھی قسم نہ ٹوٹے اور عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنا سارا مال مع بیوی

marfat.com

کے بچا سکے۔ فَتَدَبَّرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

## قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت و وفات

قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۳ یا ۱۱۷ھ میں بمقام کوفہ میں پیدا ہوئے اور بروز پنج شنبہ ظہر کے وقت ۵ ربیع الاول ۱۸۲ یا ۱۹۲ھ میں بمقام بغداد فوت ہوئے۔

# امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

## امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تعلیم و تدریس

آپ کا اسم مبارک محمد ہے۔ والد آپ کے حسن بن فرقد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپ کے والد شام سے عراق میں آ کر بمقام واسط سکونت پذیر ہوئے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ واسط میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشوونما پائی۔ علم حدیث حاصل کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس درس میں برسوں حاضر باش رہے۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے علم فقہ پڑھا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے علم حدیث کی تعلیم پائی۔ پھر تصنیف میں مشغول ہوئے تو صدہا کتابیں لکھ ڈالیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ آپ نے نوسوننانوے (۹۹۹) کتابیں تصنیف کیں۔

## آپ کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے نکاح کرنا

آپ بڑے فصیح، ادیب، لغت دان تھے۔ ماہرین فن آپ کے قول کو سند جانتے تھے۔ آپ کے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اکثر مباحثے ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ سے نکاح کیا اور اپنا کتب خانہ اور سارا مال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کر دیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے علم سے ایک اونٹ کے بوجھ برابر علم حاصل کیا۔ نیز ان کا قول

marfat.com

ہے کہ میں بجز امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے کسی دوسرے کو جسیم اور ذکی الطبع نہیں دیکھا۔

## آپ کا عہدۂ قضا

خلیفہ ہارون الرشید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو رقہ کا قاضی کر دیا تھا پھر آپ کو عہدۂ قضا سے معزول کیا گیا' پھر آپ بغداد میں تشریف لے گئے اور خلیفہ ہی کے پاس رہے۔ جب خلیفہ رے کی جانب گیا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھے۔

## امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات بیشمار ہیں اور انہیں کتابوں پر فقہ حنفی کا دارومدار ہے منجملہ ان کے مشہور عام کتابیں یہ ہیں۔ (۱) مبسوط' یہ کتاب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی تصنیف ہے۔ (۲) جامع صغیر' اس کتاب میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال لکھے ہیں۔ کل ۱۵۳۲ مسائل ہیں۔ (۳) جامع کبیر۔ اس میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کے ساتھ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ ہر مسئلہ کے ساتھ دلیل بھی ہے۔ متاخرین حنفیہ نے اصول فقہ کے جو مسائل قائم کئے ہیں زیادہ تر اسی کتاب کی طرز استدلال وطریق استنباط سے کئے ہیں۔ (۴) زیادات۔ جامع کبیر کے تصنیف کے بعد جو فروع یاد آئے وہ اس میں درج کئے۔ (۵) کتاب الحج۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے اور تین برس وہاں رہ کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے موطا پڑھی۔ اہل مدینہ اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اختلاف رکھتے تھے۔ آپ نے مدینہ سے آکر یہ کتاب لکھی۔ اس میں آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کر کے حدیث' اثر' قیاس سے ثابت کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب صحیح ہے اور دوسروں کا غلط۔

marfat.com

ان کتابوں کے علاوہ اور کتابیں بھی آپ کی مشہور ہیں۔ مثلاً سیر صغیر و کبیر' کیانیات' جرجانیات' رقیات' ہرادنیات وغیرہ

## آپ کی پیدائش اور وفات کی تاریخ

آپ ۱۳۵ھ یا ۱۳۸ھ یا ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور مضافات رے میں بمقام قریہ رنبویہ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ اسی سال امام کسائی نحوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وفات پائی۔ چنانچہ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حسرت کے ساتھ کہا۔ میں نے فقہ اور علوم عربیہ کو رے میں دفن کر دیا۔

# امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

## امام زفر رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ

آپکا نسب نامہ یہ ہے۔ زفر رحمۃ اللہ علیہ بن ہذیل بن قیس بن سلیم معد بن عدنان کی نسل سے ہیں۔ حنفی مذہب کے بڑے فقیہ تھے۔ عالم و عابد تھے۔ ابتداء میں آپ کو حدیث کا شوق تھا اور محدثین میں سے تھے۔ پھر ان کو اجتہاد و استنباط مسائل کا ذوق پیدا ہوا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی اختیار کی۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں آپ کا کوئی مثل نہ تھا۔ بصرہ میں قاضی مقرر رہتے تھے۔

## آپ کی پیدائش اور وفات کی تاریخ

۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ شعبان ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔

## شاگردوں کی لیاقت سے استاد کی قابلیت کا اندازہ

شاگرد کا رتبہ و اعزاز استاد کیلئے باعث فخر خیال کیا جاتا ہے اگر یہ فخر صحیح ہے

marfat.com

تو اسلام کی تمام تاریخ میں کوئی شخص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اس فخر کا مستحق نہیں ہے کیونکہ جو لوگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے وہ بڑے بڑے آئمہ مجتہدین کے شیخ اور استاد تھے۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بار شتر علم حاصل کیا ہے۔ (دیکھو تہذیب الاسما واللغات نووی رحمۃ اللہ علیہ)

# قصیدہ فارسی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں

مرحبا حضرت نعمان چہ فضائل داری دل عالم بسوئے خویش تو مائل داری
تا بچہل سال نخفتی بشب آنگاہ گہے تا بسی سال نخوردی چہ شمائل داری
پنج و پنجاہ حج کعبہ بکردی مبرور نور حق دیدی وصد بار چہا دلداری
ختم قرآں بشب در وز بکردی دوبار بالیقیں نزد خدا نیک منازل داری
پنجصد رکعت درہر شب بحضور قلبت کردی واشک فشاں واہ چہ حاصل داری
ختم مصحف بخدا کردۂ تو ہفت ہزار مر بجائے کہ بمردی چہ فضائل داری
گہ بغیبت نکشادی لب شیریں خود را بخدا علم و عمل ہر دو تو کامل داری
بقضا نکبت جانکاہ بداوند بسے مردی ولیک نکردی چہ خصائل داری
خوش کہالت کہ چو بویوسف وہم ابن حسن نیک شاگرد سخن سنج مسائل داری
من نگویم کہ بجز فقہ ترانیست کمال کانچہ داری بخدا خوشتر و کامل داری
عمل وعلم فطانت ادب و زہد تراست قوت اخذ مسائل بدلائل داری
مذہب را نگر فتہ فقط اہل علوم بل بسے از فقرا پیرو کامل داری
زہ تبحر بحدیث است ترا قربانت کہ مدلل بآحادیث مسائل داری
دعوے علم حدیث تو نکردم بغلو پانزدہ بلکہ مسانید دلائل داری

marfat.com

اے ہنر پوش سخن چین ز تعصب بگذر مکنش ذم اگرت عقل و شمائل داری
بیں بتحقیق بانصاف چہ خوار زمی گفت زانکہ زوبیش نہ تفتیش دلائل داری
تو بچرخ ہنرش کے رسی اے ظاہر بیں اشہبت دور زکاخش بمراحل داری
لمعۂ فضل و کمالش بدلت چوں تابد تہ بتہ زنگ تعصب ہمہ حائل داری
توچہ دانی عمق لجۂ فقہ نعمان زورق فہم و فراست سر ساحل داری
حَبَّـــذَا بخت ہمایونت صوفی شادباش مقتدائت شہ ارباب فواحل داری

# نماز حنفی مدلل کے اگلے حصوں کے دلائل مسائل کا نمونہ

## فقہ حنفی کے مسائل کا حدیث کے مطابق ہونا

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مسائل احادیث صحیحہ کے مخالف ہیں۔ چنانچہ بعض بے دین تو یہاں تک کہتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیدہ و دانستہ احادیث کی مخالفت کی۔ لیکن جو ذرا سمجھ دار ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک احادیث کا استقصا نہیں کیا گیا تھا اسلئے بہت سی حدیثیں ان کو نہیں پہنچیں۔ مگر ان کا یہ خیال بھی سراسر غلط اور لغو اور بے بنیاد ہے۔ گو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک پورے طور پر کتابی صورت میں حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھی لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دستور کے مطابق باضابطہ علم حدیث مختلف محدثوں سے حاصل کیا تھا۔ اسی واسطے بڑے بڑے فقیہ اور محدثین آپ کے پیرو ہوئے اور انہوں نے آپ کی تحقیق کو تسلیم کیا۔ چنانچہ وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ جن کی روایتیں صحیح بخاری میں بکثرت موجود ہیں اور جن کی نسبت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو حافظ العلم نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن سعید بن القطان رحمۃ اللہ علیہ جو فن جرح و تعدیل کے موجد ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com

نے جو حافظ الحدیث تھے۔ یہ سب بزرگ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل کی تقلید کرتے تھے۔ (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)

خلاصہ یہ کہ فقہ حنفی کا کوئی مفتی بہ مسئلہ حدیث صحیحہ کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ ہم اس مضمون کو اس کے حصوں میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ لکھیں گے تاکہ ناظرین کو کسی طرح کا شبہ اور بدگمانی فقہ حنفی کی نسبت نہ رہے اور وہ صدق دل سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جھنڈے تلے آکر درجات عالی حاصل کرے اور باعث نجات اخروی ہو اور عذاب آخرت سے محفوظ رہے۔

## نماز حنفی مدلل کے حصوں کی خوبی

ناظرین کتاب ہذا (مقدمۃ الکتاب) کی حوصلہ افزائی اور تسکین خاطر کیلئے نماز حنفی کے باقی حصوں کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ جو کچھ اس کتاب کا دعویٰ ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے کہ اس کے ہر ایک فقہی مسئلہ کو احادیث نبویہ سے تطبیق دی گئی ہے جس کی حنفیوں کو سخت ضرورت ہے کیونکہ آج تک کسی نے ایسی جامع کتاب اس التزام اور اس پابندی کے ساتھ تصنیف نہیں کی۔ الحمدللہ یہ کمی بھی راقم الحروف کے ہاتھوں پوری ہوئی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے متمتع کرے) چنانچہ پندرہ مشہور و معروف فقہی مسائل جن کی نسبت مخالفین اور معترضین آئے دن حنفیوں کو تنگ کیا کرتے تھے کہ فقہ حنفیہ کے یہ مسائل خلاف احادیث نبویہ ہیں بطور نمونہ مرقوم کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین ان اعتراضات کے جواب کے دلائل کو بنظر انصاف دیکھ کر اپنے تمام شک و شبہ رفع کرلیں۔ علاوہ ازیں اس کے اگلے حصے جن میں ان احادیث کا بالتفصیل اور بالتشریح بیان کیا گیا ہے منگوا کر توسیع خیالات اور علمی معلومات کا ذخیرہ فراہم کر کے سعادت دارین اور نجات اخروی حاصل کریں۔ (وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ) (مصنف)

marfat.com

## ایک مثل کے بعد ظہر کے وقت کا باقی رہنے کا ثبوت

(۱) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے۔
چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُوْلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ (رواہ البخاری ج ۱ ص ۸۷ باب الاذان للمسافرین) یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ مؤذن نے ارادہ کیا کہ اذان کہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ذرا ٹھنڈا وقت ہونے دے پھر مؤذن نے ارادہ کیا آپ نے فرمایا اور ٹھنڈا ہونے دے۔ پھر مؤذن نے ارادہ کیا، آپ نے پھر فرمایا اور ٹھنڈا ہونے دے۔ یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

وجہ استدلال ظاہر ہے کہ مشاہدہ سے معلوم ہے کہ ٹیلہ کا سایہ جس وقت اس کے برابر ہوگا تو اور چیزوں کا سایہ ایک مثل سے بہت زیادہ معلوم ہوگا۔ جب اس وقت اذان ہوگی تو ظاہر ہے کہ عادۃ فراغ صلوٰۃ کے قبل ایک مصطلح سے سایہ تجاوز کر جائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایک مثل کے بعد وقت باقی رہتا ہے اور ایک استدلال حدیث قیراط سے مشہور ہے۔

## اندام نہانی کو ہاتھ لگانے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا ثبوت

(۲) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وضو کر کے اندام نہانی کو ہاتھ لگانے

marfat.com

سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث شریف ہے۔ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهٗ بَعْدَ مَا يَتَوَضَّاُ قَالَ وَهَلْ هُوَ اِلَّا بَضْعَةٌ مِّنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗد وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ یعنی حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا کہ کوئی شخص بعد وضو کے اپنے اندام نہانی (شرم گاہ) کو ہاتھ لگائے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی آدمی ہی کا ایک پارہ گوشت (جسم کا حصہ) ہے (یعنی ہاتھ لگانے سے کیا ہوگیا) روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے اس کے قریب قریب۔ (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب مایوجب الوضوء دوسری فصل، ابوداؤد ج ا ص ۳۶، ترمذی ج ا ص ۱۳، ابن ماجہ ص ۳۷)

اس مضمون کو کسی حصے میں بڑی شرح وبسط کیساتھ لکھا گیا ہے۔ (مصنف)

## عورت کو چھونے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا ثبوت

(۳) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث شریف ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ بَعْضَ اَزْوَاجِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّاُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں کا بوسہ لے لیتے پھر بدوں تجدید وضو نماز پڑھ لیتے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب مایوجب الوضو دوسری فصل، ابن ماجہ ص ۳۸)

(۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِيْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِيْ فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَاِذَا قَامَ

marfat.com

بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب السترۃ تیسری فصل) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو سوتی رہا کرتی اور میرے پاؤں آپ کی نماز کے رخ ہوتے تھے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو میرا بدن ہاتھ سے دبا دیتے۔ میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہوتے میں پھر پھیلا لیتی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغوں کی عادت نہ تھی۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔ (بخاری ج۱ ص۵۷، مسلم ج۱ ص ۱۹۸)

پہلی حدیث شریف سے قبلہ اور دوسری حدیث شریف سے لمس کا غیر ناقص وضو ہونا ظاہر ہے۔ اس کی مفصل بحث کسی اگلے حصے میں کی گئی ہے۔ (مصنف)

## چوتھائی سر کے مسح کرنے کا ثبوت

(۴) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی سر پر مسح کرنے سے فرض وضو ادا ہو جاتا ہے۔ (البتہ سنت پورے سر کا مسح ہے) آپکے دعوے کی دلیل یہ حدیث شریف ہے۔ (۱) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ الحديث رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ باب سنن الوضو پہلی فصل ص ۴۶، مسلم ج۱ ص۱۳۴ باب المسح علی الخفین)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ نے پورے سر کا مسح نہیں کیا بلکہ صرف اگلے حصہ کا کیا اور مسح کے معنی میں ہاتھ پھیرنا اور اگر ہاتھ سر پر پھیرنے کیلئے رکھا جائے تو بقدر ربع سر کے ہاتھ کے نیچے آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اتنے مسح سے بھی وضو کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔

marfat.com

## وضو میں بسم اللہ کے شرط نہ ہونے کا ثبوت

(۵) امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر وضو میں بسم اللہ نہ پڑھے تب بھی وضو ہو جاتا ہے البتہ ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپکے دعوے کی یہ حدیث شریف ہے۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ ذَکَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَوَّلَ وُضُوْئِهٖ طَهُرَ جَسَدَهٗ کُلَّهٗ وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰهَ لَمْ یُطَهِّرْ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ اخرجه رزین (مشکوۃ کتاب الطهارة باب سنن الوضو تیسری فصل، بیہقی ج ۱ ص ۴۴) یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص وضو کے شروع میں اللہ کا نام لے اس کا تو کل بدن پاک ہو جاتا ہے اور اگر اللہ کا نام نہ لے یعنی بسم اللہ نہ کہے تو اسکے صرف اعضائے وضو پاک ہوتے ہیں۔ روایت کیا اس کو رزین نے۔

سب کا اتفاق ہے کہ وضو میں فرض صرف اعضائے وضو کا دھونا ہے نہ تمام اعضائے بدن کا جب بدوں بسم اللہ پڑھے ہوئے اعضائے واجب التطہیر طاہر ہو گئے تو اس کا وضو ادا ہو گیا۔

## نماز میں بسم اللہ کے آہستہ پڑھنے کا ثبوت

(۶) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ پکار کر نہ پڑھے۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَکَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا یَذْکُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فِیْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَّلَا فِیْ اٰخِرِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز

marfat.com

پڑھی سب حضرات الحمد سے شروع کرتے تھے اور بسم اللہ نہ پڑھتے تھے نہ قرأت کے اول میں نہ آخر میں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب حجۃ من قال لایجھر بالبسملۃ ج۱ص۱۷۲)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ نہ الحمد میں بسم اللہ پکار کر پڑھی جاتی تھی نہ سورۃ میں۔

## امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے پڑھنے کا ثبوت

(۷) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام کے پیچھے کسی نماز میں خواہ سری ہو خواہ جہری' نہ الحمد پڑھے اور نہ سورۃ پڑھے۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔(۱) عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیّ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا الحدیث رواہ مسلم و ابوداؤد والنسائی و ابن ماجۃ یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب امام نماز میں کچھ پڑھا کرے تو تم خاموش رہا کرو۔ روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشھد فی الصلوٰۃ)

اس حدیث میں نہ سری کی قید ہے نہ جہری کی' نہ الحمد کی نہ سورت کی' بلکہ نماز بھی مطلق ہے اور قرأت بھی مطلق۔ اس لئے سب کو شامل ہے۔ پس دلالت مقصود پر واضح ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ پہلی فصل) یعنی بدوں الحمد کے نماز نہیں ہوتی۔ ابوداؤد محدث نے حضرت سفیان سے جو بڑے مجتہد اور محدث ہیں اس کے یہ معنی نقل کئے ہیں۔ لمن یصلی وحدہ یعنی اس شخص کیلئے ہی کہ اکیلا نماز پڑھتا ہو نہ اس شخص کیلئے جو امام کے ساتھ پڑھے اور اس کی تائید اس حدیث موقوف سے ہوتی ہے۔ عَنْ اَبِیْ نَعِیْمٍ وَھْبِ بْنِ کِیْسَانَ اَنَّہٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنِ

marfat.com

عَبْدَاللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَاءَ الْاِمَامِ هذا حديث حسن رواه الترمذی یعنی ابونعیم وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ صحابی رضی اللہ عنہ سے سنا' فرماتے تھے کہ جو کوئی ایک رکعت بھی ایسی پڑھے جس میں الحمد نہ پڑھی ہو تو اس کی اور کوئی صورت بجز اس کے نہیں کہ اس نے امام کے پیچھے پڑھی ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو انہوں نے حسن صحیح کہا ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۴۰ باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام' موطا امام مالک ص ۶۸)

## دوسرا جواب

دوسرا جواب حدیث لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کا یہ ہے کہ اس میں قرأت عام ہے حقیقیہ اور حکمیہ کو یعنی خود پڑھے یا امام کے پڑھنے کو اسی کا پڑھنا قرار دیا جائے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقَرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ رواہ ابن ماجۃ یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا امام ہو تو امام کی قرأت گویا اسی شخص کی قرأت ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۶۱)

## رفع اشکال و تعارض

اس تاویل کی نظیر کہ رفع تارض کیلئے قرأت کو عام لے لیا۔ حقیقی اور حکمی کو حدیث میں موجود ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس تاویل کی تقریر فرمائی۔ وہ حدیث مختصراً یہ ہے عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فِىْ اِتْيَانِهِ الطُّوْرَ وَلِقَائِهٖ كَعْبًا قَالَ كَعْبٌ هِىَ اٰخِرُ سَاعَةٍ مِّنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ فَقُلْتُ اَلَيْسَ قَدْ سَمِعْتَ

marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یُصَادِفُھَا مُؤْمِنٌ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ وَلَیْسَتْ تِلْکَ السَّاعَۃُ صَلٰوۃٌ قَالَ اَلَیْسَ قَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی وَجَلَسَ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوۃَ فَھُوَ فِی صَلٰوۃٍ حَتّٰی تَاْتِیَہُ الصَّلٰوۃُ الَّتِیْ تَلِیْھَا قُلْتُ بَلٰی قَالَ فَھُوَ کَذٰلِکَ رَوَاہُ النِّسَائِیُّ یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے کوہ طور پر تشریف لے جانے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ملنے کے قصہ میں روایت ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ساعت قبولیت کی یوم جمعہ کی آخری ساعت ہے آفتاب غروب ہونے سے پہلے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا تم نے سنا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ساعت قبولیت کسی مومن کو نماز پڑھتے ہوئے ملی اور حالانکہ یہ وقت نماز کا نہیں ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ جو شخص نماز پڑھ کر اگلی نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے تو وہ اگلی نماز کے آنے تک نماز ہی میں رہتا ہے۔ میں نے کہا ہاں واقعی فرمایا ہے انہوں نے فرمایا بس یونہی سمجھ لو۔ روایت کیا اس کو نسائی ہے۔

## رفع اشکال وتعارض

یہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّہٗ لَاصَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَاْبِھَا (مشکوۃ باب القراءۃ فی الصلوۃ دوسری فصل) یعنی میرے پیچھے اور کچھ مت پڑھا کرو بجز الحمد کے کیونکہ جو شخص اس کو نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس سے مقتدی پر فاتحہ کا وجوب نہیں ثابت ہوتا کیونکہ اس کے معنی یہ ہوسکتے ہیں کہ چونکہ فاتحہ میں یہ شرف ہے کہ نماز کا وجود یا کمال علی اختلاف الاقوال اس کی قرأت پر موقوف ہے گو وہ قرأت حکمیہ ہی کیوں نہ ہو جیسا اوپر گذرا۔ اس شرف کی وجہ سے اس میں بہ نسبت دوسری سورتوں کے یہ خصوصیت آ گئی کہ ہم اس کی

marfat.com

قرأت حقیقیہ کی بھی اجازت دیتے ہیں اور گو ما زاد علی الفاتحہ بھی موقوف علیہ وجود یا کمال صلوٰۃ کا ہے علی اختلاف الاقوال لیکن اس کی کوئی فرد معین موقوف علیہ نہیں اور فاتحہ بالتعیین موقوف علیہ ہے۔ پس غایۃ ما فی الباب مفید جواز کو ہے اور نہی سے استنباط ہونا اس کے مناسب بھی ہے' اور اول حدیث میں جو أَنْصِتُوْا صیغہ امر کا ہے وہ مفید نہی عن القراءۃ کو ہے۔ پس حسب قاعدہ اذا تعارض المبیح والمحرم ترجح المحرم جواز کو منسوخ کہا جائے گا۔ اب کسی حدیث سے اس مسئلہ پر شبہ نہیں رہا۔

اس مضمون کو ایسی عمدگی اور نہایت شرح وبسط کے ساتھ کسی حصے میں لکھا گیا ہے کہ منکر کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں۔ ناظرین اس کا دوسرا حصہ ضرور ملاحظہ کریں۔

## رفع یدین کے نہ کرنے کا ثبوت

(۸) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ میں کرے۔ پھر نہ کرے چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ حَدِيْثُ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھاؤں' پھر نماز پڑھائی اور صرف اول بار میں یعنی تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا اور یہ بھی کہا کہ اس مضمون کی حدیث حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بھی آئی ہے۔ (ترمذی ج ۱ ص ۳۵' ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱٦' نسائی ج ۱ ص ۱٦۱)

(۲) عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ یعنی حضرت

marfat.com

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو کانوں کے قریب تک رفع یدین کرتے اور پھر نہ کرتے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۶)

اس مضمون کو بڑی شرح و تفصیل کے ساتھ کسی حصے میں لکھا گیا ہے۔

## آمین کے آہستہ کہنے کا ثبوت

(۹) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آمین جہری نماز میں بھی آہستہ کہے۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱) عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهٗ رواہ الترمذی (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی التامین) یعنی حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھ کر پست آواز سے آمین فرمائی۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور عینی میں ہے کہ اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد وطیالسی اور ابویعلی موصلی اپنے مسانید میں اور طبرانی اپنے معجم میں اور دار قطنی اپنے سنن میں اور حاکم اپنے مستدرک میں ان لفظوں سے لائے ہیں وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ یعنی پوشیدہ آواز سے آمین فرمائی، اور حاکم کتاب القراۃ میں لفظ خفض لائے ہیں اور حاکم نے اس حدیث کی نسبت یہ بھی کہا ہے۔ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ یعنی اس کی سند صحیح ہے اور پھر بھی بخاری و مسلم اس کو نہیں لائے۔ اور ترمذی نے جو اس پر شبہات نقل کئے ہیں، علامہ عینی نے سب کا جواب دیا ہے۔ چنانچہ اس کا خلاصہ حاشیہ نسائی مجتبائی جلد ۱ صفحہ ۱۴۸ میں مذکور ہے۔

## ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت

(۱۰) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قیام میں ہاتھ زیر ناف باندھنے چاہئیں۔

marfat.com

چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱) عَنْ اَبِی جُحَیْفَۃَ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ یعنی حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھا جائے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔ (ابوداؤد وضع الیمنی علی الیسریٰ)

(۲) عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَۃَ اَخْذُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ رواہ ابوداؤد یعنی حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاتھ کا پکڑنا ہاتھ سے نماز کے اندر ناف سے نیچے ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

(۳) عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ اَنَّ عَلِیًّا قَالَ السُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ فِی الصَّلٰوۃِ وَیَضَعُھُمَا تَحْتَ السُّرَّۃِ اَخْرَجَہٗ رَزِیْنٌ یعنی حضرت ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت کا طریقہ ہے چاہیے کہ رکھے دونوں ہاتھوں کو نماز میں ناف کے نیچے۔ روایت کیا اس کو رزین نے۔

یہ وہی پہلی روایت ہے، وہاں ابوداؤد مخرج تھے یہاں رزین ہیں اور دلالت سب حدیثوں کی مطلوب پر ظاہر ہے۔

## قعدہ اخیرہ کا قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھنے کا ثبوت

(۱۱) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں اسی طرح بیٹھیں جس طرح قعدہ اولیٰ میں بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱) عَنْ عَائِشَۃَ فِی حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ التَّحِیَّۃَ وَکَانَ یَفْرِشُ رِجْلَہُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ رِجْلَہُ الْیُمْنٰی رَوَاہُ مُسْلِمٌ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوۃ پہلی فصل، مسلم ج ا

marfat.com

ص ۱۹۴) یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے اور بائیں پاؤں کو بچھاتے تھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اس حدیث میں افتراش کی ہیئت میں آپ کی عادت کا بیان ہے جو اطلاق الفاظ سے دونوں قعدوں کو شامل ہے اور اقتران جملہ متضمنہ فی کل رکعتین کا مؤید عموم ہونا مزید برآں ہے۔

(۲) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ اِلٰى صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِيْ لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى يَعْنِيْ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ میں آیا تو میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا۔ پس جب آپ تشہد کیلئے بیٹھے تو بایاں پاؤں بچھایا اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور داہنا پاؤں کھڑا کیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کے نزدیک اس پر عمل ہے۔ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب کیف الجلوس فی التشہد)

ہر چند کہ فعل کیلئے فی نفسہ عموم نہیں ہوتا مگر جب قرائن موجود ہوں تو عموم ہوسکتا ہے۔ یہاں ایک صحابی کا نماز دیکھنے کیلئے اہتمام کرنا جس کیلئے عادۃً لازم ہے کہ مختلف نمازیں دیکھی ہوں پھر اہتمام سے اس کا بیان کرنا یہ قرائن ہیں کہ اگر دونوں قعدوں کی ہیئت مختلف ہوتی تو موقع ضرورت میں اس کو بھی بیان کرتے کیونکہ سکوت موہم غلطی ہے' اس سے ظاہر یہ ہے کہ دونوں قعدوں کی ہیئت یہی تھی۔

(۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَاسْتِقْبَالُهٗ بِاَصَابِعِهَا الْقِبْلَةَ وَالْجُلُوْسُ عَلٰى

marfat.com

الیُسریٰ رواہ النسائی یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے اپنے باپ سے یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ سنت نماز کی یہ ہے کہ قدم کو کھڑا کرو اور اس کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرو اور بائیں پر بیٹھو۔ روایت کیا اس کو نسائی نے۔ (سنن نسائی مترجم ج۱ ص ۳۵۷)

یہ حدیث چونکہ قولی ہے اور قول میں عموم ہوتا ہے اس لئے اس کی دلالت میں وہ شبہ بھی نہیں۔

## پہلی اور تیسری رکعت میں اٹھنے کے وقت نہ بیٹھنے کا ثبوت

(۱۲) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہلی اور تیسری رکعت سے جب اٹھنے لگے تو سیدھا کھڑا ہو جائے' بیٹھے نہیں۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِی الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُوْرِ قَدَمَيْهِ قَالَ اَبُوْعِيْسٰى حَدِيْثُ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَلَيْهِ الْعَمَلُ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے قدموں کے پنجوں پر اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہے اہل علم کے نزدیک۔ (ترمذی شریف ابواب الصلوٰۃ باب کیف النھوض من السجود)

اس مضمون کو کسی حصے میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ ناظرین اس کا اگلا حصہ منگوا کر ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں ہر ایک بات کو مدلل باحادیث نبویہ اور مکمل بمسائل جزئیہ لکھا گیا۔ (ابوالبشیر مولوی محمد صالح حنفی نقشبندی مجددی گدی نشین)

## قضائے سنت فجر کو طلوع آفتاب کے بعد ادا کرنے کا ثبوت

(۱۳) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جماعت میں ملنے سے جس شخص کی فجر

marfat.com

کی سنت رہ جائے وہ آفتاب کے نکلنے کے بعد پڑھے۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ صحیح حدیث ہے۔ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی اعادتھما بعد طلوع الشمس) یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے فجر کی دو رکعت سنت نہ پڑھی ہو وہ ان دونوں کو بعد آفتاب نکلنے کے پڑھے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ (مزید دلائل کیلئے دیکھو اگلا حصہ۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

## وتر کی تین رکعت ہونے اور قبل الرکوع پڑھنے کا ثبوت

(۱۴) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وتر تین رکعت ہیں اور دو رکعت پر سلام نہ پھیرے لیکن دو رکعت پر التحیات کیلئے قعدہ کرے اور قنوت رکوع سے پہلے پڑھے اور قنوت سے پہلے دونوں ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہے۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ احادیث صحیح ہیں۔ (۱) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَقْرَاءُ فِی الوتر بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ بِقُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا یُسَلِّمُ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهِنَّ الحدیث (نسائی ج۱ ص ۲۴۸) (۲) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْتِرُ بِثَلٰثِ رَکَعَاتٍ وَفِیْهِ وَیَقْنُتُ قَبْلَ الرُّکُوْعِ (۳) عَنْ سَعِیْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُسَلِّمُ فِیْ رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ یعنی خلاصہ ان تینوں حدیثوں کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے اور دو رکعت پر سلام نہ پھیرتے تھے بالکل اخیر میں پھیرتے تھے اور قنوت قبل رکوع کے پڑھتے تھے۔ روایت کیا ان تینوں حدیثوں کو نسائی نے۔ (۱۴) عَنْ عَائِشَةَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

marfat.com

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ التَّحِیَّۃُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھا کرتے تھے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (۵) اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ وَغَیْرُہٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ رَفْعَ الْیَدَیْنِ مَعَ التَّکْبِیْرِ فِی الْقُنُوْتِ یعنی بیہقی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ و ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قنوت میں اللہ اکبر کے ساتھ رفع یدین کرنا روایت کیا ہے۔

مجموعہ احادیث سے مجموعہ مطالب ظاہر ہے اور مسلم کی حدیث میں لفظ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ اپنے عموم سے وتر کی اولین کو شامل ہونے میں نص صریح ہے۔

## نماز فجر میں دعائے قنوت کے نہ پڑھنے کا ثبوت

(۱۵) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھے۔ چنانچہ آپ کے دعوے کی یہ حدیث صحیح ہے۔ (۱) عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ یَا اَبَتِ اِنَّکَ قَدْ صَلَّیْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِیٍّ ھٰھُنَا بِالْکُوْفَۃِ نَحْوًا مِّنْ خَمْسِ سِنِیْنَ اَکَانُوْا یَقْنُتُوْنَ قَالَ اَیْ بُنَیَّ مُحْدَثٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنِّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَہ (ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب فی ترک القنوت) یعنی حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور پانچ سال تک یہاں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے' کیا یہ حضرات قنوت پڑھا کرتے تھے (یعنی نماز فجر میں کیونکہ یہ حدیث اسی میں وارد ہے) انہوں نے کہا کہ بیٹا یہ بدعت ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے۔ (دوسرا حصہ ضرور ملاحظہ کرو جس میں انکو تفصیل سے لکھا ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ)

marfat.com

الصلوٰۃ معراج المومنین

نماز مومن کی معراج ہے

# نماز کے احکام

تصنیف لطیف

## مولانا ابوالبشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

ترتیب جدید

## مولانا محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Phone
0333-4383766
042-7213575

marfat.com

ندائے غیبی توسل زیارت قبور اور استمداد پر

لاجواب کتاب

# ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف لطیف

ابو البشیر مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی

ترتیب جدید

مولانا محمد عبد الاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
Phone
0333-4383766
042-7213575

marfat.com

قرآن وسنت کی روشنی میں

حقیقتِ پردہ کی خوبصورت تشریح

# احکامِ پردہ

مؤلف

حضرت علامہ مولانا ابوالبشیر محمد صالح نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترتیب جدید

مولانا محمد عبدالاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور
0333-4383766
042-7213575

marfat.com

تحفۂ القادریہ
سیدنا صدیق اکبر
خزینۂ نعت
جہانِ اولیاء
سر الاسرار
بدعت کی حقیقت
کشف المحجوب
شاہانِ گوجر
انیس الطالبین
انوار دین
حدائق بخشش
قرآن حکیم کا تصورِ ولایت
تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر
تذکرہ مجددین اسلام
اصحاب بدر
معجزاتِ رسول کریم ﷺ

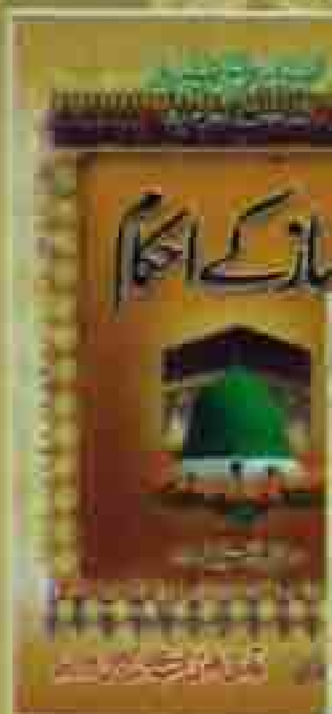

فیوض غوثِ یزدانی ترجمہ الفتح الربانی
تذکارِ میلاد
حیاتِ برزخی کا اثبات
سیرت مصطفیٰ ﷺ
سیرت و خطبات غوث اعظم
مولانا نورانی کی بارہ تقریریں

شان حبیب المنعم من روایات المسلم
ختم نبوت زندہ باد
مولانا حافظ خان محمد قادری کی تقریریں
امام اعظم کے عقائد
مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان
نزہۃ الخاطر الفاتر
امام احمد رضا اور عشق مصطفےٰ
بزرگ
کیا آپ جانتے ہیں؟
فتوح الغیب

جلوۂ حقیقت
بارہ مسائل میلاد مصطفیٰ ﷺ
چشمۂ علم و حکمت
سیرت غوث اعظم
جہانِ انبیاء
خطبات الٰہیہ
اسمائے قرابت
مکتوبات قطبیہ
شانِ رسول
خطبات مجددیہ
خطبات نورانی
نورانی حکایات
شان حبیب الباری
رسائل محدث اعظم
غنیۃ الطالبین
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ حبیب الٰہ
تاریخ گوجراں
تذکرۃ الاولیاء
سفر آخرت
ہماری نمازیں

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575